ہاجرہ
مرتبۂ
محمد حسن حسان

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

ہاجرہ

اپنی طرز کا پہلا۔ دلفریب اور نتیجہ خیز

ناول

مصنفہ
"عدالت"
(ایک ترکی خانم کا فرضی نام)

جسکو

احقر العباد محمد حسن خان سپرنٹنڈنٹ فنانشل ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا

مترجم تزک عبد الرحمانی وغیرہ

نے

انگریزی سے سلیس اُردو زبان مین ترجمہ کیا

معہ ایک دیباچہ کے جسمین ترکی لٹریچر۔ ترکی عورتون کی تعلیم اور اُنکی تصنیفات اور ہندوستان مین تعلیم نسوان اور ناول نویسی پر نہایت دلچسپ بحث کی گئی ہے

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علی خان صوفی چھپوایا

طبع ثانی سنہ ۱۹۱۱ء
قیمت عہ علاوہ محصول

کہتی ہے اِس کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

جناب مولانا خواجہ **الطاف حسین** صاحب **حالی** فرماتے ہیں۔

میں **سید** صاحب مرحوم کی لائف لکھ رہا ہوں اور وہ قریب الاختتام ہے اس لئے مجھے بالکل ہاجرہ کے دیکھنے کی فرصت نہ تھی اس کے سوا ناول دیکھنے کا مجھے شوق بہت کم ہے - باوجود اس کے جس روز یہ کتاب میرے پاس پہونچی اسی روز ایک ہی نشست میں میں نے سب کام چھوڑ کر اس کے ۸۰ صفحے دیکھے پھر اور کاموں میں مصروف ہو گیا۔ کل اس کے دیکھنے کا پھر موقع ملا یہاں تک کہ جب تک اس کو ختم نہیں کر لیا دوسرا کام نہیں کیا - وہ فی الواقع ایسا دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد اس کے چھوڑنے کو ہرگز نہیں جی چاہتا اور چونکہ آپ نے ترجمہ بھی بہت صاف اور عمدہ کیا ہے اس لئے اس کے پڑھنے سے طبیعت نہیں الجھتی - یہ کتاب اس لحاظ سے کہ ناول نویسوں کے لئے ایک عمدہ رہبر ہے اور ہمارے ہم وطنوں کے چھچھورے ناولوں کی افراط و تفریط سے پاک ہے اور متانت و سنجیدگی بیان کا ایک اچھا نمونہ ہے نہایت مفید ہے لیکن جو خیالات اس میں ظاہر کئے گئے ہیں اور جس طریقہ معاشرت کی خوبی اس میں جتائی گئی ہے اس کے لئے ہماری قوم ابھی تیار نہیں ہے اور اگر میرا قیاس غلط نہ ہو تو کم از کم پچاس برس تک اس کے لئے اور منتظر رہنا چاہیے - بیشک تعلیم یافتہ نوجوان مسلمان اسکو بہت پسند کریں گے ...... میری آرزو یہی ہے کہ لوگ آپکی محنت کی داد دیں اور اسکی قدر کریں۔

آنریبل نواب **عماد الملک** بہادر سابق ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن حیدرآباد :-

آپ کا ترجمہ نہایت عمدہ ہے - میں نہایت خوشی سے اُسے اپنے محکمہ کی انعامی[۱] کتابوں میں شامل کرونگا -

رائٹ آنریبل **مسٹر سید امیر علی** صاحب سابق جج ہائیکورٹ کلکتہ :-

میں نے آپ کا ترجمہ شروع سے اخیر تک دیکھا نہایت عمدہ ہے - میری دلی آرزو ہے کہ آپ کی محنت و جانفشانی مسلمانوں کی بہبودی کا ذریعہ ثابت ہو -

جناب مولوی **احمد انصاری** از تعلقہ شولاپور ضلع لنگسگور حیدرآباد دکن :-

یوں تو میں سینکڑوں مشہور ناول اور ڈرامے دیکھ چکا ہوں مگر حقیقت یہ ہے کہ ہاجرہ سے بڑھکر اخلاق و تہذیب پر زیادہ مفید اثر ڈالنے والا کوئی ناول یا دفتر پند و نصیحت نہیں ہو سکتا -

مولوی **سخاوت حسین** صاحب ہیڈ ماسٹر ضلع اسکول سہارنپور :-

مجھے ہاجرہ کو پڑھکر نہایت خوشی ہوئی - آپکا ترجمہ صحیح اور بامحاورہ ہے اور عام ترجموں کی نفرت انگیز لغویات سے بالکل مبرا ہے - خدا آپ کو عمر دراز عطا فرمائے تاکہ اردو لٹریچر کو اپنی تصنیفات سے زیب و زینت دیں -

---

[۱] پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے بھی اسکی چند جلدیں خرید کی ہیں - مترجم

To

THE HON'BLE SIR JOHN WOODBURN, K. C. S. I.,

Lieutenant-Governor of Bengal,

THIS BOOK, by kind permission, is most respectfully dedicated in grateful appreciation of His Honour's kind interest and help in the cause of Mohammedan Education in India, and as a humble token of gratitude for his gracious visit to the Mohammedan Educational Conference at Calcutta in 1899.

Mohammed Hasan Khan.

جو

بچی دلچسپی اور عملی ہمدردی

کہ

حضور پرنور - عالیجناب معلی القاب - نواب آنریبل سر جان وڈبرن صاحب بہادر

کے سی - ایس - آئی - لفٹنٹ گورنر احاطہ بنگال دام اقبالہم وحشمتہم

نے

مسلمانان ہند کی ترقی تعلیم کے ساتھ ہمیشہ فیاضانہ طور پر ظاہر فرمائی ہے

اُسکے

نہایت ادنیٰ لیکن دلی شکریہ میں

اور

اُس نوازش و کرم کی یادگار میں

جس سے ہز آنر نے

۱۸۹۹ء کے جلسۂ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کلکتہ کو

اپنی تشریف آوری سے اعزاز و افتخار بخشا

یہ ناول

باجازت خاص

بصد عجز و نیاز نام نامی و اسم گرامی

سے

معنون کیا گیا

احقر محمد حسن خاں

ہاجرہ کی طبع اول کی سب جلدیں باوجودیکہ بلحاظ حجم کتاب قیمت کسی قدر زیادہ تھی
مدت ہوئی کہ فروخت ہو چکی تھیں اور اکثر حضرات متقاضی تھے کہ طبع ثانی کا جلد انتظام کیا جاے
لیکن بوجوہ چند در چند میں تعمیل ارشاد سے اب تک قاصر رہا جس کے لئے معافی کا
خواستگار ہوں - نظر ثانی میں حتی الامکان نہایت احتیاط کی گئی ہے اور بوجہ اصرار احباب
قیمت بھی کم کر دی گئی ہے حالانکہ اس مرتبہ کاغذ طبع اول کی بہ نسبت بہتر لگایا گیا ہے -

۲ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء } محمد حسن

خبرت ہست کہ مرغانِ چمن میگویند ‏ ‏کہ آخر اے خفتہ سر از بالشِ غفلت بردار
تا بکے ہمچو بنفشہ سرِ غفلت در پیش ‏ ‏زشت باشد کہ تو در خوابی و نرگس بیدار

میرا خیال ہے کہ ۱۸۹۷ء میں کلکتہ کے کسی انگریزی اخبار میں میں نے اس کتاب پر ریویو پڑھا تھا۔ تب ہی سے اس فکر میں تھا کہ کسی طرح اس کا ترجمہ کر کے ہندوستان کے مسلمانوں کو غیرت دلاؤں کہ تعلیم نسواں کے بارے میں دوسرے ملک کے مسلمان بھائیوں کی تقلید کریں۔ لیکن چند اسباب ایسے پیدا ہو گئے تھے جنکی وجہ سے اُسی سال اپنے اس خیال کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ سب سے بڑا سبب تو یہ تھا کہ میں نے تاریخ جنگ ترکی و یونان ۱۸۹۷ء کی اشاعت کو اُس وقت مقدم سمجھا۔ اُس تاریخ کے متعلق میری امیدوں سے کہیں زیادہ پبلک نے میری عزت افزائی کی جسکا میں تہ دل سے ممنون اور مشکور ہوں۔ یہ دیکھکر اپنے پہلے ارادہ میں مجھے اور بھی ہمّت ہوئی اور کلکتہ کی

ایجوکیشنل کانفرنس میں اُسکے پریسیڈنٹ فخر قوم جناب آنریبل مسٹر جسٹس سید امیر علی صاحب بہادر جج ہائیکورٹ نے مسئلہ تعلیم نسواں پر بحث کرتے ہوئے جو ہاجرہ کی تعریف فرمائی اور ہر نوجوان شخص کو اُسکے پڑہنے کی ہدایت کی تو میں اپنے ارادہ میں اور بہی پختہ ہو گیا - خدا کا شکر ہے کہ مجھے اس میں کامیابی ہوئی اور اپنی محنت کے نتیجہ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں -

عورتوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دیجائے یا نہین اس سے مجھے اسوقت بحث نہین اس لئے کہ ابھی تو اس میدان میں ہمنے چلنا ہی نہیں سیکھا ہے - پہلے چلنا آجائے تو رفتہ رفتہ دوڑنے بہی لگیں گے - ابہی تک تو ہم سب بے خبر سو رہے تھے - عورتوں کی تعلیم تو درکنار آپ ہی جہالت کی تاریکی میں گرفتار تھے - خدا سرسید کو غریق رحمت کرے کہ اُنہوں نے اس زمانہ کی ضروریات پر نظر کر کے تعلیم سے دماغ منور کرنے کی ضرورت ہمارے ذہن نشین کی اور جو راہ اُنہوں نے بتائی اُس مین قدم رکھنے سے لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہمین عورتوں کی تعلیم کی بہی ضرورت محسوس ہوئی - ہماری اور ہماری عورتوں کی تعلیم دونوں لازم ملزوم ہیں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتی - ہم کیسے ہی تعلیم یافتہ ہوں جب تک کہ ہماری عورتوں کے بہی دل و دماغ تعلیم سے روشن نہوں ہم پورے تعلیم یافتہ ہرگز نہیں کہا سکتے اور نہ ہم دنیا کی مہذب قوموں میں شمار کئے جا سکتے ہیں - اُسی زمانہ پر غور کرو جب کہ ہماری ترقی کا آفتاب نصف النہار پر تھا تو ہماری عورتوں کی کیا حالت تہی اور کیسی کیسی بڑی بڑی لائق اور فایق عورتیں مسلمانوں میں گذر چکی ہیں جنکا صرف ہمین کو نہیں بلکہ ہر قوم کو فخر ہو سکتا ہے -

خدا اور رسول نے کہیں نہیں فرمایا کہ مرد تعلیم[۵] یافتہ ہوں اور عورتیں جاہل رہیں اور تہا

---

[۵] اس مسئلہ پر ترکوں کی معاشرت کے دیباچہ میں مفصل بحث کی گئی ہے -

وقت تک جو تقریری یا تحریری کوششیں بزرگانِ قوم نے اسکی تائید میں کی ہیں اُن کا بکار آمد اثر مسلمانوں پر ہوا ہے - ہاجرہ کا اِس وقت پبلک کے سامنے آنا گویا اور وضاحت اور زور کے ساتھ اِس امر کی تحریک کرتا ہے اور بآواز بلند کہتا ہے کہ اگر تمہارے بھائی مسلمان دوسرے ملکوں میں ایسا کر رہے ہیں تو تم بھی اُن کے قدم بقدم کیوں نہیں چلتے -

ماں کے تعلیم یافتہ ہونے سے جو بچوں کی پرورش اور تعلیم اور انتظام خانہ داری اور دیگر امور متعلقہ میں سہولیت اور خوبی پیدا ہوتی ہے اسکی نسبت بہت سے لائق اور قابل قدر مضامین لکھے جا چکے ہیں اس لئے اس موقع پر میں اُنکی تصریح کرنا ضروری نہیں سمجھتا - مجھے اس وقت صرف یہ کہنا ہے کہ ہمارے آجکل کے نوجوانوں پر جو اخلاقی کجی کی تہمت لگائی جاتی ہے (اور اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اس بارہ میں میں اپنے نوجوان بھائیوں کی حالت نہایت ہی نازک اور خراب دیکھتا ہوں) اس کا علاوہ چند اور وجوہ کے ایک بڑا سبب ہماری عورتوں کا تعلیم یافتہ نہ ہونا بھی ہے - ماں کی گود میں یا انگریزی مدرسہ جانے تک کی عمر تک بلکہ سن تمیز تک بچہ جو ماں سے بُری باتوں سے بچنے اور بھلی باتوں کے اختیار کرنے کی نسبت سبق حاصل کر سکتا ہے اور اُس کا اثر آیندہ چلکر جو نفع پہونچا سکتا ہے اُسکو اکثر لوگ محسوس نہیں کرتے - علاوہ بریں ایک تعلیم یافتہ بی بی اپنے شوہر کی نظروں میں بمقابلہ ایک جاہل عورت کے زیادہ وقعت رکھتی ہے اور اس وجہ سے اُسکو بہت سے بُرے کاموں سے باز رکھہ سکتی ہے - اور خود شوہر کی اِس قسم کی دلچسپی کا باعث ہوتی ہے کہ اُسے باہر دوسروں کے ساتھ اُس انداز کی دلچسپی کی تلاش کی ضرورت نہیں رہتی - لیکن فی زماننا کیا کیفیت ہے ؟ مردوں کا دماغ تعلیم کے صدقہ سے مختلف اقسام کے دلچسپ خیالات سے پُر رہتا ہے اور قدرتی طور پر اُنکی خواہش ہوتی ہے کہ سب سے پہلے وہ کسی

اعلےٰ انسان سے اُن کی نسبت گفتگو کریں جسکو وہ سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ لیکن یہ حسرت اُن کی نکلنے نہیں پاتی اور مکان آکر سوا سے اِسکے کہ بی بی سے صرف باورچیخانہ یا اسی قسم کی بے لطف اور پھیکی بات چیت کریں اور کچھہ نہیں کر سکتے - اس قسم کی باتوں کا ایک تعلیم یافتہ شخص بہت زیادہ دن متحمل نہیں ہو سکتا اور آخری نتیجہ اس کا یہی ہوتا ہے کہ مجبور ہو کر وہ اپنے ضروری کاموں سے فرصت پانے کے بعد اپنے احباب میں زیادہ وقت صرف کرتا ہے اور بی بی کو محض بچہ پیدا کرنے کی کل سمجھنے لگتا ہے - اور یہی خیال ترقی کرتے کرتے دوسری بُرائیوں کا بھی باعث ہو جاتا ہے - لیکن یہ قصور کس کا ہے؟ خود ہمارا - اور اسکی وجہ سے بیچاری بے زبان عورتوں پر جو یہ ظلم کیا جاے اسکا ذمہ دار کون؟ خود ہم - کیسے افسوس کی بات ہے کہ بجاے اسکے کہ اپنے قصور کی سزا اپنے آپ کو دیں ہم ان بے گناہ عورتوں کی زندگی ہمیشہ کے لیے تلخ کرتے ہیں!

اب میں **ہاجرہ** کی نسبت کچھہ کہنا چاہتا ہوں - ہماری قوم کے بہت سے خیر خواہ اسباب مانع ترقی مسلمانان پر بحث کرتے ہوئے اکثر کہا کرتے ہیں کہ ہم محض اپنی قدیم خوبیوں اور ترقی کے زمانہ کو یاد کیا کرتے ہیں اور اُسمیں اتنے محو رہتے ہیں کہ بس یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا میں جس کام کے لیے ہم پیدا ہوئے تھے وہ ہمارے آبا و اجداد ختم کر چکے اب ہم پر کسی قسم کا فرض باقی نہیں ہے - پہلے تو میرا بھی یہی خیال تھا اور ممکن ہے کہ ایسے لوگ کسی زمانہ مین رہے ہوں لیکن مجھے تو اس وقت ایسے لوگوں کی سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے جو یہ پورے پورے طور پر جانتے ہوں کہ مسلمان کیا تھے اور اب کیا ہو گئے - کتنے مسلمان ہیں جو یہ بھی جانتے ہیں کہ سات سو برس تک اندلس مسلمانوں ہی کا تھا؟ کتنے ہیں جو یہ کہہ سکتے ہیں کہ سوا ہندوستان اور افغانستان اور روم اور عرب کے دنیا کے اور بھی حصوں میں مسلمان آباد ہیں؟ اور کتنے ہیں جنہیں یہ معلوم ہے کہ ایک زمانہ میں مسلمان ہی تمام علوم و فنون کی دنیا میں

سب کے ہادی تھے ؟ میرے نزدیک ننلوے فی صدی بلکہ نوے ایسے نکلیں گے جو یہ تو ضرور جانتے ہیں کہ ہندوستان میں اُن کی سلطنت تھی لیکن سوا ئے اِسکے اور جو کچھ خیال مسلمانوں کی نسبت ہے وہ ایسی قابل الزام ناواقفیت پر مبنی ہے اور مسلمانوں کو ایسا ہیجان اور عیوب اور جہالت میں غرق سمجھتے ہیں کہ کوئی اچھی بات بھی اُنکی نسبت سنیں تو مشکل سے اُنہیں یقین آتا ہے - اس کا جواب بعض صاحب یہ ضرور دینگے کہ مسلمانوں کی اس وقت کی بُری حالت دیکھکر وہ سمجھتے ہیں کہ اُن سے کسی اچھی بات کا ظہور ممکن نہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اِسکی وجہ صرف اُنکی لاعلمی ہے - وہ یہی نہیں جانتے کہ اِس زمانہ میں مسلمان کیا کر رہے ہیں اور دوسرے ملکوں میں اِس مذہب کے لوگوں کی کیا کیفیت ہے - جب حال سے واقف نہیں تو ماضی سے اُنہیں کیا آگاہی ہوگی - اگر اُنہیں واقفیت ہوتی تو کوئی قابل تعریف بات سنکر استعجاب نہ کرتے اور اِس فکر میں نہ ہوتے کہ مسلمانوں کے مخالفوں کے اقوال پیش کر کے اُسے غلط ثابت کریں - اُنکے دل میں تو یہ جمی ہوئی ہے کہ مسلمان کبھی کسی قابل نہ تھے. اس لئے جو بُری باتیں مسلمانوں کی نسبت سنتے ہیں اُن کو تو بلا تحقیقات یقین کر لیتے ہیں لیکن کوئی اچھی بات سنکر فوراً اُسپر اعتراض کر بیٹھتے ہیں - اسی قسم کے بعض لوگوں نے مجھ سے شبہ ظاہر کیا ہے کہ **ہاجرہ** مسلمان خاتون کی لکھی ہوئی نہیں ہوسکتی اور اپنی سمجھ اور لیاقت کے مطابق اُس خیال کی تائید میں دلائل بھی پیش کرتے ہیں - چونکہ ممکن ہے کہ اور بھی حضرات اِن صاحبوں کے ہم خیال ہوں میں بہتر سمجھتا ہوں کہ ترکی لٹریچر کی نسبت بھی یہاں کچھ عرض کروں -

جیسا کہ ایرانی شاعری اور خیالات کا اُردو زبان کی تصنیفات پر اثر پڑا ہے اسی طرح ترکی تحریرات اور تصنیفات بھی اُس اثر سے نہیں بچی ہیں اور تھوڑا ہی عرصہ ہوا جیسے کہ اُردو شاعری محض مارِ زلف - دُرِ دنداں - چاہِ زنخداں اور کمر معشوق کی تعریف اور تلاش میں گرفتار تھی اسیطرح

ھزجمیات - لیلیٰ مجنوب - شیریں فرہاد - یوسف زلیخا اور اسی قسم کی کتابیں زیادہ تر ترکی زبان
میں بھی تھیں - لیکن رفتہ رفتہ وہاں بھی زمانہ نے کروٹ لی اور جس طرح ہندوستان میں
حالی نے لکیر کے فقیر نہ رہکر یہاں کی زبان میں ایک تازہ روح پھونکی اسی طرح چالیس برس
سے زیادہ ہوئے کہ ترکی لٹریچر میں بھی ایک انقلاب عظیم واقع ہوا یعنی پُرانی خیالی اور
وہمی باتوں کو ترک کرکے سچے واقعات کو اختیار کیا - اس میں کوئی شک نہیں کہ پُرانی
وضع کی شاعری بھی کسی زمانہ میں کوئی خدمت پوری کرتی ہوگی لیکن ضروریات زمانہ اس امر کی متقاضی
تھیں کہ حالی کی طرح ترکوں میں بھی عاکف پاشا اور رشید پاشا نہایت لائق مصنف اسکی اصلاح
اور نئی راہ دکھانے کے لئے پیدا ہوئے - ان سے زیادہ شناسی آفندی نے اس امر کوشش و
سعی کی اور اپنے ارادوں میں انکو کمال بے سے بڑی امداد ملی جو کہ ایک فاضل اجل ترکی میں گذرے
ہیں - اسی قسم کے لوگوں میں اکرم بے ایک نامور شاعر کا بھی ذکر کرنا ضرور ہے جو تھوڑا عرصہ ہوا کہ قسطنطنیہ
کے ایک مدرسہ کے پروفیسر تھے اور نیز حمید بے کا جو ڈراما لکھنے میں اوستاد سمجھے جاتے ہیں
گویا کہ ترکی لٹریچر اب یورپ کے لٹریچر کے قدم بقدم چل رہا ہے -

جس حالت میں کہ وہاں کے مردوں کی تعلیم کی یہ حالت ہے تو یہ لازمی بات ہے
کہ وہاں کی مستورات بھی علم و ہنر میں ترقی کریں - اسکی نسبت اس جگہ میں صرف اُس لکچر کا
ذکر کروں گا جو کہ جولائی ۱۸۹۳ء میں مسنور ٹماز مرالڈا سرو انٹیز نے چکاگو کے ایک جلسہ میں
ترکی عورتوں کی تعلیم اور اُنکی تصنیفات پر دیا تھا - اُنہوں نے کہا :-

"اکثر مصنفوں نے جو ترکی کی نسبت خامہ فرسائی کی ہے وہاں کے حالات کے
متعلق پوری پوری واقفیت نہونے کی وجہ سے وہاں کی تعلیم کی ٹھیک ٹھیک کیفیت نہیں
لکھی ہے لیکن اس سے بھی زیادہ غلطی ان مصنفوں سے اُس موقع پر کی ہے جہانکہ
سوسائٹی پر عورتوں کے اثر اور اُنکی تعلیم و تربیت اور ترقی کا ذکر کیا ہے - مغربی قوموں

نے صرف یہ سیکھا ہے کہ مشرقی مستورات بڑی ذلت کے ساتھ مردوں کی غلامی میں زندگی بسر کرتی ہیں اور قیدیوں کی طرح حرم سرا کی چہار دیواری کے اندر اپنا وقت جہالت اور بیکاری میں گذارتی ہیں۔ شاید ایسی بھی دو چار مثالیں ہوں کہ عورتیں اس طرح رکھی گئی ہوں لیکن اسے عام اصول قرار دینا اور یہ خیال کرنا کہ مشرقی عورتیں عموماً ایسی ہی ہوتی ہیں سراسر غلط اور بے بنیاد ہے مجھے اکثر ترکی لیڈیوں کی دوستی کا اعزاز حاصل ہے اور میں بلاخوف تردید کہہ سکتی ہوں کہ اُن کی تعلیم اور تربیت اور ترقی کسی طرح خود ہماری لائق لیڈیوں سے کم نہیں ہے۔

اسکے بعد ان میم صاحبہ نے چند قدیم لائق اور مشہور مسلمان عورتوں کا ذکر کرکے آج کل کی تعلیم یافتہ ترکی لیڈیوں کے نام بتائے ہیں اور وہ یہ ہیں:-

فاطمہ عالیہ خانم جنہوں نے مختلف مضامین پر کتابیں لکھی ہیں جنمیں اُنکی کتاب موسومہ نساء المسلمین نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیف تصور کی جاتی ہے اور اسمیں مشرقی عورتوں کے عادات اور رسوم بالتفصیل بیان کئے ہیں۔ انہوں نے ایک یورپین ناول کا بھی ترجمہ کیا ہے اور بہت سے مضامین اخبارات میں تحریر کئے ہیں۔

مقبول خانم۔ ان کی تصنیفات بالکل فلسفانہ ہیں۔ ترکی اخبار ترجمانِ حقیقت میں ان کے مضامین روزانہ شایع ہوتے ہیں۔

لیلیٰ خانم اسمعیل پاشا متوفی کی بیٹی اپنے اشعار اور مضامین کی وجہ سے جو ترکی اخبارات میں شایع ہوتے ہیں مشہور ہیں۔

گلنار خانم۔ یہ اعلیٰ درجہ کے فلسفانہ مضامین لکھتی ہیں۔

مہر النسا خانم۔ کم عمر ہیں لیکن اپنی تصنیفات اور مضامین کی وجہ سے جو ترکی اخباروں میں شایع ہوئے ہیں ابھی سے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

ظفر خانم زوجہ حلمی آفندی - ترکی - یونانی - عربی اور فارسی زبانوں سے واقف ہیں - انہوں نے چار کتابیں لکھی ہیں جنہیں سے ایک ناول ہے -

قمر خانم - انہوں نے عقائد اسلام پر ایک کتاب لکھی ہے -

آمنہ سمیعہ خانم - جنہوں نے علم حساب پر ایک کتاب تصنیف کی ہے -

علاوہ ان کے اور بھی بہت سی ترکی خانمیں ہیں جنہوں نے علمی دنیا میں نام پیدا کیا ہے خصوصاً شاہزادی نزلی خاتون حضرت خدیو مصر کی قریبی رشتہ دار جو کہ اس زمانہ کی نامور عورتوں میں شمار کی جاتی ہیں اور انگریزی - فرانسیسی - عربی - اور ترکی زبانوں میں لیاقت تامہ رکھتی ہیں - ان سب کے علاوہ کم از کم چھ ترکی اخبار ایسے ہیں جنکی ایڈیٹر لیڈیاں ہیں اور یہ اخبار بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں -

مندرجہ بالا حالات پڑھکر امید ہے کہ ناظرین کو کوئی شبہ نہ رہے گا کہ یہ ناول ایک ترکی خانم کا لکھا ہوا ہے جو بلحاظ نفس قصہ خواہ بحیثیت نتیجہ خیز ہونے کے انگریزی زبان کے اعلیٰ سے اعلیٰ ناول کا مقابلہ کر سکتا ہے اور واقعی ناول ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے - ہمارے ہندوستان میں ناول خوانی اور ناول نویسی کا شوق بھی ہوا تو اُس کا میلان راہ راست کی طرف نہ ہوا جس طرح کہ آجکل یہ شکایت کی جاتی ہے کہ انگریزی داں نوجوان زیادہ تر رینالڈس کے خیالات خراب کرنے والے ناول زیادہ پڑھتے ہیں اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ اُردو میں یا تو اکثر اُسی مصنف کے ناولوں کا ترجمہ ہوا ہے یا نہیں تو سوا سے دو چار کے جو ناول ہندوستان میں ابتک اُردو زبان میں لکھے گئے ہیں وہ دل بہلانے کے لیے گو اچھے ہوں لیکن اُن سے کوئی مفید سبق حاصل نہیں کیا جا سکتا - اسکی وجہ ظاہرا یہی معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے ناول نویسوں نے اس فن کے اغراض کو یا تو سمجھا ہی نہیں یا اُن پر غور نہیں کیا - ورنہ ہم ابھی ایسے لایق اور ترقی یافتہ نہیں ہیں کہ محض دل بہلانے

کی غرض سے اُردو ناول پڑھیں - ابھی تو ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ دن رات اپنی قوم کی اصلاح اور خود اپنی لیاقت بڑھانے اور قوم کا بکار آمد ممبر بننے کی حتی الوسع کوشش کریں اور اسی قسم کی باتوں کو ہر وقت کا سبق بنالیں - اور اگر کسی وقت طبیعت بہلانے کو جی بھی چاہے تو ایسے ناول دیکھیں جن سے کوئی عمدہ نتیجہ نکلتا ہو - اور دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں کوئی مفید بات ظاہر ہوتی ہو جس طرح تعلیم یافتہ اور مہذّب قوموں میں اخبارات کو ہر قسم کے امور میں بڑا دخل ہے اور جو کام کہ اخبارات سے لئے جاتے ہیں اسی طرح اس قسم کی غرض ناولوں سے بھی نکالی جاتی ہے - اور بہت سی برائیوں کی اصلاح کا وہ ذریعہ ہوتے ہیں - انگلستان کے مشہور ناول نویس چارلس ڈکنس (۱۸۱۲ء) کو دیکھو جو اونیسویں صدی کا سب سے زیادہ ہر دلعزیز اور نامور ناولسٹ تصور کیا جاتا ہے - اُس نے جو خدمت اپنی قوم کی اپنے ناولوں کے ذریعہ سے کی ہے اُس کا اندازہ امریکہ کے ایک بڑے مدبر ڈانیل ولبسٹر کے اس جملہ سے ہوسکتا ہے :-

" انگلستان کے غریب اور کم استطاعت لوگوں کی حالت درست کرنے اور اُن کی بہتری کے لئے ڈکنس نے جو کام کیا ہے وہ برطانیہ عظمیٰ کے پارلیمنٹ کے تمام مدبروں نے مجموعی طور پر بھی نہ کیا ہوگا "

ہمارے ہندوستانی بھائی تو بتلائیں کہ اُردو زبان میں بھی آج تک کوئی اس قسم کا ناول تصنیف ہوا ہے ؟

ان سب باتوں پر غور کرنے کے بعد ہر شخص کو ماننا پڑے گا کہ ماجرہ اپنی طرز کا پہلا ناول اُردو زبان میں شایع ہوا ہے - علاوہ اور باتوں کے ایک بڑا مفید اور اعلیٰ قسم کا نتیجہ تو اس سے یہ نکلتا ہے کہ انسان آج کل کی تہذیب کے مطابق تعلیم پاکر وہ سب خوبیاں بھی

قایم رکھہ سکتا ہے جو اُسکے ملک کے رواج اور رسم کے بموجب اچھی سمجھی جاتی ہیں۔
کیا وجہ ہے کہ ہمارے ہندوستان کے نوجوان لندن سے واپس آکر خواہ ہیں اعلیٰ قسم
کی انگریزی تعلیم پاکر اپنے ملک کی تہذیب کو کھو بیٹھیں اور اپنے بزرگوں کے ساتھ اس
طرح پیش آئیں کہ اُنہیں شکایت کا موقع ملے؟ اکثر ولایت کے واپس شدہ نوجوانوں
کی نسبت یہ شکایت سنی جاتی ہے کہ وہ ہندوستان آکر یہاں کے لوگوں کو
نیم وحشی سمجھنے لگتے ہیں۔ اور یورپین طرز و انداز کو اپنے اوپر اس طرح فرض کر لیتے ہیں
کہ اُسکی پابندی کے پیچھے اپنے بزرگوں کی خوشی اور ناخوشی کی مطلق پروا نہیں کرتے۔
اسی قسم کے ایک صاحب کا ذکر ہے کہ جب وہ ولایت سے واپس آئے تو اپنے شہر میں
پہونچکر والدین کے پاس نہ جاکر ایک علیحدہ بنگلے میں مقیم ہوئے اور جب اُنکے والد جو کہ
پُرانی وضع کے بزرگ تھے بیٹے سے ملنے کے لئے آئے تو اولا بیرا نے کارڈ طلب
کیا اور صاحب کا حکم سنایا کہ بغیر اطلاع اندر جانے کی ممانعت ہے اُسکے بعد اُس نے
نام پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہدو آپ کے والد آئے ہیں۔ صاحب بہادر لفظ "والد"
سنکر کسی قدر متعجب ہوئے اور بیرا کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے "والڈ! والڈ کس کو
بولتا ہے" اُنکے والد نے باہر سے یہ الفاظ سنے اور واپس چلے گئے۔
ناظرین مجھے معاف کرینگے اگر میں صاف صاف عرض کروں کہ ولایت سے
جتنے نوجوان مسلمان کسی قسم کی تعلیم پاکر آئے ہیں اُن میں باستثنائے سات آٹھ یا زیادہ
سے زیادہ دس قابل قدر اشخاص کے اور سب "والڈ" والے صاحب کی طرح بالکل
نہیں تو اُن سے اونیس تو ضرور ہیں۔ سچ پوچھئے تو یہی ایسے لوگ ہیں جن کی ذات
سے بہت کچھہ نفع قوم کو پہونچ سکتا ہے لیکن برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے
ہندوستان کے تعلیم یافتہ نوجوان اکثر اُنکی صحبت سے خراب ہوتے ہیں اُخوتِ اسلامی

تقریباً بالکل معدوم ہوجاتی ہے اور اُن کے قدم پر قدم رکھنے کی وجہ سے آپ بھی تباہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی تباہ کرتے ہیں - ابتک بعض بعض لوگ زمانہ کی رفتار کو سمجھکر بھی جو اپنے لڑکوں کو انگریزی تعلیم دینے سے ہچکچاتے ہیں وہ انہیں حضرات کے طفیل سے - ایسے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ اس ناول کے ہیرو نافذ بے اور ادہم بے اُن کے بھائی نے سبق لیں اور غور کریں کہ باوجود یورپین انداز کے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہونے کے یہ دونوں اور اُن کے خاندان کے سب لوگ بزرگوں کی عزت اُن کا پاس و ادب اور اپنی قوم کی ترقی کس طرح مدنظر رکھتے تھے - ساتھ ہی مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی مستورات کو اتنی تعلیم تو ضرور دیں کہ وہ اپنے شوہروں کو اُس کے ذریعہ سے خوش رکھہ سکیں اور امور خانہ داری اور اولاد کی پرورش و پرداخت میں بکارآمد ثابت ہوں - میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ ترکوں میں آجکل یہ قاعدہ ہے کہ ہر لڑکی کو اتنی چیزیں ضرور سکھائی جاتی ہیں (۱) عقائد اسلام (۲) تاریخ و جغرافیہ سلطنتِ عثمانیہ (۳) علم حساب کسورِ اعشاریہ تک (۴) علم حفظ صحت کے ابتدائی اصول (۵) سینا پرونا (۶) کہانا پکانا و دیگر امور خانہ داری - اسی طرح اگر ہمارے ہندوستان میں بھی اس قسم کا نصاب مقرر کر دیا جاوے اور اس امر پر زور دیا جاوے کہ جب تک لڑکی اس قدر نہ جانے اُس سے کوئی شادی نکرے تو بہت جلد اس سے اچھے نتیجے نمودار ہوں -

اب اور زیادہ میں آپ صاحبوں کا وقت لینا نہیں چاہتا - جتنی باتیں میں نے لکھی ہیں وہ کسی خاص شخص کی دشمنی یا کسی کو نقصان پہونچانے کی غرض سے نہیں عرض کی گئی ہیں - بلکہ محض مسلمانوں کے فائدہ کی نیت سے اگر میرے بھائی مسلمان اُن میں سے ایک پر بھی اچھی طرح غور کر کے اُس سے فائدہ اوٹھائیں تو میں سمجھوں گا کہ میری تمام محنت وصول ہو گئی - بسم اللہ اب قصہ شروع کیجئے -

محمد حسن

نوٹ منجانب مالک مطبع

یہ کتاب ایک نوجوان ترکی لیڈی کی تصنیف ہے اور خود انہوں نے اپنے ہاتھ سے انگریزی زبان میں تحریر کی تھی۔ اصل پایروف میں اس سے زیادہ تصحیح نہیں کی گئی جتنی کہ اگر مصنفہ ایک انگلش لیڈی ہوتیں تب بھی ضروری تصور کی جاتی۔

افسوس ہی کہ مصنفہ کا نام ظاہر کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ اس سے اُنہیں جان و مال کے نقصان کا خوف ہے لیکن ہمکو اس قدر اجازت ہے کہ مندرجۂ بالا امر کی صحت کی تصدیق کریں۔

اڈورڈ آرنلڈ
لنڈن

حصۂ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نصر اللہ پاشا کا خاندان

نصر اللہ پاشا	
خانم آفندی	نصر اللہ پاشا کی بی بی
ادہم بے	ایضاً ایضاً کا بڑا بیٹا
ولیہ خانم	ادہم بے کی بی بی
نافذ بے	نصر اللہ پاشا کا چھوٹا بیٹا
وحیدہ خانم	ایضاً ایضاً کی بیٹی
علی بے	وحیدہ خانم کا شوہر
صنیعہ خانم	نصر اللہ پاشا کی بیٹی
عزت پاشا	صنیعہ خانم کا شوہر
عطیہ خانم	عزت پاشا کی بہن
حافظ پاشا	عزت پاشا اور عطیہ خانم کا باپ

جب کہ پہلی مرتبہ میں قسطنطنیہ آئی تھی مجھے وہ دن ابتک بہت اچھی طرح یاد ہے - پل پر قدم رکھتے ہی جو بہیڑ بہاڑ میں نے دیکھی - اُس وقت کا شور وغل - گاڑیوں کی آمد و رفت - لوگوں کی تیز رفتاری - برف بیچنے والوں کی پکار - دخانی کشتیوں کی تیز سیٹی - بہیڑ سے راستہ رُکا ہوا - اِن سب نے ملکر مجھہ پر عجیب خوف طاری کیا تھا اور اُن کا نقش ابتک میرے دل پر موجود ہے میرے ماں باپ بہت غریب تھے اور جس گانوں سے میں آئی تھی وہ اناطولیہ میں واقع ہے اور اُس میں بہت کم لوگ بستے ہیں - قسطنطنیہ کی یہ حالت دیکھکر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں یکبارگی حشر کے میدان میں داخل ہوگئی جسکا ذکر ہمارے مدرسے کے اوستاد اکثر کیا کرتے تھے اور چونکہ نومبر کا مہینہ تھا اور کسی قدر بارش بھی ہو رہی تھی جس سے میرے کپڑے بہیگ رہے تھے میں خوف اور سردی سے کانپنے لگی اور اپنے ساتھی محمود کے اور قریب ہوگئی -

مجھے اِس بات کا تعجب تھا کہ اتنی بہیڑ میں ہمیں راہ کیونکر ملے گی اور یہی سوچکر میں نے محمود سے دریافت کیا - ” اب ہم کہاں جا رہے ہیں ؟ “

اُس نیک بخت عمر رسیدہ شخص نے جواب دیا" تمہاری نانی کے مکان پر" اور یہ دیکھکر کہ مجھ سے چلا نہیں جاتا تھا اُسنے مجھے اپنے شانہ پر بٹھالیا اور تیزی کے ساتھ آباصوفیہ کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں ہزاروں اس قسم کی چیزیں دیکھیں جو پہلے کبھی نظر سے نہیں گزری تھیں اور اُنہیں دیکھہ دیکھکر میں ششدر و حیران رہجاتی تھی۔ کبھی خواب میں بھی مینے ایسی وسیع سڑکیں اور خوشنما عمارتیں نہ دیکھی تھیں اور نہ اتنے کپڑوں اور میونے کے ڈھیر دیکھنے میں آئے تھے اب سنتی ہوں کہ قسطنطنیہ پُرانی وضع کا شہر ہے اور صاف نہیں ہے اور اس سے بھی زیادہ خوبصورت عمارتیں دوسرے شہروں میں ہیں لیکن اُس وقت تو مجھکو وہ بہشت بریں معلوم ہوتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد محمود نے کہا تمہاری نانی کا مکان اب قریب رہ گیا ہے۔ یہ سنکر میں پھر خوف سے کانپنے لگی اور اخیر چند روز کی جن تکلیفوں نے میرے ننھے دل کو ستا رکھا تھا پھر ہجوم کیا۔ میرا باپ اناطولیہ کا ایک غریب لوہار تھا جسے مرے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اس کی آمدنی تکلیف کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لئے بھی کافی نہ تھی اور جب وہ مرا تو میرے کہانے پینے کے لئے ایک حبّہ نہ تھا۔ ہاں مرتے وقت اُسے اپنی خوشدامن یاد آئی اور اُس گانوں کے شیخ کو جو مدرسے میں معلم تھا یہ وصیت کر گیا کہ میری نانی کو میرے بلانے کا خط لکھدے۔ جب سے میرا باپ شادی کر کے اپنے گانوں میں آیا تھا اور میری ماں بڑی تکلیف اور غربت کی حالت میں ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ قضا کر چکی تھی اُس سے اور میری نانی سے کسی قسم کی راہ و رسم اور خط و کتابت نہ تھی۔ شیخ نے بموجب وصیت کے میری نانی کو اُس پاشا کے پتہ سے خط لکھا جہاں کہ وہ برسوں بچے کھلانے کے لئے نوکر رہ چکی تہی۔ لیکن چار مہینے بعد کہیں جواب آیا۔ باپ کے انتقال کے بعد میں ایک ہمسایہ کے مکان میں رہتی تہی اتنے عرصہ تک جواب نہ آنے کی

وجہ سے اُس بیچارے کو میری نانی کی جانب سے بالکل مایوسی ہو گئی تھی اور اس فکر اور پریشانی میں رہتا تھا کہ اگر کوئی مجھے لینے نہ آیا تو کیا کرے گا۔ لیکن خوش قسمتی سے ایک دن شام کے وقت ایک شخص ہمارے گانوں میں آیا اور بیان کیا کہ فتنہ خانم میری نانی کا فرستادہ ہے میں اُس وقت سونے کے لئے لیٹ چکی تھی لیکن اُس کی آواز سنکر جلدی کوٹھے سے دوڑ کر اُتری اور نیچے آکر باورچی خانہ کے دروازہ کے پیچھے سے اُس مرد کو جھانک کر دیکھنے لگی۔ وہ ایک عمر رسیدہ شخص تھا اور اُسکی بھوری آنکھوں سے کچھ ایسی رحم دلی ظاہر ہوتی تھی کہ مجھکو اُس کے قریب آنے کی ہمت ہوئی اور اُس کے زانو سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ ابھی میری طرف متوجہ نہ ہوا اور باتیں کرتا رہا اُس وقت وہ یہ کہہ رہا تھا:۔

" ہاں یہ صحیح ہے کہ وہ عرصہ دراز سے ایک پاشا کے ہاں نوکر ہے۔ اور کسی قدر مغرور ہے اور خندہ پیشانی نہیں۔ مگر ساتھ ہی دل کی بہت اچھی ہے اور اپنی نواسی کا حال سنتے ہی فوراً اُس کے بلانے کی خواہش ظاہر کی۔ میں اُسکا ہمسایہ ہوں اور چونکہ ایک ضروری کام سے مجھے قونیہ آنا تھا اپنی واپسی کے وقت لڑکی کے لیجانے کا وعدہ کر آیا ہوں۔ لیکن قونیہ میں مجھکو ضرورت سے زیادہ ٹھہرنے کا اتفاق ہوا جسکی وجہ سے صرف آج یہاں پہونچ سکا "۔

اِس کے بعد اُسکی نظر مجھ پر پڑی اور پوچھا " کیا یہی وہ لڑکی ہے "؟ اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا " ذرا میرے پاس آؤ تا کہ میں تمکو اچھی طرح دیکھوں۔ تمہاری نانی عجیب طبیعت کی عورت ہے " پھر میری طرف تھوڑی دیر تک دیکھکر کہا " میرے نزدیک تو اُسے چاہیئے کہ تمہیں دیکھکر خوش ہو "۔ الغرض اسی قسم کی باتیں وہ کرتا رہا یہاں تک کہ میرے دل میں اپنی نانی کا خوف ابھی سے پیدا ہو گیا۔ اب تک میرے ساتھ سب لوگ نہایت مہربانی سے پیش آتے تھے لیکن جب

میں نے اس طرح کی باتیں سنیں تو میرا دل چاہنے لگا کہ اگر میری نانی نے مجھے نہ بلایا ہوتا تو بہتر تھا۔ اسی طرح اپنے بچپن کی سمجھ کے مطابق مجھکو تھوڑی بہت اُمید یہ تھی کہ راستہ میں ضرور کوئی ایسا واقع پیش آجائیگا کہ نانی کے ہاں پہونچنے میں ذرا دیر ہوگی - لیکن یہ امید غلط ثابت ہوئی اور تھوڑی دیر بعد اپنے آپکو ترساں اور لرزاں اُنکے دروازے پر پایا۔ یہانتک اُنکی دہشت میرے دل میں بیٹھی ہوئی تھی کہ میں دل سے چاہتی تھی کہ جہاں تک ممکن ہو اُن سے ملنے میں دیر ہو - اس لئے دعا مانگنے لگی کہ وہ اسوقت مکان پر نہوں اور اگر باشا کے ہاں گئی ہوں تو کیا اچھا ہو کیونکہ محمود کی زبانی یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ وہاں جاکر اکثر تین تین چار چار مہینے رہا کرتی تھیں لیکن یہ دعا بھی قبول نہ ہوئی محمود کے دستک دیتے ہی ایک خوش مزاج خادمہ نے دروازہ کھولا اور ہمکو ایک صاف اور نفیس کمرے میں لے گئی جسمیں ایک قالین اور دو دیوان (ترکی کوچ) بچھے ہوئے تھے اور ان دونوں دیوانوں پر سفید چادریں پڑی تھیں - ایک پر ایک ضعیفہ منہ پر سفید نقاب ڈالے بیٹھی ہوئی تھیں اور کبھی تسبیح پڑھتی تھیں کبھی حقہ پینے لگتی تھیں - ہمیں دیکھکر کھڑی ہو گئیں اور محمود کو سلام کرکے پوچھا "کیا میرے ہمسایہ ہیں؟" پھر میری طرف مخاطب ہوکر کسی قدر دھیمی آواز سے کہا "کیا وہ لڑکی یہی ہے؟" پھر تھوڑی دیر بعد مجھکو سینہ سے لگاکر رونے لگیں اور محمود سے یوں ہمکلام ہوئیں :-

"میں تم سے معافی چاہتی ہوں - تم جانتے ہو کہ زیادہ حصہ میری عمر کا گزر چکا ہے اور میں کیسی کیسی مصیبتیں اُٹھا چکی ہوں - میرے سب بیٹے ملک عدم سدھارے - بیٹی میری بڑی غربت کی حالت میں مری اور اس لڑکی کے سوا میرا اب کوئی اس دنیا میں نہیں ہے - جسوقت یہ میرے سامنے آکر کھڑی ہوئی ہو بہو اپنی ماں کی طرح معلوم ہوتی تھی حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ اپنی پیاری بیٹی پنبہ کو دیکھ رہی ہوں"

محمود نے جس طرح کی باتیں میری نانی کے متعلق کی تھیں اُن سے میرے دل میں یہ خدشہ

پیدا ہوا تھا کہ میں کس طرح اپنے اس بزرگ سے محبت کر سکوں گی لیکن یہ گفتگو سنکر یقین ہوگیا کہ اس معاملہ میں مجھے کوئی وقت پیش نہ آئیگی - گو میری عمر صرف بارہ برس کی تھی تاہم دوسروں کی مصیبت اور تکلیف دیکھکر میرا دل پانی پانی ہوجاتا تھا - اپنی نانی کے اس اظہار محبت کو دیکھکر اور اُنکی رنج سے کانپتی ہوئی آواز سنکر میرے دل پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی اور اُسی حالت میں گلے میں باہیں ڈالکر میں نے اُنہیں خوب پیار کیا اُنہوں نے بھی مجھے اپنے کلیجے سے لگالیا اور بڑی نرمی اور پیار سے کہا "ہم میں تم میں خوب محبت رہیگی" محمود آغا بیٹھ جاؤ میں تمہارے لئے ایک پیالی قہوہ تیار کرتی ہوں تو جب تک یہ حقہ پیو - راہ کی ماندگی دور کرنے کے لئے اس کی تم کو ضرورت ہے - ہاجرہ چلم بھر دو ابھی سے تمکو میری مدد کرنی چاہیے" یہ کہکر وہ کھڑی ہوگئیں اور انگیٹھی کے کوئلے درست کر کے اُس پر قہوہ دان رکھدیا - میں جھک کر چلم بھرنے لگی کہ پھر وہ محمود سے مخاطب ہوئیں -

" تمہاری بی بی خیریت سے ہے - میں کل اُس سے ملنے گئی تھی - گذشتہ ہفتہ میں تمہارے لڑکے کا خط بھی آیا تھا - جہاں وہ اب نوکر ہوگیا ہے اُس کا آقا اُس سے نہایت مہربانی سے پیش آیا"

محمود (خوش ہوکر) صحیح ہے اس لئے کہ وہ تو اُسکے بہنوئی کا مکان ہے -

میری نانی (قہوہ دان میں قہوہ ڈالکر) تب تو اُسکا وہاں جانا بہت بہتر ہوا - تمہاری لڑکی اچھی جگہ بیاہی گئی ہے -

محمود - یہ سچ ہے - لیکن یہ تو بتاؤ کہ نصر اللہ پاشا اور اُنکے گھر کا کیا حال ہے -

میری نانی - سب خیریت ہے - ہاں ناقذ بے اناطولیہ گئے ہیں -

محمود - ہاں ! تم ہی نے تو اُنکو بھی کہلایا تھا ؟

میری نانی (تن کر - اور فخر کے ساتھ) جی ہاں - نافذ بے نظیر شخص ہے - اور ابھی صرف تیئس برس کی عمر ہے اُس خاندان کے سب بچے میرے ہی ہاتھوں پلے ہیں اُدہم سب سے بڑا بیٹا تینتیس برس کا ہے - جب کہ وحیدہ سب سے چھوٹی لڑکی کی شادی ہوگئی تو میں نے گھر رہنے کی اجازت لے لی ورنہ اپنے شوہر کی زندگی میں تو میرا یہ قول تھا کہ وحیدہ کی شادی سے پہلے ہی جیسے ہی نافذ مدرسہ جائیگا میں وہاں سے رخصت ہو کر اپنے گھر رہونگی لیکن نوشتۂ قسمت سے کون آگاہ ہو سکتا ہے؟ میرا شوہر مر گیا نصر اللہ پاشاہی کے مکان سے میری لڑکی بیاہی گئی اور اُنہیں کی سفارش سے میرا بیٹا ایک ترکی جہاز کا کپتان مقرر ہوا - اس لئے جب اُن لوگوں نے کہا کہ وحیدہ کی شادی تک رہ جاؤ تو میں نے منظور کر لیا - وحیدہ کی شادی کے وقت نافذ پندرہ برس کا تھا اور چونکہ اُسوقت اور کسی بچے کے لئے میری خدمت کی ضرورت نہ تھی میرے دل نے کہا کہ چل اپنے بیٹے کے ساتھ مکان پر رہ - لیکن افسوس! یہ خدا کو منظور نہ تھا! میرے بیٹے نے اُسی سال قضا کی اور میں اکیلی رہ گئی -

محمود - (جو قہوہ پیکر اب حقہ کا دم لگا رہا تھا) مگر اب بھی تو بہ نسبت اپنے مکان کے تم وہاں زیادہ رہتی ہو -

میری نانی - درست ہے - اب بھی اگر میں چاہوں تو وہاں برابر رہ سکتی ہوں لیکن بوڑھی ہوئی اور یہی تمنا ہے کہ اپنے ہی مکاں میں زندگی بسر کروں -

اس گفتگو کو میں نے نہایت غور سے سنا اور یہ معلوم کر کے کہ میری نانی کو ایک پاشا کے خاندان میں اس قدر رسوخ حاصل تھا میرے دل میں اُنکی وقعت بہت زیادہ ہوگئی - ترکی زبان وہ نہایت فصاحت سے بولتی تھیں اور اُنکا طرز و انداز اُن سب لوگوں سے کہیں بہتر تھا جن سے ابتک مجھے سابقہ پڑا تھا - میری نظروں میں ہمارے جاہل گاؤں

والوں میں سے وہ بالکل علیحدہ اور برتر معلوم ہوتی تھیں۔
قسطنطنیہ کے نیچے درجہ کے لوگ کسی طرح اناطولیہ اور رومیلیہ کے دہقانوں سے زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہوتے میری نانی اور محمود دونوں دولت علم سے بے بہرہ تھے اور اُتنے ہی سادہ لوح تھے جتنا کہ کوئی جاہل سے جاہل دہقان ہو سکتا ہے لیکن اعلیٰ درجہ کے لوگوں سے ملتے ملتے اُن کے عادات و اطوار پر ایک قسم کی صیقل ہو گئی تھی جو کہ اُنکے ہم پایہ لوگوں میں نہ تھی۔

میری نانی۔ کل میں ہاجرہ کو وہاں لیجاؤں گی۔ خدا خانم کو سلامت رکھے کئی مرتبہ پوچھ چکی ہیں۔ میں اُنہیں دکھلانا چاہتی ہوں کہ یہ لڑکی اپنی ماں کی زندہ تصویر ہے۔ کیوں ہمسایہ کیا ابھی سے جاتے ہو؟

محمود۔ جی ہاں۔ میری بی بی کو میرے بخیریت پہونچنے کا انتظار ہو گا۔

میری نانی۔ اچھا جاؤ۔ خدا حافظ۔ میرے لئے جو تکلیف تمنے اُٹھائی ہے اُس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ خدا انکو معہ اہل و عیال کے خوش و خرم رکھے!

محمود نے شکریہ ادا کیا اور جھک کر میرے رخسارہ پر بوسہ دیا اور رخصت ہوا۔ میری نانی اُسے دروازہ تک پہونچانے گئیں اور میں اپنے آپ کو تنہا پا کر کھڑکی کے پاس دوڑ گئی اور تماشہ دیکھنا شروع کیا۔ سڑک اس مقام پر تنگ تھی چونکہ یہ صرف شاہراہ عام کی ایک شاخ تھی جو کہ آیا صوفیہ کے قریب سے ادھر آئی تھی۔ محمود کا مکان ٹھیک ہمارے مکان کے مقابل تھا اور میں اُسکو اندر جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی کہ کسی نے پیچھے سے آ کر میرے شانہ پر ہاتھ رکھا۔

میری نانی (مجھے اپنی گود میں بٹھا کر) میں نے ابھی تمہاری باتیں نہیں سنی ہیں۔ اپنی پوری سرگذشت مجھسے بیان کرو۔

میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور اپنی نانی سے لپٹ کر تمام کیفیت جہانتک میرے حافظہ نے مدد کی کہسنائی - یعنی یہ کہ گاؤں میں کیونکر زندگی بسر ہوتی تھی - میرا باپ اپنے وطن آرکنی سے وہاں کس طرح آکر بسا اور باوجود متواتر سخت مزدوری کرنے کے کیسے افلاس میں زندگی بسر کی - میری ماں کو سانپ کا کاٹنا جب کہ وہ باغ میں کیاریوں سے گھاس چن رہی تھی اور اسکی موت اور اس صدمۂ عظیم کا داغ میرے باپ کے دل پر تا بہ زیست رہنا یہ سب حالات میں نے بیاں کیے -

میری نانی (سرد آہ کھینچکر) سچ ہے اُسکو اپنی بی بی سے بڑی محبت تھی اور اگو غریب تھا تاہم نہایت ہی ایماندار شخص تھا - مگر تمکو میرے پاس اُس نے پہلے ہی کیوں نہ بھیجدیا - مجھے تو تمہارے وجود کی خبر ہی نہ تھی ۔ نصراللہ پاشا نے تمہارے باپ کے لئے یہاں کچھ انتظام کرنا چاہا تھا - لیکن اُس نے اِس لئے یہاں رہنا پسند نہ کیا کہ وہ پہاڑی زندگی پر جان دیتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ شہر میں بند رہکر زندہ نہ رہ سکوں گا - میری خواہش نہ تھی کہ تمہاری ماں قسطنطنیہ سے باہر جائے - لیکن اُس نے اپنے شوہر کے ساتھ جانے کے لئے ضد کی اور رہم دونوں میں بگاڑ ہو گیا - تھوڑے ہی دن بعد میں نے اپنی بیٹی کا قصور معاف کر دیا اور اُسے خط لکھا - میرا خیال تھا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ آرکنی میں ہوگی اور وہیں میں نے خط بھی بھیجا تھا لیکن اُس کا جواب نہ آیا - ہاں آج دو برس ہوئے ایک خط آیا تھا جس سے تمہاری ماں کے انتقال کا حال معلوم ہوا لیکن اُس میں تمہارا مطلق ذکر نہ تھا -

میں نے جواب دیا کہ میرا باپ مجھے اس وجہ سے اور بھی زیادہ محبت کرتا تھا کہ میں اپنی ماں کی ہمشکل تھی اور اسی وجہ سے مجھکو اپنے پاس سے علیحدہ کرنا نہیں چاہتا تھا -

میری نانی (نہایت پیار سے) یہ بالکل صحیح ہے - تمہارے سنہرے بال اور نیلگوں

آنکھیں بالکل اپنی ماں کی سی ہیں اور اب میرے ساتھ رہکر تمکو معلوم ہو جائیگا کہ تمہارے باپ کے سوا اور لوگ بھی تم سے ویسی ہی محبت کر سکتے ہیں۔

اپنے اس قول پر وہ ہمیشہ قایم رہیں اور گو دوسروں سے وہ کسیقدر سرد مہری کے ساتھ پیش آتی تھیں اور جو لوگ کہ رتبہ میں اُن سے کم تھے اُنکے ساتھ ذرا سختی بھی کرتی تھیں لیکن مجھ پر ہمیشہ نہایت مہربان رہیں اور بہت جلد میں اُنکے ساتھ اُسی طرح خوش و خورم رہنے لگی جیسا کہ اناطولیہ میں تھی۔

نصر اللہ پاشا کے خاندان میں میں بہت جلد ہر دلعزیز ہو گئی۔ کبھی کبھی مہینوں وہیں رہا کرتی تھی۔ نصر اللہ پاشا بڑے تعلیم یافتہ لایق اور فہیم شخص تھے۔ ترکی محکمہ خارجی میں وہ ابتداءً ملازم ہوئے تھے لیکن اُنکے مزاج میں آرام طلبی اس قدر زیادہ ہے کہ بہت جلد اُس سے کنارہ کش ہو گئے۔ تاہم اُنکو گورنمنٹ میں اسوقت تک اتنا رسوخ حاصل تھا کہ اپنے بیٹوں اور دامادوں کو عمدہ عمدہ نوکریاں دلا سکتے تھے اُنکی بی بی نہایت مغرور اور تند مزاج تھیں۔ جو کوئی اُنکی اچھی طرح خدمت کرتا تھا اُس سے بہت کچھ سلوک کرتی تھیں لیکن ساتھ ہی انتقام لینے میں بھی ایسی چست کہ خفیف سے خفیف امر کے لئے جس سے اُنکے نزدیک اُنکی کسر شان ہوتی ہو بغیر سزا دئے نہیں چھوڑتی تھیں۔ قوم کی ترک تھیں اور اپنے شوہر کو اس طرح اپنے ہاتھ میں رکھا تھا کہ اُنھوں نے دوسری شادی نہیں کی۔ چالاک اور ہوشیار ایسی کہ تمام خاندان اُنکا لوہا مانے ہوئے تھا۔ سب پر اُنکا رعب اور حکومت تھی اور سب اُن سے خوف کھاتے تھے حتیٰ کہ خود اُنکے لڑکے لڑکیاں اُن سے ڈرتے تھے اور تقریباً غلاموں کی طرح اُن کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اسوقت بھی میری نظروں کے سامنے اُن کی صورت پھر گئی بالکل اُسی طرح جیسا کہ میں لڑکپن میں اُنہیں دیکھا کرتی تھی کشیدہ قامت خال و خط درست۔ بھوری آنکھیں ایسی تیز کہ جسپر پڑیں اُسکے دل کی بات کو پہچان

لیں نہایت سادہ لیکن ازحد صفائی کے ساتھ ملایم خاکی رنگ کی پوشاک زیب تن کئے ہوئے
سر پر خاکی رنگ کا ایک رومال بندھا ہوا جسکے گوشوں پر بجائے گرہ دینے کے ہیروں سے
مرصع ایک سوئی لگی رہتی تھی۔ اس سوئی کے سوا میں نے کبھی اور کوئی زیور اُنہیں پہنتے
نہیں دیکھا۔ گو میرے ساتھ وہ کبھی سختی کے ساتھ پیش نہیں آتی تھیں تاہم میں اُن سے بہت
ڈرتی تھی اور اُنکی موجودگی میں بہت کم زبان کھولتی تھی۔ اُن کے سب سے بڑے بیٹے قریب قریب
اُنہیں کی طرح تھے بڑے محنتی۔ سنجیدہ اور کم سخن اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا میں وہ
خوب ترقی کرینگے مجھسے شاذ ہی کبھی بولتے تھے لیکن وحیدہ اُن کی بہن بالکل دوسری
طبیعت کی تھیں۔ صرف یہی ایک لڑکی ابھی تک اپنے والدین کے ہمراہ تھیں اور اُنکے
شوہر بھی یہیں رہتے تھے۔ وحیدہ بئیس برس کی تھیں اور نہایت خوش اخلاق اور نیک تھیں
اُنکی آنکھیں گہرے بھورے رنگ کی اور بال نہایت خوبصورت تھے جس روز سے میں
نے اُنہیں دیکھا تھا تب ہی سے اُنکے لئے ایک قسم کی محبت میرے دل میں پیدا
ہوگئی تھی۔ اسی طرح وہ بھی مجھ سے نہایت ہی محبت کرتی تھیں اور جب میں وہاں رہا کرتی
تھی تو اپنے لڑکوں کے ساتھ مجھے بھی مدرسہ بھیجدیا کرتی تھیں۔ سینا پرونا اور بیل بوٹا
کاڑھنا میں نے اُنہیں سے سیکھا۔ نصر اللہ پاشا کی دوسری لڑکی کو میں نے اُس زمانہ
میں نہیں دیکھا اس لئے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایشیائے کوچک میں تھیں۔ سب سے
چھوٹے بیٹے نافذ اپنی پلٹن کے ساتھ اناطولیہ میں تھے لیکن اپنے خاندان میں وہ ایسے
ہر دلعزیز معلوم ہوتے تھے کہ ادہم جیسے سنجیدہ شخص بھی اُن کا ذکر کرتے وقت ضرور
مسکرا دیتے تھے۔ اور ولیہ خانم ادہم بے کی بی بی کی تو یہ کیفیت تھی کہ ہمیشہ مجھسے یہی کہا
کرتی تھیں کہ گھر میں کوئی خوشی ہو بغیر نافذ بے کے مطلق لطف نہیں آتا۔ اسلئے کہ اُنکی وجہ
سے ہر شے میں تازہ جان آجاتی ہے۔ اور اُن کے نہونے سے مکان بالکل سنسان

معلوم ہوتا ہے۔ ولیہ خانم بڑی خوش مزاج عورت تھیں چودہ برس کی عمر میں اُن کی شادی ہوئی تھی اور اس وقت انیس برس کی عمر میں تین بچوں کی ماں تھیں۔ نافذ بے کی ماں بھی اپنے اس بیٹے کا اکثر فخر کے ساتھ ذکر کیا کرتی تھیں اور کنیزیں بھی سب کی سب اُن کی اس قدر ثناخواں تھیں کہ میرا دل بھی چاہنے لگا کہ ایسے شخص کو جلد دیکھنا چاہئے لیکن مدت دراز تک میری یہ خواہش پوری نہ ہوئی اسلئے کہ پانچ برس تک نافذ بے کی پلٹن اناطولیہ میں رہی اور وہ قسطنطنیہ نہ آسکے۔

جو کچھ میں یہاں لکھ رہی ہوں وہ میری پوری سوانح عمری نہیں ہے بلکہ میری زندگی کے صرف ایک حصہ کی سرگذشت ہے اس لئے اس پانچ برس کے زمانہ کو چھوڑ کر چھٹے سال ماہ مارچ میں جو مصیبت مجھ پر پڑی اسکا ذکر کروں گی۔ اس حادثہ نے ایک انقلاب عظیم میری حالت میں پیدا کیا اور آیندہ اور بھی تکلیفوں کا باعث ہوا۔ اور وہ یہ تھا کہ میری نانی ایک روز جبکہ وہ نصر اللہ پاشا کے ہاں تھیں یکایک سخت بیمار ہو گئیں اور گو علاج وغیرہ میں بہت کوشش کی گئی کچھ فائدہ نہوا مجبوراً اپنے گھر واپس آئیں اور اپنے چلے آنے کی یہ وجہ بیان کی:۔

"نصر اللہ پاشا کے خاندان سے مجھے بہت الفت و محبت ہے لیکن یہ نہیں چاہتی کہ وہاں سے مثل غلاموں کے دفن کی جاؤں"۔ یہ سنکر میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ میری نانی نے بڑی محبت سے مجھے پیار کیا اور کہنے لگیں:۔

"پیاری مت رو۔ تم تنہا نہیں رہوگی اس لئے کہ میرا رحم دل آقا تمہاری سرپرستی کریگا" اسپر بھی میرے آنسو نہ تھمے تو یوں میری تسلی کی "اچھا بس کرو۔ اب میں اپنے اچھے ہونے کی فکر کروں گی۔ جو کچھ قسمت میں ہے وہ ضرور ہوگا اس لئے کہ تقدیری معاملات میں کسی کو دخل نہیں۔ ان ڈاکٹروں پر مجھکو مطلق اعتبار نہیں لیکن بعض عامل ضرور ایسے ہیں جو

ہزاروں ڈاکٹروں سے اچھے ہیں بہتر ہے کہ کسی عامل کو بلاؤں - پیاری! محمود کی بی بی حمیدہ کے پاس جاؤ اور اُس سے کہو کہ تمہیں شیخ موسیٰ کے پاس لیجائے - اگر میری تقدیر میں اچھا ہونا ہے تو یہی ایک شخص ہے جو مجھکو اچھا کر سکتا ہے"

میں فوراً راضی ہو گئی چونکہ میں پہلے سے واقف تھی کہ خود ہمارے گانوں میں بعض ایسے متبرک شخص موجود ہیں کہ اگر مریض پر پھونک دیں تو وہ شفا پائے لیکن ساتھ ہی خواہش تقدیر بھی ضرور موافق ہونی چاہئے - ورنہ اگر نوشتہ تقدیر یہی ہے کہ نخل زندگی کے لئے خزاں آجائے تو کیا مجال کہ کوئی ڈاکٹر یا حکیم یا عامل اُس درخت کے گرے ہوئے پتوں کو دوبارہ درخت میں لگا سکے - اگر عامل کامل ہے تو وہ اس حالت کو فوراً پہچان لیتا ہے اور ہرگز روپیہ نہیں لیتا مگر ایسے بھی عامل زمانہ میں ہیں کہ پہلے سے روپیہ مانگتے ہیں اور وہ بھی بہت بڑی رقم - اور بجائے اس کے کہ مریض کو اچھا کریں اُسے تباہ کر ڈالتے ہیں جس شخص کے پاس میں اور حمیدہ دونوں گئے وہ اسی قسم کا تھا جیسا کہ آگے معلوم ہوگا - حمیدہ بڑی نیک مزاج عورت تھی فوراً میرے ہمراہ چلنے کو راضی ہو گئی اور نقاب ڈالکر اور چادر اوڑھکر میرے ساتھ ہولی شیخ موسیٰ کا مکان آیا صوفیہ کے دوسری جانب ہمارے گھر سے قریب ہی تھا اُس کے مکان پر پہونچے تو اُسکی بی بی نے دروازہ کھولا اور بہت سی سیڑھیاں چڑھنے کے بعد ہمکو ایک کمرہ میں لیگئی جہاں ایک شخص چٹائی پر بیٹھا ہوا تسبیح پڑھ رہا تھا - وہ ہماری طرف مطلق متوجہ نہ ہوا اور سر جھکائے رہا - لیکن حمیدہ اُسکی عادتوں سے واقف تھی مجھسے اُسکی بی بی کو کچھ نقد دینے کو کہا میرے ہاتھ میں جو ایک پیاستر (چاندی کا ایک ترکی سکہ جو چار آنے کے برابر ہوتا ہے) تھا میں نے دیدیا اور اُسکی بی بی نے اُسے چٹائی کے نیچے رکھدیا - اُسکا اُس شخص پر ایسا اثر ہوا اور ایسی جان اُسمیں آگئی کہ سر اُٹھا کر لیکن بغیر ہماری طرف دیکھے ہوئے کہنے لگا :-

"ہم تو پا بگور بیٹھے ہیں - لڑکی سے ہمکو بہت ہی محبت ہے - پہلی ہی چوٹ سے درخت نہیں گرتا اور ممکن ہے کہ اب بھی ہم اُسے اچھا کر سکیں"

میری سمجھ میں تو اُس کا مطلب کچھ بھی نہ آیا لیکن حمیدہ نے میرے کان میں کہا کہ تمہاری نانی اچھی ہو جائیں گی - پھر اُس پیر مرد کی طرف مخاطب ہو کر مودبانہ پوچھنے لگی:-

"حضرت! پھر ہمکو کیا کرنا چاہیئے؟ وہ بیچاری سخت بیمار ہے"

پیر مرد - تم نہیں جانتیں کہ جب تمہارا لڑکا چلا گیا تھا (اور وہ طوفان میں تباہ ہی گیا ہوتا) تو تمنے کیا کیا تھا - عرلفیہ کا ایک رومال اور دو اشرفیاں مجھکو لا دو باقی میں دیکھ لونگا -

حمیدہ یہ سنکر بہت ہی خوش ہوئی اور ایک پیاستر نکال کر مجھسے کہنے لگی کہ یہ دیکر اب تمہارا حال دریافت کروں گی - پیاستر پاکر اس مرتبہ وہ بزرگ میری طرف پھرا اور مجھے نظر بھر کر دیکھا اور یوں ہمکلام ہوا -

"تو ایک گلاب کا پھول ہے جو کہ اس وقت اپنی پوری بہار اور جوبن دکھلا رہا ہے - لیکن ہوا کے جھونکے تجھکو ادھر ادھر جنبش دیں گے اور تیرا کوئی پشت پناہ نہ ہوگا" پھر آہ سرد کھینچکر اُس نے اپنی دستار اُتاری اور میرے سر پر رکھکر کہنے لگا "میں چاہتا ہوں کہ یہ دستار اسی کے سر پر رہے - اب کون اسکو اُتار سکتا ہے؟ تمام دنیا میری رائے کو نہیں بدل سکتی لیکن اگر تو خود اسکو پھینکدے تو میں اُسے واپس لے لوں گا - مگر ساتھ ہی تیری ہستی کو بھی فراموش کر دوں گا"

حمیدہ - لیکن یہ جوان ہے اور حسین بھی ہے - کیا خداوند کریم اسے جلد ایک نیک شوہر عطا نہ کریگا

شیخ موسیٰ (نہایت بے صبری کے ساتھ سر ہلاکر) اب رخصت ہوا ور رومال لے آؤ - عرلفیہ کی شمع حیات دراز ضرور ہے لیکن اُسکے جلد گل ہوجانیکا خوف ہے -

یہ کہکر وہ پھر تسبیح پڑھنے میں مشغول ہوا اور اُسکی بی بی کا اشارہ پاکر ہم چپ چاپ رخصت ہو گئے

راستہ بھر میں نے اُس پیرمرد کی گفتگو پر غور کیا لیکن اُسے کوئی معنی نہ پہنا سکی - میں صرف سترہ برس کی تھی اور یہ وہ عمر ہے جب کہ زمانۂ مستقبل حال کی خوشنمائیوں اور خوبصورتیوں سے رنگا ہوا معلوم ہوتا ہے اور اُسکی آمد کا خوف مطلق دل میں نہیں ہوتا - لیکن گو اُس شیخ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں تاہم کوئی شگون نیک میں اُن سے اخذ نہ کر سکی - میری نانی نے بھی شیخ کی گفتگو سنکر صرف سر ہلایا اور خاموش ہو رہیں حالانکہ جس حسرت کے ساتھ وہ مجھکو دیکھتی تھیں اُس سے میں کہہ سکتی ہوں کہ وہ دن بھر اُنہیں الفاظ پر غور کرتی رہیں بہرحال رومال اور زر نقد بموجب وعدہ کے اُس بزرگ کے پاس بھیجدیا گیا اور اُسے پاکر وہ خود ہمارے مکان پر آیا اور میری نانی کے لئے دعا کی کچھ پڑھکر مُنہ پر دم کیا - تھوڑا لوبان دیا کہ روز بعد غروب آفتاب جلایا جاوے اور ایک بوتل جسمیں گلاب کے ساتھ اور کئی چیزیں ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں دیکر رخصت ہوا - اِن سب کے لئے اس نے پانچ پونڈ لیے اور میری نانی نے اُسے تین پونڈ اور دئے کہ میرے واسطے نظر بد سے بچنے کے لئے ایک تعویذ لکھدے - لیکن اُس کے علاج سے مطلق فائدہ نہوا اور تین روز تک مریضہ کی حالت اسقدر خراب رہی کہ مجھکو ایک لحظہ بھی آرام لینے کا موقع نہ ملا - مگر تیسرے روز اُنکی طبیعت کچھ ٹھہری اور چونکہ حمیدہ بھی آئی ہوئی تھی کہنے سننے سے میں بھی تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے دوسرے کمرے میں جا کر لیٹ رہی - وے اِس تردد میں نیند کہاں - میں لیٹی ہوئی مریضہ کی صحت یابی کی دعا مانگ رہی تھی کہ حمیدہ کی زبان سے اپنا اور شیخ موسیٰ کا نام سنکر اُس طرف مخاطب ہوئی - حمیدہ اور میری نانی میں یہ گفتگو ہو رہی تھی :-

حمیدہ - جو کچھ موسیٰ نے ہاجرہ کی نسبت کہا وہ سخت تعجب خیز ہے - واللہ اعلم اُسکا کیا منشا تھا -

میری نانی - میری پیاری لڑکی! خداوند کریم میرے بعد اُسکا مددگار رہے! شکر ہے

کہ خانم نے ہاجرہ کو اپنے ہاں رکھنے کا وعدہ کرلیا ہے ورنہ مجھکو سخت تشویش ہوتی۔

حمیدہ۔ لیکن فتنہ تمہارے پاس تو خود اس قدر روپیہ ہے کہ ہاجرہ عمر بھر کسی کے دست نگر نہ رہے گی۔

میری نانی۔ سچ ہے۔ لیکن محض روپیہ سب باتوں کے لئے کافی نہیں اتنی تھوڑی عمر میں کسی بزرگ کا نگراں ہونا بڑی افسوسناک بات ہے۔

حمیدہ۔ مگر جب تک ہم میاں بی بی زندہ ہیں اور اگر میری ایک صلاح مانو تو اُس کے بعد بھی ہاجرہ اکیلی نہ رہیگی۔

اس کے بعد اُس نے اپنی کرسی مریضہ کی طرف بڑہائی اور کہنے لگی:۔

ہاجرہ حسین لڑکی ہے۔ اُسکے بال کیسے خوبصورت اور سنہرے ہیں اور چہرہ دودہ کی طرح سفید ہے اور ان سب کے ساتھ بڑی نیک مزاج اور محنتی بھی ہے میرے بیٹے کے ساتھ اُسکی شادی کردو۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر وہ یہاں آنے والا ہے بروسہ یہاں سے دور نہیں ہے اور چونکہ میری لڑکی کے اولاد نہیں ہے میرے داماد نے وعدہ کیا ہے کہ اپنا سب کاروبار میرے بیٹے کو دیدے گا۔ اب تم سمجھ سکتی ہو کہ ہاجرہ کس قدر آرام سے رہے گی۔ میں اُسے بیٹی کی طرح پیار کرتی ہوں۔ اور جب سے وہ یہاں آئی ہر اُس سے واقف ہوں۔ اور میرا شوہر تو اُس سے اس قدر محبت کرتا ہے کہ اُسکے قدموں کے نیچے کی زمین چومنے کو مستعد ہے۔ اگر تم میری بات مان لو تو یہ معاملہ اُس کا مصداق ہوگا کہ گویا ہم نے اپنے ہی تیل سے اپنا لیمپ روشن کیا۔

میری نانی نے فوراً جواب نہ دیا اور جب تک وہ خاموش رہیں میرا دل اُسکے انتظار میں بیطرح دھڑکتا رہا۔ آخر ش کہنے لگیں:۔

جو قسمت میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ ہاجرہ کی حالت اُس سے بھی بدتر ہو لیکن

جب تک میں تمہارے لڑکے داؤد کو ایک نظر دیکھ نہ لوں کوئی تصفیہ اُسکی شادی کی نسبت نہیں کرسکتی۔ پانچ سال سے میں نے اُسے نہیں دیکھا ہے شاید اس مدت میں بہت سی تبدیلیاں اُس کے عادات اور اطوار میں واقع ہوئی ہوں۔ اس لئے کہ پانچ برس کا زمانہ ایک نوجوان کی زندگی میں بہت کچھ باتیں پیدا کرسکتا ہے۔ جیسے ہی وہ آئے میرے پاس اُسے بھیجدو اور اگر اب بھی وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اُسوقت تک تھا تو مجھے ہاجرہ کو اُسے دینے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ خدا میری زندگی میں اتنی برکت دے کہ میں دونوں کی شادی دیکھ سکوں!

حمیدہ۔ آمین! لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کو کس بات کا خوف ہے۔ داؤد بڑا باہمت اور محنتی لڑکا ہے وہ کبھی نہیں بدل سکتا۔

میری نانی نے اِسکے جواب میں کچھ نہ کہا کیونکہ اُسی وقت اُنہیں کھانسی آنے لگی اور چونکہ میں فوراً اُنہیں دوا دینے کے لئے گئی جو گفتگو کہ ہو رہی تھی موقوف کی گئی۔ لیکن کئی روز تک میرے دل میں یہ بات چیت جگہ کئے رہی گو میں جانتی تھی کہ شادی کے بارے میں میری کچھ شنوائی نہ ہوگی اور نہ اسقدر اہم معاملہ کا میں خود تصفیہ کرسکوں گی تاہم کسی قدر فکر مجھکو ضرور ہوئی اور اکثر بلا کسی قسم کے ارادہ کے میری نگاہ محمود کے مکان پر پڑ جایا کرتی تھی کہ شاید داؤد دکھلائی دیجائے۔ بہرحال چھ روز تک کوئی نہیں آیا اور چونکہ میری نانی کی حالت اس عرصہ میں روز بروز بدتر ہوتی گئی میں نے اُس معاملہ کو بالکل دل سے دور کر دیا لیکن ساتویں روز جب کہ میں اُن کے لئے کھانا تیار کر رہی تھی کسی نے دروازہ پر دستک دی۔

میری نانی (نہایت دھیمی آواز سے چونکہ اب مشکل سے وہ بول سکتی تھیں)۔ پیاری دروازہ کھولدو ضرور کوئی خانم کے ہاں سے آیا ہوگا۔

ادہر کبھی روز سے نصر اللہ پاشا کی کنیزیں بلاناغہ میری نانی کو دیکھنے آتی تھیں - زینہ پر جاکر میں نے اُس رسی کو کھینچا جو کہ چھوٹے گھروں میں کنڈی سے بندہی رہتی ہے اور دروازہ کھُلتے ہی ایک شخص نے نہایت شیریں آواز سے پوچھا "کیا فتنہ یہیں رہتی ہیں" ؟

میں - جی ہاں -

لیکن ساتھ ہی یہ سوچکر کہ غالباً یہ محمود کا لڑکا ہوگا میرے دل میں خود بخود ایک قسم کی بیچینی پیدا ہوئی اُس شخص کو زینہ پر چڑھتے ہوئے دیکھکر میں کمرے میں چلی گئی اور نانی سے کہا کہ کوئی مرد ہے -

میری نانی - ضرور داؤد ہے - مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ وہ آگیا - تھوڑی دیر کے لئے تم اس کمرے سے چلی جاؤ -

میں جانے کے لئے مُڑی ہی تھی کہ دروازہ کھلا اور میں نے اپنے آپ کو ایک نوجوان شخص کے مقابل پایا جو کہ افسرانہ لباس پہنے ہوئے تھا - اُسے دیکھکر میں سوچنے لگی کہ یہ داؤد نہیں ہوسکتا لیکن ابھی یہ خیال درجہ یقین کو نہیں پہونچنے پایا تھا کہ میری نانی کسی قدر اُٹھیں اور اُسکے گلے میں ہاتھ ڈالکر کہنے لگیں :-

" نافذ بے ! میرے پیارے بچے ! خداوند کریم محض تمہاری وجہ سے میری دوبارہ زندگی کرے ! "

نافذ بے (مریضہ کے پاس بیٹھکر اور خوش مزاجی سے) میں کل آیا ہوں - تمہاری بیماری کا حال سنکر میں نے خیال کیا کہ سب سے پہلے مجھے تمہارے پاس آنا چاہیئے -

میری نانی - خدا تمہاری جوانی ہمیشہ قایم رکھے ! تم ہمیشہ کے نیک مزاج اور مہرباں ہو - لیکن سب سے بڑھکر انسانیت تمنے آج برتی کہ مرنے سے پہلے تمہاری صورت دیکھنے کا مجھے موقع ملا -

نافذ بے - پیاری دوا ! خدا وہ دن نکرے - ابھی تو تمہاری اتنی عمر ہوگی کہ میرے

بچوں کو بھی کہلاؤگی - کیا یہی تمہاری نواسی ہے جسکا ذکر مجھہ سے والدہ کرتی تہیں -
اس وقت تک چپ چاپ میں اُن کی باتیں سنتی رہی - دنیا کا اتنا تجربہ مجھکو تھا کہ میں نے نافذ بے کے آنے کو محض اُن کی عنایت اور شفقت کا نتیجہ سمجھا اور نیز یہ کہ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہونگے جو اس قسم کی مہربانی کو جائز کہیں گے - لیکن نافذ بے کچھہ عجیب نرالی طبیعت کے آدمی تھے۔ اُن کا حسن کلام کچھہ ایسا تھا اور اپنی دوا کو دیکھکر وہ ایسے بشاش معلوم ہوتے تھے۔ کہ اُن کا ہمارے ہاں آنا محض ظاہرداری کی غرض سے نہیں معلوم ہوتا تھا شکل و صورت میں اپنے باپ سے از حد مشابہ تھے - دونوں کی ہلکے بہورے رنگ کی آنکھیں تہیں نہایت موزوں کترا نقشہ - دہن کسی قدر بڑا - موٹے لب اور ہلکی مونچھیں تھیں مگر نافذ بے کے چہرے کے نیچے کا حصہ کسی قدر بہاری تہا - اور اس وجہ سے بیفکری اور نیک طینتی کے ساتھہ ہی اسمیں ضد اور مستقل مزاجی کی جھلک بھی پائی جاتی تہی -

میری نانی - ہاجرہ سامنے آؤ اور اپنے آقا کے ہاتھ کو بوسہ دو -

میں آہستہ سے آگے بڑہی لیکن نگاہ نیچی ہی رکھی اسلئے کہ میرے دل میں معلوم نہیں کیوں یہ خیال پیدا ہوا کہ نافذ بے مجھکو غور سے دیکھہ رہے ہیں -

نافذ بے (مسکراکر اور اپنا ہاتھ کھینچکر) کیسی خوبصورت لڑکی ہے! ہم دونوں کو تو ہاجرہ ایک دوسرے کا دوست اور ہمدم ہونا چاہیئے اس لئے کہ دوا کے ہم دونوں سب سے چھوٹے بچے ہیں (پھر میری نانی کی طرف مخاطب ہوکر) ہمارے ہاں ہاجرہ بڑی ہردلعزیز ہے - وحیدہ - ولیہ - اور اماں جان سب اُسکی مداح ہیں - حتیٰ کہ ادہم کو بھی اتنی فرصت ملی کہ چند تعریفی کلمے استعمال کئے۔

مجھکو یہ سنکر سخت تعجب ہوا - اس لئے کہ میرا ہمیشہ یہ خیال تھا کہ ادہم بے اپنے خیالات میں اتنے محو رہتے ہیں کہ میری طرف متوجہ ہونیکا اُنہیں موقع ہی نہیں مل سکتا - اور اس کا تو

ہم گماں بھی نہ تھا کہ ایک روز سوائے اُنکے اور کوئی میرا دوست و رفیق نہوگا!

میری نانی (مسکراکر) خدا اُن کو ہمیشہ خوش و خورم رکھے! ناجرہ کے ساتھ سب ایسی اچھی طرح پیش آتے ہیں۔ لیکن عزیزم ابھی تک تم نے اپنا کچھ حال مجھ سے بیان نہیں کیا۔ اناطولیہ میں تم کیسے رہے اور کیا کرتے رہے؟

نافذ بے (ہنسکر) کیا کہوں۔ میری زندگی بھی اُسی طرح بسر ہوتی تھی جیسے میرے ساتھیوں کی۔ کوئی عجیب و غریب واقعہ پیش نہ آیا اور نہ اُن چھوٹے قلعوں میں جہاں ہماری فوج تھی کوئی اس قسم کا موقعہ مل سکتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ بہت بُری طرح سے وقت گذرتا تھا اور ہم دل سے یہی چاہتے تھے کہ کسی طرح قسطنطنیہ واپس آجائیں۔ ہاں اناطولیہ کی میں نے سیر خوب کی اسلئے کہ بہت جلد ہماری تبدیلی ایک مقام سے دوسرے مقام کو ہوجاتی تھی۔ مگر کہاں قسطنطنیہ اور کہاں وہ مقامات شغل کوئی نہ تھا جس کی وجہ سے بعض وقت دن کاٹنا مشکل ہوجاتا تھا۔ خیر یہ سب تو جانے دو۔ قونیہ میں عزت پاشا سے ملاقات ہوئی تھی۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ میرے والد نے عزت پاشا کو وہی گورنری دلادی ہے جس سے اُن کے والد ابھی مستعفی ہوئے ہیں۔

میری نانی۔ تب تو صنیعہ خانم قونیہ میں ہونگی۔ کیا اُن سے بھی ملے تھے؟

نافذ بے۔ جی نہیں۔ مجھسے ملاقات ہونے کے بعد عزت پاشا کو گورنری ملی ہے پیاری دادا! اب میں رخصت ہوتا ہوں اس لئے کہ مجھکو عسکریت جانا ہے۔ ترقی پاتے ہی اس محکمہ میں مجھے جگہ ملے گی۔

میری نانی (بہت خوش ہوکر) یہ سنکر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ تو اب تم بیں ہوگے؟

نافذ بے - جی ہاں - خوش قسمتی سے - اب تو مجھے صوبجات میں ایک سال ہی اور رہنا ہے۔ خدا حافظ -
یہ کہکر نافذ بے جبکہ اور میری نانی کو لیکر دروازہ کی طرف چلے - میں اُن کو رخصت کرنے کے لیئے ہمراہ گئی - لیکن زینہ پر پہونچکر میری طبیعت میں آپ ہی یہ بات پیدا ہوئی کہ اُن کو ٹھہرانا چاہیئے اور بے اختیار اُن سے یہ سوال کیا :-
" کیا آپ کا واقعی یہ خیال ہے کہ میری نانی اچھی ہوجائیں گی - یا آپ نے صرف اُنکی تشفی کے لیئے یہ بات کہی تھی ؟ "
اُس وقت نافذ بے سامنے کھڑے ہوئے تھے لیکن یہ سوال سنکر میری طرف پھرے اور ذرا دیر مجھکو خاموشی کے ساتھ دیکھتے رہے - پھر اپنا ہاتھ میرے بالوں پر آہستہ سے پھیر کر نہایت ترحم آمیز لہجہ میں کہا -
" غریب لڑکی ! " اور نہایت تیزی کے ساتھ بلا اور کچھ کہے زینہ سے نیچے اُتر گئے - لیکن میں اُسکا مطلب سمجھ گئی - اور دروازہ بند ہوتے ہی باورچی خانہ میں گئی اور ایک کرسی پر بیٹھکر بے ساختہ رونے لگی - افسوس ! پہلے ہی سے مجھے اُنکے اچھے ہونے کی بہت کم امید تھی - نافذ بے کی نگاہ نے اُس رہی سہی اُمید کو بھی باقی نہ چھوڑا !
اُس شب کو میری نانی نصر اللہ پاشا کے خاندان اور وہاں کے لوگوں کی عنایتوں کا بہت کچھ ذکر کرتی رہیں اور مجھسے کہا :-
تم کو شاید معلوم نہیں کہ میرا باپ خانم آفندی کے ہاں کشتی بان تھا اور وہیں میں نے پرورش پائی میرے شوہر کا بھی یہی پیشہ تھا لیکن وہ غریب بہت تھا - اِس لئے جب خانم آفندی کے پہلا بچہ پیدا ہوا اور اُنہوں نے مجھے نوکری کے لئے کہا تو میں نے فوراً نہایت خوشی سے منظور کر لیا - اُسوقت سے اُنہوں نے میرے ساتھ بڑے بڑے سلوک

سکھ ئیں اور ہر مصیبت اور تکلیف کے وقت میری امداد کی ہے - لیکن میرے پاس اِس سب کے معاوضہ میں سوائے شکر گذاری کے اور کچھ نہیں - ہاجرہ! اب میں ایک دم کی مہمان ہوں - وعدہ کرو کہ اُس خاندان کی عنایتوں کو کبھی نہ بھولو گی اور یہ بھی یاد رکھو کہ تم کو اسکے عوض اُس خاندان کا اور خصوصاً خانم آفندی کا کس قدر ممنون احسان ہونا چاہیئے قسم کھاؤ کہ کبھی امر میں خانم آفندی کی خلاف مرضی کوئی کام نہ کرو گی -

میں (ہچکیاں لیتی ہوئی) بخدا کبھی نہیں - لیکن میری پیاری نانی اِس قسم کی باتیں مت کرو - مجھسے نہیں سنا جاتا -

میری نانی - (مجھے محبت سے پیار کرکے) - میری مجبور ہاجرہ! مجھکو یہ سب کہنا ضروری ہے اسلئے کہ میرا وقت اب بہت قریب ہے اور مرنے سے پہلے تمکو میری آخری باتیں ضرور سن لینا چاہئیں - تمہیں چاہیئے کہ میرے بعد خانم کے ہاں جاکر رہو - وہ تمہاری ہر طرح نگرانی کریں گی - جب تک خانم موجود ہیں تمکو کبھی کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہونچے گا لیکن یہ ضرور خیال رہے کہ اُنکو کبھی رنجیدہ نکرنا - ہائے! کیسا اچھا ہوتا کہ میرے مرنے سے پہلے داؤد آجاتا! کس قدر میری طبیعت ہلکی ہوجاتی! اور بغیر اُسے دیکھے تو میں کبھی منظور نکرونگی کہ تمہاری شادی اُسکے ساتھ ہوجائے -

پھر تھوڑی دیر خاموش رہکر آہستہ سے کہا :- "آج میں بہت تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہوں اسلیے چاہتی ہوں کہ اب سو رہوں - جاؤ حمیدہ کو بلا لاؤ تاکہ آجکی شب وہ تمہارے ساتھ رہے"!

میں باہر آئی اور حمیدہ کو بلوایا لیکن جب وہ آئی تو میری نانی کی زبان بند ہوچکی تھی اور صبح نہ ہونے پائی تھی کہ میں دوبارہ یتیم ہوگئی - اِس صدمہ عظیم کا اُس وقت مجھہ پر ایسا اثر ہوا کہ میرے ہوش و حواس بجا نہ تھے حتیٰ کہ تجہیز و تکفین میں بھی میں مطلق شریک نہو سکی اور نہ مجھے کچھہ یاد ہے کہ کیا کیا انتظام ہوا - ہاں یہ ضرور ہے کہ ہر شے محل سے آئی تھی - میں نے

تو صرف یہ کیا کہ کنیزکوں کو میت کے پاس چھوڑکر باورچیخانہ میں چلی گئی - اور ہاتھوں سے
منہ چھپاکر زمیں پر لیٹ گئی - تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کسی نے میرے شانہ پر ہاتھ رکھکر
نہایت ملائمت سے کہا :-

" میری مصیبت زدہ لڑکی ! چلو اُٹھو ایسا نہیں کرنا چاہئے - اور سب لڑکیاں کہاں ہیں اور
تمکو اس طرح یہاں تنہا کیوں چھوڑ دیا ہے ؟ "

میں نہایت آہستہ سے اُٹھی تو دیکھا کہ نافذبے سامنے کھڑے ہیں - اُن کا ہاتھ ابھی
تک میرے شانے ہی پر تھا لیکن دوسرا ہاتھ بڑھاکر اُنھوں نے کرسی کھینچی اور نہایت
نرمی اور ملائمت سے مجھے بیٹھنے پر مجبور کیا - میرے سر کے بال کھلکر میرے چہرے
پر سامنے پڑے ہوئے تھے - اُنہیں نہایت آہستہ سے اُنھوں نے پیچھے ہٹا دیا -
اُن کے ہاتھ میں کچھ ایسا اثر تھا کہ بیساختہ میرے آنسو نکل آئے اور ہاتھوں سے منہ
چھپاکر میں دل کھولکر روئی - ذرا دیر وہ خاموش رہے پھر میری طرف جھک کر میرے ہاتھ
اپنے ہاتھوں میں لئے اور کہنے لگے -

" میری غمزدہ ہاجرہ ! یہ تو میں نہیں کہتا کہ نہ روؤ اسلئے کہ میں جانتا ہوں رونے سے
تمہاری طبیعت ہلکی ہو جائیگی - لیکن آؤ دوسرے کمرے میں چلیں پانچ منٹ میں سب
لوگ یہاں آجائیں گے "

میں اُنکا مطلب سمجھ گئی یعنی یہ کہ میت کو باورچیخانہ میں غسل دینے کی تجویز ہوئی تھی - ادہر
اودہر نظر کی تو دیکھا کہ آگ بجھ گئی تھی اور غسل کا پانی ابھی تک گرم نہیں ہوا تھا - جلدی سے
اٹھکر لکڑی لائی اور آگ سلگانے کی کوشش کرنے لگی لیکن آنسوؤں سے میری آنکھیں
بند ہوئی جاتی تھیں اور ابھی دیا سلائی بھی اچھی طرح نہیں جلانے پائی تھی کہ طالب
علموں کی آواز سنائی دی جو کہ میت کے لئے دعا کر رہے تھے - میں بہ بدحواس سی

ہو گئی اور دیوار سے لگ کر کھڑی ہوئی۔

نافذبے نے ایک کنیز کی طرف مخاطب ہو کر زور سے کہا "بوہا ورا تم خود آگ جلاؤ"
اور پھر میری طرف جھک کر "پیاری آؤ چلو میں تمکو اوپر لے چلوں۔ آئین تم ننگے
پیر ہو! کیا واقعی تم صبح سے اسی طرح کھڑی رہی ہو؟ چلو اپنا کمرہ مجھے دکھا دو۔ دو چار منٹ
میں ہم لوگ چلے جائیں گے تم اُسکے بعد فوراً یہاں سے مکان چلی جانا"

میں نے کچھہ جواب نہ دیا اس لئے کہ میں چاہتی تھی کہ کم از کم ایک رات اور یہاں رہتی۔
لیکن اس قدر خستہ اور پریشان تھی کہ سوائے تعمیل حکم کے اور کچھہ کہنے سننے کی طاقت
نہ تھی اس لئے اُنکے ساتھ اپنے کمرے کے دروازہ تک گئی۔ یہاں نافذبے ٹھہر گئے
اور ایک کنیز کو پکار کر یہ حکم دیا:۔

"ماہو را اس بیچاری لڑکی کو کپڑے پہنا دو" اور پھر نہایت محبت سے اپنا ہاتھ میرے
بالوں پر پھیر کر کہا "پیاری ہاجرہ! خدا حافظ آج شام کو مکان پر ملیں گے"

نافذبے نیچے چلے گئے اور میں ماہور کے ساتھ اپنے کمرے میں گئی۔ ابھی پوری
طرح کپڑے پہن نہیں چکی تھی کہ مردوں کی بات چیت کان میں آئی معلوم ہوا کہ جنازہ اُٹھانے
کے لئے آ رہے تھے اور ساتھ ہی جنازہ سڑک پر جاتے ہوئے دیکھنے کے لئے
کنیزکیں میرے کمرے میں دوڑیں۔ بیچاری حمیدہ کے رخسار اشکوں سے تر تھے میرا
ہاتھ پکڑ کر کھڑکی کے پاس لے گئی اور کہنے لگی "ذرا مرحومہ کی طرف تو دیکھو۔ اُس کی
روح اسوقت تابوت کے سرہانے ہے۔ ایک بار وہ تمہیں اور دیکھہ لے تو اُسے بڑی
تسکین ہو گی" اور پھر آہستہ سے "دیکھنا! نافذبے بھی جنازہ کے ساتھ ہیں یہ اُنکی عین
عنایت ہے۔ اور اُنکے ساتھ جو لڑکا ہے وہ میرا بیٹا داؤد ہے"

میں نے کچھہ بے توجہی سے نگاہ کی اسلئے کہ داؤد کی نسبت جو خیال شروع میں میرے

دل میں پیدا ہوا تھا وہ کافور ہو چکا تھا - اور صرف اس قدر دیکھنے پائی تھی کہ وہ پست قد
اور نظاہر اطاقتور شخص تھا کہ جنازہ دکھائی دیا - نصر اللہ پاشا نے جتنا کہ انکو کرنا چاہیے تھا
اُس سے زیادہ انتظام جنازہ وغیرہ کے متعلق کیا تھا - جنازہ پر ایک بیش بہا ہندوستانی
شال پڑی ہوئی تھی - نوکر چاندی کے لوبان دان لئے ہوئے آگے آگے تھے اور اُنکے
آگے بہت سے شیخ اور طالب علم تھے - جنازہ کا دیکھنا - لوبان کی بو - شیخوں کی
بھاری آواز لڑکوں کی ملایم اور باریک آواز سے ملی ہوئی - یہ سب مجھ خستہ و مصیبت زدہ
کی طاقتِ برداشت سے باہر تھا میرے کانوں میں گانے کی سی آواز آنے لگی - میں
جلد جلد اور مشکل سے سانس لینے لگی اور اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ غش کھا کر پیچھے گری -
جب مجھے ہوش آیا اور آنکھیں کھولیں تو حمیدہ خانم کے شانے پر اپنا سر پایا میں تعجب
کے ساتھ چاروں طرف نگاہ کرنے لگی تو اُنھوں نے نہایت دردمندی سے کہا :-
"نافذ بے نے خوب کیا جو مجھکو بلا لیا - واقعی بیچاری ہاجرہ اس صدمہ کی متحمل نہیں ہو سکتی
پیاری اُٹھو ہوش میں آؤ - بہت دیر ہو گئی ہے - اب مکان چلنا چاہیے - لاؤ میں تمھاری
نقاب ٹھیک کر دوں - ماہرو ایک گلاس پانی دو"
میں نے کسی قدر گھبرا کر اُنکی طرف نظر کی تو دیکھا کہ اُنکی آنکھوں میں آنسو ڈب ڈبا رہے ہیں
یہ دیکھکر نہیں معلوم کیوں مجھے ذرا تسکین ہوئی - بات کی بات میں اُنھوں نے نقاب وغیرہ
ٹھیک کر دی - اور سینے سے لگا کر مجھے خوب پیار کیا - میں بھی چپ چاپ اُن
سے لپٹی رہی - اُسوقت دنیا میں وہی ایک دوست میری معلوم ہوتی تھیں - ذرا دیر بعد
وہ آہستہ سے اُٹھیں اور مجھے پکڑ کر دروازہ کی طرف لے چلیں پھر نہایت مہربانی سے کہا -
"ہاجرہ اب ہمکو چلنا چاہیے - حمیدہ اور لوبا در یہاں شیخوں کے ساتھ رہینگی"
مجھ میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ اسکے خلاف کچھ کہتی اُنکے بازو پر سہارا دیکر نیچے اُتری

گاڑی میں سوار ہوتے وقت مینے اپنے مکان کی طرف ایک مرتبہ اور حسرت کے ساتھ نظر کی ایک لحظہ بعد گاڑی روانہ ہوئی ۔ گویا اپنی زندگی کا دوسرا باب میں نے ختم کیا اور جو کچھہ ابتک گذرا تھا اُسپر مہر کر کے از سر نو زندگی شروع کرنے کے لئے روانہ ہوئی ۔

باب دوم

بہار کا موسم ہے ۔ آفتاب حسب معمول اپنا جوبن دکھا رہا ہے ۔ سامنے ساحل پر جو مکانات ہیں اُنپر اُس کی شعاعیں اِس انداز سے پڑتی ہیں کہ اُن میں سے ایک جو سرخ رنگا ہوا ہے شعلۂ نور معلوم ہوتا ہے ۔ موجیں گھاٹ سے ٹکر کھا کر چپ چاپ واپس چلی جاتی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر کاہلی اور سستی اُن میں ہے کہ سوائے خفیف شکایت کے جو کہ نہایت دھیمی اور سریلی آوازیں کر رہی ہیں اور کچھہ اُن سے نہیں ہو سکتا لیکن اس سریلی میٹھی آواز کا ایسا ہی دلپر اثر ہوتا ہے جیسا کہ ماں کے نہایت پیار سے بچے کو تھپک کر سلانے کا ۔ مطلع اسقدر صاف ہے کہ جہاں میں کھڑی ہوئی ہوں وہاں سے کوہ الپس کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں دور دھوپ میں چمکتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور ٹھیک سامنے میڈنس ٹاور کی سفید دیواریں دھوپ میں ایسی نہائی ہوئی ہیں کہ مثل بلور کے معلوم ہوتی ہیں ۔ ایک قریب کے جہاز سے صاف دوپہر کے گھنٹے کی آواز آرہی ہے اور لوگ اُسمیں تیزی کے ساتھ آجا رہے ہیں ۔ میں بیکاری کی وجہ سے خالی بیٹھی ہوئی اُنکی اِس آمد و رفت کو دیکھہ رہی ہوں ۔ دوسرے دن ہی کچھہ ایسا ہی ہے کہ خود بخود طبیعت میں سستی پیدا ہوتی ہے ۔ میری نانی کو مرے ہوئے

عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن نہ اسقدر کہ میں انہیں بھول جاؤں۔ تاہم اتنا زمانہ ضرور گزر چکا ہے کہ اپنی نئی زندگی کی عادی ہو چلی ہوں۔ نصر اللہ پاشا کے مکان پر ہر شخص میرے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آتا ہے۔ خانم آفندی مجھسے ایسا ہی برتاؤ کرتی ہیں جیسا اپنی بیٹی کے ساتھ خود نصر اللہ پاشا نہایت دلجوئی سے پیش آتے ہیں۔ اُنکی بیٹیاں بڑی توجہ اور محبت سے ملتی ہیں۔ بیٹوں میں ادہم پاشا بہت کم بات چیت کرتے ہیں لیکن جب کبھی بولتے ہیں تو از حد نرمی اور عنایت سے اور ناقذ بے تو گھر میں سب سے زیادہ میرے بہی خواہاں ہیں۔ جس التفات سے وہ میرے ساتھ نانی کے انتقال کے روز پیش آئے تھے وہی انداز اُن کا ابتک ہے۔

میں خاموش بیٹھی ہوئی اسی اُدھیڑبن میں تھی کہ یکایک ایک آواز میرے کان میں آئی "ہاجرہ! والدہ چاہتی ہیں کہ تم کنیزوں کو کپڑوں کی استری کرنے میں مدد دو اسلئے کہ اُنکے پاس کام بہت زیادہ ہے اور غالبًا آج وہ اُسے ختم نکر سکیں"

میں فورًا تعمیل حکم کے لئے کھڑی ہو گئی اور اُس کمرے کی طرف گئی جہانکہ کنیزیں استری کر رہی تھیں۔ دروازہ پر پہونچکر میں نے کسیکو کھلکھلا کر ہنستے ہوئے سنا جسکی وجہ سے خود بخود میرے رخسار گلگوں ہو گئے اور ان پر عرق آگیا۔ کچھ عرصہ سے میری عادت ہو گئی تھی کہ جب ایسی ہنسی کو سنتی تھی تو شرما جایا کرتی تھی۔ ہر چند میں اپنے آپ کو سمجھاتی تھی لیکن یہ بیہودہ عادت کسی طرح نہیں جاتی تھی۔ کمرے میں داخل ہو کر دیکھا کہ ناقذ بے کھڑکی کی چوکھٹ پر بیٹھے ہوئے لونڈیوں سے مذاق کر رہے ہیں۔ مجھے دیکھکر کھڑے ہو گئے اور میری طرف آکر مسکرا کر پوچھا:-

"تم یہاں کہاں؟ میں ڈرائنگ روم میں ابھی پانچ منٹ ہوئے گیا تھا۔ دیکھا کہ تم ایسے آرام کی حالت میں بیٹھی ہوئی ہو کہ تکلیف دینا نہ چاہا اور یہاں چلا آیا۔ ایں! تمہارا

بھی ارادہ کیا استری کرنے کا ہے؟ (اور استری میرے ہاتھ سے لیکر) نہ - یہہ کام تمہارے لئے موزوں نہیں تمکو یاد نہیں کہ آج صبح تمنے درد سر کی شکایت کی تھی؟"

میں - آپکی عنایت و مہربانی - لیکن اب میں بالکل اچھی ہوں اور درد سر بھی کچہہ ایسا ہی خفیف سا تھا -

نافذ بے - سب صحیح - لیکن آگ کے پاس رہنے سے طبیعت خراب ہوگی - آؤ باغ میں چلیں وہاں کیسی خوشگوار اور دلفریب ہوا ہے -

میں - لیکن میں جانے سے مجبور ہوں مجھکو معاف فرمایئے - خانم آفندی نے مجھے یہاں بھیجا ہے - اُن کی تعمیل حکم ضرور ہے -

یہ سنکر اُنہوں نے استری واپس دیدی اور کھڑکی کے پاس جاکر آہستہ آہستہ سیٹی بجانے لگے - میں نے جو ایک بار اوپر نگاہ کی تو دیکھا کہ اُن کی نظر کچہہ اس طور سے مجھپر جمی ہوئی ہے کہ یہ معلوم کرکے میرا چہرہ اس قدر سرخ ہوگیا کہ اُسے چھپانے کے لئے میں اُس ٹوکری پر جسمیں سے استری کے لئے کپڑے نکال رہی تھی ضرورت سے زیادہ جھک گئی - اُسیوقت کسی نے نہایت غصہ سے چلاکر کہا :-

"اِن استریوں سے تو جان غضب میں آگئی ہے گرم ہی نہیں ہوتیں مجھہ سے اِن سے کام نہیں ہوسکتا" اور ساتھہ ہی ایک استری میری طرف زور سے پھینکی جس سے میرا سر بال بال بچگیا -

میں نے آواز سے پہچانا کہ لوہا در ہے جو اُسوقت آگ کے قریب کھڑی ہوئی تھی اور اُسکی آنکھیں اسقدر خشم آلود تھیں کہ یہ ممکن نہیں کہ صرف استریوں کے ٹھنڈے ہوجانے کی وجہ سے اُسکی یہ حالت ہوئی ہو -

نافذ بے (جلدی سے اُٹھکر اور نہایت سختی سے) لوہا در اسکے کیا معنی؟ کیا پاگل

ہوگئی ہو؟

بوہادر نے بھی تیوری چڑہا کر آنکھہ ملائی اور بغیر جواب دئے آگ کی طرف مڑ گئی - میں اُسکے غصہ کو دیکھکر سخت حیران ہوئی اور دیکھا کہ کنیزیں ایک دوسرے کی طرف پُرمعنی نگاہیں دوڑا رہی ہیں-

نافذ بے کچھہ ہچکچاتے معلوم ہوتے تھے - پہلے تو بوہادر کی طرف بڑھے لیکن پہر رُک گئے اور میرے پاس آکر بڑے اشتیاق سے پوچھا "لگی تو نہیں ؟ کیا تمکو یقیناً نہیں لگی ؟"

میں (ہنسکر) جی ہاں واقعی نہیں لگی - یہ تو آپ بھی اقرار کرینگے کہ میرے سوا اور کون یقیناً کہہ سکتا ہے کہ لگی یا نہیں-

نافذ بے - یہ تو نہ کہو - میں سمجھا کہ بوہادر کے بچانے کی غرض سے شاید سچ نہ بتاؤ-

میں - بے آفندے ! یہ کیوں ؟ بوہادر نے قصداً کچھہ تھوڑی ہی ایسا کیا-

نافذ بے نے کچھہ جواب نہ دیا اور میز کے کنارے پر بیٹھکر کچھہ دیر بعد کہنے لگے :-

" تمنے مجھے مبارکباد نہیں دی - میری ترقی ہوئی ہے اور سرعسکریت میں ایک جگہہ کے لئے نامزد ہوا ہوں "

میں (نہایت خوشی کے ساتھہ) سچ ؟ خانم آفندی کیسی خوش ہونگی اُن کی تو یہ دلی خواہش تھی !

شالیستہ (ایک خندہ پیشانی و ملیح صورت کنیز جو کہ میرے مقابل اُسی میز پر کام کر رہی تھی) ہم سبھوں کی بہی تو یہی خواہش تھی - اب تو بے آفندی آپ یہیں رہیں گے ؟

نافذ بے (سگرٹ سلگا کر) ہاں جس شخص کا والد بارسوخ ہو اُسکو اسی قسم کے فائدے ہوا کرتے ہیں - بلا کسی قسم کی کوشش کے اچھی سے اچھی باتیں ہیں اُس سے حاصل ہوتی ہیں مجھے یقین ہے کہ کوئی بیچارہ سالہا سال سے اسی جگہہ کا منتظر ہوگا اور مدت سے

اُسکے لئے جان لڑا رہا ہوگا۔ لیکن اُسکی جانبازی کا یہ نتیجہ ہوا جو کہ تمنے سنا یعنی مجھ جیسے نالایق شخص کو یہ عہدہ ملگیا۔

میں نے کسی قدر شرمیلی نگاہ سے اُنکی طرف دیکھا۔ میرے نزدیک تو تمام فوج میں اعلیٰ سے اعلیٰ جگہ کے لئے جو کہ سرعسکر کے دست قدرت میں ہوسکتی ہے سوائے اس خوش‌شیرو اور خوش مزاج جوان کے اور کوئی ایسی موزونیت کے ساتھ قابل نہ تھا۔ اتفاق سے اُسیوقت نافذ بے نے بھی میری طرف دیکھا اور ہم دونوں کی آنکھیں چار ہوگئیں۔ نافذ بے نے میرے دیکھنے کے کچھہ اور ہی معنی لئے اور کہا :۔

”میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھہ میں نے ابھی کہا اُس سے تمکو پورا اتفاق ہے واقعی اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ میں نہایت کاہل اور فضول شخص ہوں لیکن اگر خوش قسمتی سے عمدہ چیزیں ملیں تو اُنکے لینے سے صرف اس وجہ سے انکار کرنا کہ میں اُنکے لایق نہیں بڑی حماقت ہوگی۔“

میں نے فوراً اس خیال کے دور کرنے کی کوشش کی اور گھبرا کر کہا ”میرا مطلب یہ ہرگز نہ تھا“ اور پھر کچھہ جھجک کر خاموش ہوگئی کیونکہ یہ تو کہہ نہیں سکتی تھی کہ جو کچھہ میرے دل میں تھا اُسکے بالکل خلاف اُنہوں نے سمجھا تھا۔

نافذ بے (تمسخر کی راہ سے اور میرے چھیڑنے کے لئے)۔ اچھا تو پھر تمہارا کیا مطلب تھا؟ تمنے جس انداز سے میری طرف دیکھا اُس سے میں یہی سمجھا کہ جو کچھہ میں نے اپنی نسبت کہا اُس سے تمکو پورا اتفاق ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اُسوقت تم کیا سوچ رہی تھیں؟

غنچہ (ادہم پاشا کی کنیز اور میری بڑی دوست)۔ سوچتی کیا؟ بے افندی! اس بیچاری کو آپ کیوں اتنا چھیڑتے ہیں؟ اب تو بہتر ہوتا کہ آپ یہاں سے تشریف لیجاتے۔ اِس لئے کہ جب تک آپ یہاں رہیں گے مطلق کام نہیں ہوسکیگا۔

نافذبے۔ لیکن بی لڑکی میں تمکو تھوڑی ہی ستا رہا ہوں۔ تم اپنے کام میں مشغول رہو کیا کام اور کلام دونوں ساتھ نہیں ہو سکتے؟ کام بھی کرو اور باتیں بھی۔ قنجہ نے جلدی سے منہ پھیر لیا اور نافذبے نے میری طرف جھک کر نہایت دھیمی اور ملایم آواز سے جسکو سنکر معلوم نہیں کیوں میرا دل بطرح دھڑکنے لگا یہ سوال کیا "ہاجرہ! سچ کہو تم مجھکو کیسا سمجھتی ہو!"

میں کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ کیسی پوشاک نے میرے کپڑوں سے رگڑ کھائی۔ پھر کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بوبادر کمرے سے باہر چلی جا رہی ہے۔ مجھے نہایت غصہ سے گھورا اور زور سے دروازہ بند کرکے یہ جا وہ جا۔ میں نے ذرا دیر استری سے ہاتھ روک لیا اسلئے کہ بوبادر کی سیاہ آنکھوں سے بہت ہی زیادہ غصہ ٹپکتا تھا اور اس خیال میں غرق ہوگئی کہ خدایا یہ مجھسے کیوں اتنی خفا ہوئی کیونکہ میری نانی کے سامنے ہی سے وہ مجھہ سے از حد محبت رکھتی تھی۔

میں اسی فکر میں تھی کہ نافذبے نے میرا بازو چھوا اور کسی قدر شرماکر (اسلئے کہ انکے رخسار گلگوں ہو رہے تھے) مجھسے پوچھا:۔

"کہو کیا سوچ رہی ہو؟ بوبادر ہمیشہ کی بدمزاج ہے اُسپر تپِ خشم اکثر چڑھی رہتی ہے اور آج اُسکی باری معلوم ہوتی ہے۔ ہملوگ اِسکے عادی ہوگئے ہیں۔ لیکن اور لوگوں کو جو اس حالت سے ناواقف ہیں یہ کسیقدر غیر معمولی بات معلوم ہوگی اس وجہ سے اور بھی کہ ظاہرا کوئی سبب اِس عارضہ کا نظر نہیں آتا۔ مگر قسم ہے والد کے سر کی! اُسکی یہ مجال نہیں کہ اپنا غصہ تم پر اُتارے۔

باوجود اس گفتگو کے میں تاڑ گئی کہ نافذبے بوبادر کے غصہ کی وجہ سے واقف ہیں لیکن اِس خیال کو میں نے دل میں جگہہ نہ دی اور اُسے سمجھانے لگی کہ انکو اُس کا علم نہوگا پھر اُن کی

حیرت ظاہر کر کے میں نے یہ سوال کیا:-

" وجہ کیا جو وہ مجھہ سے ناراض ہو؟ جہانتک مجھے علم ہے میں نے کبھی اُسکا کچھہ نہیں بگاڑا"-

نافذبے - سچ کہتی ہو - (اور پھر جلدی سے گھڑی نکالکر) آیں! ایک بجگیا - اب مجھکو جانا چاہئیے - لو لڑکیو اپنا کام کرو اور زیادہ تمہیں نہیں ستاتا -

ابھی دروازہ اچھی طرح بند نہ ہونے پایا تھا کہ سب نے قہقہہ لگایا اور ہر ایک کنیز اس طرح ہنسنے لگی کہ آج ہنسکر اور کبھی نہ ہنسے گی - یہ دیکھکر میں اور بھی زیادہ متعجب اور حیران ہوئی -

ماہور (ایک ادھیڑ عورت جو نصر اللہ پاشا کے ہاں بیس برس سے زیادہ سے تھی) بیچاری لوہاور! سچ پوچھو تو مجھے اُسپر ترس آتا ہے -

قنچہ (کسیقدر افسوس کے ساتھ) مجھے تو بڑا خوف یہ ہے کہ لوہاور کے ہاتھوں اس بیچاری کو ضرور کچھہ نہ کچھہ ضرر پہونچے گا -

مریم - (وحیدہ خانم کی چہیتی باندی تعجب کے ساتھ) - کس بیچاری کو؟ (اور پھر میری طرف ذرا حقارت سے دیکھکر) اجی نہیں - توبہ کرو - ایسی بھی کیا بیوقوفی - ہاجرہ سے اُسے کس بات کا خوف ہوسکتا ہے -

بندزر (نہایت اچھا گانے والی جسکی خوش الحانی کی وجہ سے ایک مرتبہ وحیدہ خانم اور اُنکے شوہر میں رنجش ہوتے ہوتے رہ گئی) میرے نزدیک نافذبے غلطی پر ہیں انصاف تو یہ چاہتا ہے کہ لوہاور کو اتنے دن منتظر رکھکر اب اُس سے شادی کرلینا چاہئیے -

مریم - کس چیز کا منتظر؟ لوہاور محض امتحاناً خریدی گئی تھی اِس لئے کہ نافذبے نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ ترکی لڑکی سے سرکیشیا کی لڑکی اُنہیں زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہیں لوہاور کی نسبت اُنہوں نے اپنی والدہ سے یہ رائے ضرور ظاہر کی تھی کہ وہ حسین ہے لیکن ساتھہ ہی یہ بھی کہا تھا کہ جبتک

اناطولیہ سے واپس نہ آلوں اُسکے متعلق کوئی تصفیہ نہیں کرسکتا - اب وہ واپس آ گئے ہیں اور بوہادر اُن کو پسند نہیں ہے یعنی وہ امتحان میں پوری نہیں اُتری - اگر یہی اُنہوں نے تصفیہ کیا تو شکایت کیا؟ باندی تو باندی - بوہادر کو بھی دوسری باندیوں کی طرح اپنا کام کرنا چاہیئے - مجھے ایسے لوگ اچھے نہیں معلوم ہوتے جو اُنگلی چھوڑ پہونچا پکڑنے لگتے ہیں اور ایک نازک بنیاد پر ایسی عالیشان خیالی عمارت بنانے لگتے ہیں -

اب یہ معاملہ کچھہ کچھہ میری سمجھہ میں آنے لگا اور پوچھا "کیا تم سب بوہادر کا ذکر کررہی ہو؟

مریم - کیا تمنے یہ کیفیت پہلے کبھی نہیں سنی تھی؟

میں - (آہستہ سے) نہ - میں نہیں جانتی تھی کہ وہ نافذبے کے لئے خرید کی گئی ہے -

شائستہ - اول تو اس معاملہ کو ہمنے اس قابل نہ سمجھا کہ تم سے اسکا ذکر کرتے دوسرے یہ بہتر سمجھا کہ پہلے اسکی حقیقت اچھی طرح دریافت کرلیں - اب تمکو معلوم ہی ہوگیا کہ نافذبے نے اُس سے شادی نہیں کی جس کا اُسے سخت صدمہ ہے اِس وجہ سے اور بھی کہ اخیر پانچ سال سے وہ اشراف زادی بننے کی کوشش میں ہے اور اپنی نشست و برخاست بات چیت بھی ویسی ہی بنارہی ہے -

قنجہ (انگشت بلب) خاموش! وہ آرہی ہے - مہربانی کیجئے اُسے موقع نہ دیجئے کہ وہ آپ سے لڑ پڑے -

بوہادر اُسی وقت آ پہونچی اور سب لونڈیاں خاموش ہورہیں میں نے نہایت دردمندی سے اُسکی طرف دیکھا - بیچاری کے دل میں کیا کیا اُمیدیں نہ رہی ہونگی اور اُنکے منقطع ہونے کا اُسے کتنا بڑا صدمہ ہوا ہوگا! کیونکہ یہ تو صاف ظاہر تھا کہ نافذبے کا برتاؤ اناطولیہ سے واپس آکر ہرگز ایسا نہ تھا جس سے کہ بوہادر کو کسی قسم کی اُمید کی جرأت ہوتی - اب جو بوہادر باہر سے آئی تو اُسکا غصہ بہت کچھہ ٹھنڈا ہوگیا تھا لیکن اُس کے لبوں سے اب تک درشتی ظاہر ہوتی تھی

اور اسکی نگاہ دوسری باندیوں کو آگاہ کر رہی تھی کہ دیکھو اس وقت مجھ سے دم نہ مارو۔
بوہادر چپ چاپ کام کرتی رہی گو اور سب ہنسی اور مذاق کر رہی تھیں اور استری ختم ہونے
کے بعد نافذبے کے کپڑے جنکی نگہبانی اُسکے سپرد تھی لیکر کمرے سے خاموش
چلی گئی۔
میں قنچہ کو ولیہ خانم کے کپڑے پہچانے میں مدد دینے لگی اور اُن کے کمرے میں جاکر
الماری میں کپڑے آراستہ کردئے۔ میں اور قنچہ اولاً تو خاموشی سے اس کام میں مصروف
رہے لیکن تھوڑی دیر بعد اُس نے ایکبارگی کسی قدر افسوس کے ساتھ
یہ کہا:-
" میں چاہتی ہوں کہ نافذبے تم سے اتنا مخاطب نہوں تو بہتر ہے"
میں (بہت شرماکر) تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ نافذبے میرا کیا کرتے ہیں؟
قنچہ۔ درحقیقت کچھ نہیں۔ صرف مذاق کرتے ہیں ایک تو تم اُن کی دادا کی لڑکی دوسرے
یتیم ہو۔ نافذبے دل کے بہت اچھے ہیں اس لئے تمپر مہربان ہیں اور سچ ہے یہی
مناسب بھی ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے مگر بدقسمتی سے بوہادر اس کے دوسرے ہی
معنی لیتی ہے۔ نافذبے کی جانب سے جو اُسے مایوسی ہوئی ہے اُسکی وجہ سے
دیوانی ہو رہی ہے۔ ذراسی بات پر اُسے حسد اور رشک ہوتا ہے۔
میں۔ (بے صبری سے) رشک کس بات کا؟ کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ اُسکا خیال
ہے کہ نافذبے مجھے اُسپر ترجیح دیتے ہیں؟
قنچہ (مسکراکر) ہاں ٹھیک سمجھیں۔ میرا تو یہی خیال ہے لیکن یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ
یہ اُس کے دماغ میں کیسے سمائی۔ آؤ اب نیچے چلیں۔ نہیں معلوم گھر کی بیبیاں
اسوقت کہاں ہیں۔

میں - (بے توجہی سے) مجھے معلوم ہیر

یہ کہکر میرا خیال پھر بوہاور کی طرف گیا اور میں اس بات کے سمجھنے کی کوشش کرنے لگی
کہ اُسے کیونکر یہ یقین ہوا کہ نافذ سب بے مجھے چاہتے ہیں - اس میں شک نہیں کہ مجھپر اُنکی
زیادہ توجہ رہتی تھی اور نہایت مہربانی سے پیش آتے تھے - اور یہ بھی خوب جانتی تھی کہ
جس طرح مجھسے گفتگو اور مذاق کرتے تھے اُس طرح لونڈیوں کے ساتھ نہیں - ساتھ
اِس کے یہ بھی کہدوں کہ یہ برتاؤ مجھے نہایت پیارا معلوم ہوتا تھا جس کے لئے میں اُنکی
نہایت ممنون تھی لیکن اِس سے زیادہ میں نے کبھی نہیں سمجھا کہ یہ سب محض اُن کی
عنایت اور غریب نوازی تھی - قنجہ کی گفتگو کے بعد بھی میرا یہی خیال رہا اور چاہا کہ بوہاور کی
غلطی اور حماقت کو دل سے نکال ڈالوں لیکن ناکامیاب رہی اور ایک بارگی میرا دل خودبخود
دھڑکنے لگا تاہم عقل سلیم اسکو قبول نہیں کرتی تھی کہ بوہاور کا خیال صحیح ہوگا - آخرش اسی
سوچ میں دوڑکر باغ چلی گئی اور سیدھی اُس کے اُس گوشہ کی طرف جہاں کہ ایک
حوض سمندر کے پانی سے لبریز تھا جا پہونچی - اُس کے کنارے پر بیٹھ گئی اِس
لئے کہ میں جانتی تھی کہ وہاں اُسوقت کوئی نہیں آئے گا اور ایک بربط جو اپنے
ساتھ لے گئی تھی بجانا شروع کیا بہت جلد اُسے زانو پر رکھکر پھر اپنے خیالات
میں غرق ہوگئی - بہت غور و خوض کے بعد مجھکو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا
کہ واقعی نافذ سب بے مجھ پر بہت زیادہ مہربان تھے اور ممکن ہے کہ کسی اجنبی شخص کو
اُن کا برتاؤ مہربانی اور عنایت کی حد سے گزرا ہوا معلوم ہو - خصوصیت کے ساتھ
وہ ہمیشہ میرے پرسان حال رہا کرتے تھے لیکن جو ہیں مجھے اُن کا دردمندانہ التفات
اُن کی پاسداری اور ہمدردانہ دلسوزی اور اسی قسم کی اور دل خوش کن باتیں یاد آئیں
جن کے بارے میں ہمیشہ دبی رہتی تھی تو مجھے یکایک محسوس ہونے لگا کہ میرے

رخسار سرخ ہو چلے ہیں اور وہ اس وجہ سے کہ مجھکو بھی اُسوقت نافذ بے کا انداز اُسی طرح کا معلوم ہونے لگا جیسا کہ بوہادہ کا خیال تھا - ابتک تو میں اُن کے اس حسن اخلاق کو خوشی کی نظر سے دیکھتی تھی اور وہ سب مجھے نہایت پسندیدہ معلوم ہوتا تھا لیکن اسوقت مجھکو مجبوراً ماننا پڑا کہ نافذ بے کا برتاؤ محض عنایت ہی کا نتیجہ نہ تھا گو ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ بھی یقین تھا کہ اگر اُنہیں کسی کا خیال میری نسبت ہو بھی تو وہ محض چند روزہ اور مثل حباب ہوگا - اُنکا مجھے چاہنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا تھا اور اس کا میں نے منصفانہ طور پر دل میں اقرار بھی کیا - اِسی محویت کے عالم میں میرا ہاتھ لٹکتا ہوا باجے کے تاروں پر پہونچ گیا تھا حالانکہ میں واقعی اُسکو بجا رہی تھی کہ یکایک میرے پیچھے باغ کا دروازہ کھلا اور نافذ بے آموجود ہوئے - مجھے دیکھکر مسکرائے اور ظاہرا میری گھبراہٹ محسوس نکر کے جو کہ اُنکے اچانک آجانے سے مجھے ہوئی تھی حوض کے کنارے بیٹھ گئے اور گھاس پر لیٹ کر اور کہنی حوض کے کنارے ٹیک کر مجھسے پوچھنے لگے :-

" ہاجرہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ باجا بجا رہی ہو؟ خیر استری کرنے سے تو یہ بدرجہا بہتر ہے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ تمنے اپنے آپ کو تھکایا نہیں اور کام چھوڑ کر یہاں چلی آئیں "
میں - (دہیمی آواز سے) - لیکن سب کام ختم کر کے میں یہاں آئی ہوں -
آج پہلی مرتبہ جبسے کہ مجھے نافذ بے سے ملاقات ہوئی تھی اُنکے ساتھ تنہا رہنے میں مجھکو عار اور شرم معلوم ہونے لگی - مگر اُنکے دل میں بظاہر اِس قسم کا خیال نہ تھا اُن کے قریب ہی گلِ ریحاں کھلا ہوا تھا ہاتھ بڑھا کر ایک پھول توڑ لیا اور اُس سے کھیلنا شروع کیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن کا وہاں سے جانے کا ارادہ نہ تھا - پھر نہایت دردمندی سے کہنے لگے -

"میری مسکین ناجرہ مجھے تمہارا کام کرنا اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ تم لونڈی نہیں ہو کہ تم سے لونڈی کا کام لیا جاسے۔ اگر یہی حالت رہی تو میں والدہ سے اس کا ذکر کروں گا"

میں۔ (نہایت ذوق سے) آپکی بڑی عنایت ہو جو آپ اس کا ذکر نہ کریں۔ مجھکو کام سے ازحد محبت ہے۔ آپ شاید نہیں جانتے کہ میں کس قدر آپکی والدہ کی ممنون احسان ہوں اور جب کبھی انکو خوش کرنے کا مجھے موقع ملتا ہے تو کیسی خوشی مجھے ہوتی ہے۔ اگر آپ کو یہ علم ہوتا تو کبھی کام کرنا میرے لئے آپ برا نہ سمجھتے۔

نافذ بے۔ (ہنسکر) اچھا اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں اس کا ذکر نہ کروں گا لیکن تم بھی اس کے عوض مجھسے وعدہ کرو کہ اپنی طاقت برداشت سے زیادہ محنت نہ کروگی میری ناجرہ میں تو سمجھتا ہوں کہ تم محنت کے قابل بالکل نہیں ہو۔

میں (زرد ہوکر) کیوں نہیں؟ (اور پھر اپنے ہاتھوں کی طرف کسی قدر بے قدری کے ساتھ دیکھکر) میں دبلی اور زرد ضرور ہو رہی ہوں لیکن یقین کیجئے کہ خوب مضبوط ہوں اس سے بڑھکر اس کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آجتک میں کبھی بیمار نہیں ہوئی۔

نافذ بے نے کچھ جواب نہ دیا لیکن وہ خوشبودار پھول میری ناک کے پاس لاکر پوچھا: "دیکھو کیسی پیاری خوشبو ہے؟ تمہیں معلوم ہے کہ اس پھول سے کیا مراد ہے؟"

میں۔ میں نہیں جانتی۔ آپ ہی فرمائیں۔

نافذ بے۔ افسوس مجھے بھی نہیں معلوم۔ میں اس علم سے اچھی طرح واقف نہیں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ہر پھول کسی خاص معنی میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن تمکو تو واقف ہونا چاہئے اسلئے کہ میرا خیال ہے کہ ہر ترکی لڑکی اسے ابتدا ہی میں سیکھتی ہے

میں (کسی قدر شرماکر اس لئے کہ ہماری گفتگو اب دائرہ تہذیب سے باہر ہو چلی تھی) میں نے نہیں سیکھا۔

نافذ بے - نہیں! تو پھر جب تمہارا کوئی عاشق پیدا ہوگا تو اُس سے کس طرح بات چیت کروگی؟ آؤ ہم دونوں ایک ساتھ اس کا سبق لیں ممکن ہے کہ کبھی اسکی ضرورت ہو - (اور فوراً ایک گلاب توڑکر) تو بتاؤ اس سے کیا مراد ہے؟

میں نے جواب نہیں دیا گو اس مرتبہ اس کے معنی جانتی تھی -

نافذ بے (شرارت سے) اس کو تو تم ضرور جانتی ہوگی ہے نا؟

میں - (کسی قدر چیں بہ جبیں ہوکر) جی ہاں - لیکن کوئی وجہ نہیں کہ میں آپ سے کہوں -

نافذ بے (خوش ہوکر اور ہنس کر) - اچھا سنو گلاب سے یہ مراد ہے کہ "اگر تمہیں مجھے محبت نہیں ہے تو خیر مجھے دیکھکر مسکرا ہی دیا کرو" میرا تو ارادہ ہے کہ گلاب کسی کے پاس نہ بھیجوں گا - لو اب یہ بتاؤ کہ گلاب کی پتی کیا کہتی ہے؟ یہ بتاتی ہے کہ "یا تو مجھے محبت کرو ورنہ مجھے منہ نہ لگاؤ - کیوں یہ بہتر ہے کہ نہیں؟ (جواب نہ پاکر) تم کو اِن دونوں میں کون پسند ہے؟

میں (غصہ سے کھڑی ہوکر) مجھے نہیں معلوم - آپ میرے ساتھ ایسی گفتگو نہ کریں -

نافذ بے - (مسکراکر) کیوں؟ (میں باجا اور گیت کی کتاب اُٹھانے لگی) جاؤ نہیں - دیکھو تو کیسے آرام سے بیٹھے ہیں - اچھا اور نہیں چھیڑوں گا - تم بڑی اچھی لڑکی ہو - ابھی کھانے کا وقت بھی نہیں ہے - لو اب بیٹھ جاؤ - یہ کہکر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بٹھا دیا - پھر گیت کی کتاب میرے ہاتھ سے لے کر اُس گیت کو دیکھنے لگے جو کہ میں سیکھ رہی تھی -

نافذ بے - تمہیں یہ گیت ابھی آیا یا نہیں؟

میں (چار ناچار) جی ابھی میں اسے سیکھ رہی ہوں -

میں اُسوقت یہ سوچنے لگی کہ اگر بوبا در اس دم آگئی تو مجھے اس حالت میں دیکھکر کیا خیال کرے گی - دل ہی دل میں دعا کی کہ خدایا وہ نہ آئے اس لئے کہ نافذ بے پھر

اختیار نہ تھا اور اُن کا حکم نہ ماننا خلافِ ادب ہوتا۔

نافذبے - لاؤ میں تمہیں سکھادوں۔ اسے بجا کر مجھے سناؤ۔ دیکھوں کیسا بجاتی ہو؟

میں نے تعمیل ارشاد کی اور باجا اُٹھایا لیکن شروع ہی کیا تھا کہ ایک تار ٹوٹ گیا۔ اور تار میرے پاس تھے اِس لئے نافذبے میرے ہاتھ سے باجا لیکر درست کرنے لگے تھوڑی دیر بعد نظر اُٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا :-

"عشق و محبت کی گفتگو کرنے سے تو تم کو انکار ہے لیکن اس قسم کے گیت گانے میں عذر نہیں۔ ایک سے شرماتی ہو اور دوسرے سے نہیں۔ اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے؟"

میں (آہستہ سے) دونوں میں بڑا فرق ہے۔ لیکن اسی قدر کہنے پائی تھی کہ اُنہوں نے لقمہ دیا۔

"مگر ایسا کیوں ہو؟ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ گلاب کے مرادی معنی بیان کرنے یا مجھکو یہ گا کر سنانے میں (جیسا کہ ابھی تم گاؤگی) کہ "اپنے عاشق کے ہجر میں جو تمکو غم و الم ہے اُس کے اظہار کے لئے اپنے دُرِ اشک اُسے بطور تحفہ بھیج رہی ہو" کیا فرق ہے"

میں (مسکرا کر) تب میں اسے ہرگز نہ گاؤنگی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ کے نزدیک یہ بیجا ہے تو آپ مجھے اُس کے گانے پر مجبور نہ کرینگے۔

نافذبے (سر ہلا کر) نہیں نہیں۔ یہ میرے لئے سخت سزا ہوگی۔ میں نے یہ کب کہا کہ بیجا ہے؟ لو تمہارا باجا ٹھیک ہوگیا لیکن اس کا سُر تم آپ درست کرلو۔ میری عادت ہے کہ دوسرے کا ٹھیک کیا ہوا باجا میں نہیں بجا سکتا۔

میں نے باجا لے لیا اور نافذبے جھک کر میرے پاس کھڑے ہوگئے۔ میری اُسوقت عجیب حالت تھی۔ نافذبے کچھ ایسی میٹھی اور پیار کی نگاہ سے مجھے دیکھ رہے تھے کہ میں آنکھ اوپر نہیں اُٹھا سکتی تھی اور برابر کتاب پر نظر کئے رہی۔ میرا دل بے طرح دھڑک رہا تھا اور شرم

کے مارے چہرے کا رنگ کبھی سرخ کبھی زرد ہو جاتا تھا - ابھی باجا ٹھیک نہیں کرنے پائی تھی کہ بہر باغ کا دروازہ کھلا اور ہم دونوں نے دیکھا کہ ادہم بے آرہے ہیں میں تعظیماً کھڑی تو ہو گئی لیکن طبیعت میں ایک تازہ گبھراہٹ لیکر اس لئے کہ میں جانتی تھی کہ ابتک میرے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا اور ابھی چھپتے دن کی اتنی روشنی باقی تھی کہ ادہم بے اُسے اچھی طرح دیکھ سکتے تھے -

ادہم بے - (کسی قدر ترش رو ہو کر) نافذ اگر تم مکان میں رہا کرو تو بہتر ہو - اباجان باہر گئے ہیں اور یوسف پاشا آکر قریب ایک گھنٹے کے اُن کی واپسی کے منتظر رہے - اسلئے مجبوراً مجھے اُنکے پاس جاکر بیٹھنا پڑا حالانکہ میرے پاس کام بہت زیادہ ہے - جہاں تمہاری ضرورت ہو اگر وہاں تم رہا کرو تو میرا اسقدر ہرج نہوا کرے - آج ہی اگر تم مکان میں ہوتے تو تم کو یوسف پاشا کے پاس چھوڑ کر میں چلا آیا ہوتا -

نافذ بے - (خوش طبعی سے) یوسف پاشا کی گفتگو میں مطلق دلچسپی نہیں اور اُنکی صحبت نہایت پھیکی ہوتی ہے لیکن اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ خالی نہ تھے تو میں ضرور اُنکے پاس جا بیٹھتا سچ پوچھیے تو میں محض اُنسے بچنے کی غرض سے یہاں چلا آیا - مجھے اُنکی طول کلامی سے سخت نفرت ہے اور اُسے برداشت نہیں کر سکتا اور آپ میں مجھسے کہیں زیادہ تحمل ہے -

ادہم بے - بلکہ یوں کہو کہ مجھ میں تم سے خود غرضی کم ہے تم ضرور جانتے تھے کہ میں خالی نہ تھا اگر وہاں چلے جاتے تو ایسی زیادہ تکلیف تمہیں نہ ہوتی - میں دیکھتا ہوں کہ یہاں بھی کچھ اُس سے بہتر کام میں مصروف نہیں ہو -

ہم دونوں نے نہایت متعجب ہو کر ادہم بے کیطرف دیکھا اس لئے کہ غصہ ہونے کی اُنہیں کبھی عادت ہی نہ تھی

نافذ بے (ہنس کر) اس میں تو مجھے کلام ہے اسلئے کہ اگر یوسف پاشا کی گفتگو کا میرے مزاج پر بھی ایسا ہی اثر ہوا ہوتا جیسا کہ آپ پر تو میں نے واقعی بہت اچھا کیا کہ یہاں بھاگ آیا -

ادہم بے نے جواب نہ دیا اور خاموش مکان کی طرف روانہ ہو گئے - نافذ بے کے
چہرے سے بھی کچھ آزردگی کے آثار نمایاں ہونے لگے لیکن بہت تھوڑی دیر کے لئے -
اس کے بعد میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر آپ بھی اُسی طرف چلے -
نافذ بے (ٹھہر کر اور ایک سرو کے درخت سے لگ کر) - میرے خیال میں ہمیں بھی اب
گھر چلنا چاہیئے -
میں نے نہایت اشتیاق سے رضامندی ظاہر کی اس لئے کہ جس وقت سے ادہم بے
آئے تھے عجیب عجیب قسم کی فکریں مجھے ستا رہی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں نے
کوئی بڑا گناہ کیا ہے - نافذ بے وہیں کھڑے رہے اور سمندر کی طرف دیکھا کئے - سامنے
ساحل پر آفتاب نہایت آہستہ آہستہ پہاڑیوں کے پیچھے غروب ہو رہا تھا اور اُسکی اخیر شعاعیں
نہایت خوبصورتی سے اُن نیلے پھولوں پر پڑ رہی تھیں جو کہ برآمدہ میں رکھے ہوئے تھے -
ابھی ایک دم میں بالکل اندھیرا ہو جائیگا اور اشارتًا نافذ بے سے میں نے کہا بھی لیکن
اُنہوں نے کچھ توجہ نہ کی اور کہا: "تمکو کوئی کام تو ہے نہیں پھر جانے کی کیا جلدی ہے ؟"
اور دو چار قدم آگے بڑھکر اُس نیچی چہار دیواری سے لگ کر کھڑے ہو گئے جو کہ گھاٹ اور باغ
کو ایک دوسرے سے جدا کرتی تھی - اس چہار دیواری پر جعفری لگی ہوئی تھی اور اُس پر چنبیلی پھیلی
ہوئی تھی اب تک میرا ایک ہاتھ اُن کے ہاتھ میں تھا - دوسرے ہاتھ سے چنبیلی کی شاخیں
اُنہوں نے سامنے سے ہٹا دیں اور مجھے نہایت نرمی سے اپنی طرف کھینچ کر کہا "آؤ سمندر
کا تماشہ دیکھیں "
میں ادب سے اُنکے پاس کھڑی ہو گئی گو دل سے چاہتی تھی کہ گھر چلنا چاہیئے لیکن نافذ بے
کا قرب - شام کا سہانا وقت - چنبیلی کی بھینی بھینی خوشبو ان سب کا وہ جادو بھرا مجموعہ تھا جسکے
اثر سے میں خاموش رہی اور اسی محویت میں زبان نہ کھول سکی -

نا فذ بے (تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد) - ابا جان آ رہے ہیں -
میں نے گردن بڑھا کر دیکھا تو نصر اللہ پاشا کی کشتی بڑی تیزی کے ساتھ سامنے سے گذر رہی
میں - کیا آپ اُن سے ملنے نہیں جائیں گے ؟
نا فذ بے (مسکرا کر) - تمہاری یہ دلی تمنا معلوم ہوتی ہے کہ میں کسی طرح چلا جاؤں - نہیں !
میں نہیں جاؤں گا اور کیوں جاؤں ؟
چونکہ میں نے نافذ بے کے قبضہ سے نکلنے کی یہی ترکیب سوچی تھی اسلئے اُنکے سوال کا جواب
دینے کیلئے تیار نہ تھی - واقعی کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ جا کر اپنے والد سے ملتے ہاں میری دلی خواہش
یہ ضرور تھی کہ اُنکو کوئی وجہ جانے کی مل جائے تو کیسا اچھا ہو -
نا فذ بے - ہاجرہ ! خیر تو ہے ؟ میں نے کیا کیا ہے ؟
میں - (متعجب ہو کر) - بے آفندی میں آپ کے سوال کا مطلب نہیں سمجھی -
نا فذ بے - تم سے کسی نے کچھ کہا تو نہیں ہے ؟ کیا وجہ ہے کہ میرے ساتھ تنہا
رہنے میں تم اسقدر جھجکتی ہو ؟ پہلے تو یہ بات نہ تھی ؟
میں خاموش رہی لیکن غایت شرم سے پھر میرے چہرے کا رنگ بدلنے لگا اور میں دعا
مانگنے لگی کہ اتنا اندھیرا ہو جائے کہ نافذ بے اسے معلوم نکر سکیں -
نا فذ بے (میری طرف جھک کر اور غور سے میری آنکھوں کو دیکھکر) - کیوں ؟ میں نے
سچ کہا تھا نا کہ کسی نے کچھ کہا ہے ؟ لو اب بتاؤ تم نے کیا سُنا ؟
یہ سوال نافذ بے نے کسی قدر اصرار سے بلکہ ذرا کشیدہ ہو کر کیا تھا لیکن میں نے جواب نہیں دیا -
بھلا میں کس طرح لوبادر اور اُسکی بے سروپا بدگمانیوں کا ذکر کر سکتی تھی ؟ نہیں ! لیکن کیا
لوبادر کی بدگمانیاں بیجا اور بے اصل تھیں ؟ میں اب تک یہی چاہتی تھی کہ ایسی ہی ہوں لیکن ساتھ
ہی یہ بھی اقرار کرنا پڑتا تھا کہ جو کوئی اُسوقت نافذ بے اور مجھکو دیکھتا تو ضرور لوبادر سے اتفاق

کرتا۔ جیسے ہی یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا میں نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔ لیکن ناکامیاب رہی اس لئے کہ نافذ بے اب تک اسے زور سے پکڑے ہوئے تھے۔

میں۔ (از خود رفتہ ہوکر) بے آفندی میرا ہاتھ چھوڑ دیجئے۔ مجھکو اب جانا چاہیئے خانم آفندی پوچھتی ہونگی۔

نافذ بے (لاپروائی سے)۔ پوچھنے دو۔ پہلے میرے سوال کا جواب دے لو۔ بوہاور نے تم سے کیا کہا ؟۔

میں دل میں نہایت خوش ہوئی کہ اس صورت میں نافذ بے نے سوال کیا اور بلا سوچے فوراً جواب دے دیا۔

"کچھ نہیں۔ وہ بیچاری کیا کہیگی ؟"

نافذ بے (کسی قدر تلخی سے) بیچاری کیوں ؟ کیا کچھ اچھی نہیں ہے ؟

مجھسے اس کا کچھ جواب بن نہ آیا اور اپنی سراسیگی چھپانے کے لئے دل سے چاہنے لگی کہ

ع۔ زمین کاش شق ہو سما جاؤں میں۔

لیکن خیریت ہوئی کہ نافذ بے نے وہ سوال دوہرایا نہیں جب میں نے ایک لحظہ خاموش رہنے کے بعد پھر اپنا ہاتھ چھڑانے کے لئے جنبش کی تو کہنے لگے۔

"اگر واقعی تم جانا چاہتی ہو تو بہتر ہے کہ ابھی جاؤ"

لیکن میرا ہاتھ پھر بھی نہ چھوڑا۔

میں (بے بس ہوکر اور نافذ بے کی طرف دیکھکر) مگر آپ جانے نہ دیں تو میں کسطرح جا سکتی ہوں۔ ہم دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں اور میں اسی فکر میں تھی کہ اسکا کیا جواب ملیگا کہ نافذ بے نے جھک کر ایکبارگی میرے لبوں کا بوسہ لیا ساتھ ہی ادہم بے کی آواز سنائی دی کہ نافذ بے کو پکار رہے ہیں۔ پھر کر جو دیکھتی ہوں ادہم بے ٹھیک ہمارے مقابل اُس زینہ پر کھڑے ہیں جس سے کہ مکان میں داخل ہوتے ہیں۔

ادہم بے (تیزی سے)۔ اباجان آگئے ہیں۔آج تمہارا ارادہ کہانا کہانیکا ہے یا نہیں؟ تم جانتے ہو اُن کو انتظار کرنا اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔

جیسے ہی نافذ بے ادہم بے کی طرف چلے میں نے چہار دیواری پر جہک کر اپنا مُنہ ہاتہوں سے چہپا لیا۔کاٹو تو مارے شرم کے بدن میں خون نہیں اور رہ رہ کر یہی خیال پیدا ہوتا تہا کہ نافذ بے نے ایسا کیوں کیا اور کس طرح اُنکو یہ ہمت ہوئی۔میں لونڈی نہ تہی اور اگر میں نے ہی شروع سے اُنکو اتنا دلیر نہ کیا ہوتا تو اُنکی کیا مجال تہی کہ ایسی جرات کرتے لیکن پہر دوبارہ جو میں نے اپنے برتاؤ اور چال چلن پر نظر ڈالی تو کوئی بات قابل اعتراض نہ پائی اور نہ میں نے کنوارے پن کے حجاب و شرم و حیا کے خلاف ایسی کوئی بات کی تہی۔میرا اگر قصور تھا تو صرف اسی قدر کہ نافذ بے کے ساتھ باغ میں تنہا تہی لیکن اس میں بہی میں مجبور تہی اس لئے کہ پاسِ ادب مجہے وہاں سے آنے نہیں دیتا تہا۔غرض کہ اس سب اُدہیڑبن کے بعد میں نے دل ہی دل میں یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ نافذ بے سے صرف اُنکی والدہ کے سامنے ملوں گی اور کسی حالت میں نہیں تاکہ جو اختیار اُن کو مجہہ پر بحیثیت میرے آقا کے لڑکے ہونے کے تہا اُس کا نامناسب استعمال وہ نہ کر سکیں اور نہ اُس سے کوئی بیجا فائدہ اُٹہا سکیں۔چنانچہ اُس روز میں نشست کے کمرے میں بہت سویرے پہونچی اور نصر اللہ پاشا اور اُنکے بیٹوں کے حرم سرا میں آنے کے پہلے ہی خانم آفندی کے بالکل نزدیک جا کر پناہ لی۔ولیہ خانم اپنی سب سے چہوٹی بیٹی کے لئے کپڑے سی رہی تہیں مجہہ سے بہی ہاتہہ لگانے کو کہا۔میں اُن کے پاس جا بیٹہی اور سینے لگی لیکن دل ہی دل میں کہہ رہی تہی کہ اگر نافذ بے آئے تو اُن سے کس طرح آنکہیں چار کرونگی۔ایک لمحہ بعد باتوں کی آواز برآمدہ سے آنے لگی۔

وحیدہ خانم (ریشم سلجہاتے سلجہاتے نظر اُٹہا کر) معلوم ہوتا ہے اباجان کہانا کہا چکے

اب سب جلدی سے آجائیں تو کیسا اچھا ہو۔ میں آبی (ترکوں میں گھر کے بڑے لڑکے کو اُسکے چھوٹے بھائی بہن اسی نام سے پکارتے ہیں) سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جودت کو کون سے مدرسہ میں بھیجنا چاہیئے۔ میری خواہش تو یہ ہے کہ اگر وہ کسی طرح اباجان کو راضی کرکے اُسے پیرس بھجوا سکیں تو بہت اچھا ہو۔

خانم افندی۔ مجھے یہ بات پسند نہیں۔ میرے نزدیک تو اتنی چھوٹی عمر کے بچوں کو غیر اسلامی ملکوں میں ہرگز نہ بھیجنا چاہیئے۔ اس سے لڑکے اپنے مذہب سے بالکل بے بہرہ رہتے ہیں۔ اگر ادہم کی رائے ہو کہ تمہارا بیٹا یہیں رہے تو تم انکار نہ کرنا۔

میں نے وحیدہ خانم کا جواب نہ سنا اس لئے کہ میں اُس وقت کان کھڑے کئے اپنی قوت سامعہ اس امر کے دریافت کرنے میں صرف کر رہی تھی کہ دروازہ کی طرف جو کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوتی تھی وہ کون تھا لیکن بعد کو مجھے معلوم ہوا کہ وحیدہ خانم نے خانم آفندی کی رائے سے اتفاق کیا۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور نصر اللہ پاشا اور وحیدہ خانم کے شوہر علی بے داخل ہوئے اور کسی قدر متعجب ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔

نصر اللہ پاشا۔ ایں! ادھم اور نافذ کہاں ہیں؟ ہمارے پاس سے آئے ہوئے انہیں کم از کم پندرہ منٹ ہوئے ہونگے۔

ولیہ خانم (خسر کے ہاتھ کو بوسہ دیکر اور اپنا رخسار بوسہ کے لئے اُنکی طرف کرکے) ابھی تک یہاں نہیں آئے۔ معلوم نہیں اِس وقت کہاں گیے ہیں بغیر اُن دونوں کے شام کا وقت کیسا بے لطف گذرتا ہے۔

علی بے (ہنس کر) کیا حسن اخلاق ہے! اور۔ لو ادہم بے آ گئے۔ ارے میاں جلد آؤ تمہاری بی بی ابھی شکایت کر رہی تھیں کہ جب تک تم نہ رہو ہم لوگوں میں اُن کا دل ہی نہیں بہلتا۔

میں نے ادہم بے کی طرف کسی قدر شرماکر دیکھا اس لئے کہ مجھکو ابھی تک ٹھیک معلوم نہ تہا کہ اُنہوں نے مجھے اور نافذ بے کو برآمدہ سے دیکھا تھا یا نہیں۔ لیکن اگر واقعی اُنہوں نے دیکھا بھی ہو تو بھی اسوقت اُنکو اس کا مطلق خیال نہ تھا اس لئے کہ جب میں تعظیماً اُنکو دیکھہ کر کھڑی ہوئی تو اُنہوں نے اپنا ہاتھہ میرے شانے پر رکھا اور مجھے بیٹھنے پر مجبور کیا۔

ادہم بے ۔ (علی بے سے مسکراکر)۔ بھائی تم غلطی پر ہو۔ میری حاضری یا غیر حاضری کا یہاں مطلق خیال نہیں کیا جاتا ہے۔ خانم نے جو کچھہ کہا ہوگا وہ نافذ بے کے دیر کرنے کی وجہ سے کہا ہوگا۔ سوا سے نافذ بے کے اور کسی کے ساتھہ اُنکی طبیعت نہیں لگتی۔

ولیہ خانم ۔ (شرماکر اور ہنس کر) آپ اس بات کی کوشش ہی نہیں کرتے کہ آپ کی غیر حاضری بھی لوگ محسوس کریں۔ نافذ بے جب تک ہمارے پاس رہتے ہیں سب کو اپنی باتوں سے خوش رکھتے ہیں اور بہلائے رہتے ہیں۔

ادہم بے (ہنس کر) مجھے بڑی خوشی ہے کہ نافذ میں یہ صفت ہے ورنہ مجھسے تو کچھہ بھی ممکن نہ تہا۔ اس امر میں تو کسی طرح میں اُنکی برابری نہیں کرسکتا۔

ولیہ خانم نے کچھہ جواب نہ دیا اس لئے کہ وہ اپنے شوہر سے ہمیشہ ذرا شرماتی تہیں۔ دوسری باتیں چھیڑ دی گئیں لیکن میں اُن میں شریک نہ ہوئی اس لئے کہ میرا دھیان تو نافذ بے کی آمد آمد کی طرف تہا۔ لیکن جب وہ آئے تو اُنکے چہرے سے اسقدر فکر ظاہر ہوتی تہی اور ایسے غور و خوض میں غرق معلوم ہوتے تہے کہ مجھے یہ عجیب حالت دیکھکر اپنی عادت کے موافق شرمانا بھی یاد نہ رہا جس سے کہ ہمیشہ نافذ بے کو دیکھکر میرے رخسار گلگوں ہوجایا کرتے تہے۔ وہ سیدہے اپنی والدہ کی طرف گئے اور اُنکے رخسار کو بوسہ دیکر چپ چاپ والد کے پاس آکر کھڑے ہوگئے۔

نافذ بے (اخباروں پر ہاتھہ رکھکر)۔ جناب انہیں پڑہ چکے ہیں یا میں پڑہکر سنا دوں؟

نصر اللہ پاشا نے سب کی طرف متحیر ہو کر دیکھا اس لئے کہ نافذ بے کے منہ سے اس قسم کی باتیں بالکل غیر معمولی تھیں - اور مسکرا کر جواب دیا :-

"تمہاری عنایت لیکن اس کی کیا ضرورت ہے - لڑکیوں کے پاس جاؤ وہ تمہارے لئے جان دے رہی ہیں "

نافذ بے نے ہماری طرف دیکھا اور بیٹھ گئے اُنکے چہرے سے سخت پریشانی عیاں تھی اور مجھسے آنکھ چراتے معلوم ہوتے تھے -

نافذ بے (جبراً ہنس کر) - آفندیم! (ترکوں کے ہاں بڑے خاندانوں میں بیٹا باپ کو اسی طرح خطاب کرتا ہے) آج میرا دل چاہتا ہے کہ مستقل مزاجی اور سنجیدگی سے کام لوں - جناب ایسی کوئی بات نہ فرمائیں کہ مجھے اپنے اس ارادے میں ناکامیابی ہو - کیا معلوم یہ حالت کتنی دیر رہے - کل آپ کسی حساب کتاب کے جانچنے کا ذکر فرما رہے تھے - اجازت ہو تو میں جانچ دوں -

نصر اللہ پاشا - جب تم اسی پر جھکے ہوئے ہو کہ آج تمہاری پوری توجہ میری ہی طرف رہے تو بہتر - جاؤ کتابیں لے آؤ میرے پڑھنے لکھنے کے کمرے میں ہیں -

نافذ بے کتابیں لے آئے اور دل لگا کر کام کرنے لگے - پھر اُسکو ختم کر کے کھڑے ہو گئے اور گھڑی کی طرف دیکھکر کہا :-

" دس بج گئے - اب جا کر میں تھوڑی دیر سونے کے وقت تک گھاٹ کنارے ٹہلونگا "

پھر والدین کو سلام کیا اور ماں کو بوسہ دیکر اور ہماری طرف سلام کا اشارہ کر کے باہر چلے گئے -

ولیہ خانم - آج نافذ کو کیا ہو گیا ہے ؟ - کس پر منہ پھلائے ہوئے ہیں ؟

چونکہ نصر اللہ پاشا کی طرف دیکھکر ولیہ خانم نے یہ سوال کیا تھا اسلئے نصر اللہ پاشا ہنسے اور سر ہلا کر کہا :-

"نے مجھے مطلق علم نہیں - یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ نافذ بے نے جو عقل و سنجیدگی آج خرچ کی اُسکا باعث میں ہوں - تم نے دیکھا کہ کس قدر محبت سے اُس نے مجھ سے باتیں کیں اس لئے اگر اُسکا چور کہیں ہے تو تم میں ہے آپس میں تلاش کرو"

ولیہ خانم (ہنس کر) میں تو کسی طرح ہوں نہیں - اس لئے کہ نافذ بے کی مجھے اسقدر ضرورت رہتی ہے کہ اُن سے رنجیدہ ہونے یا اُنہیں رنجیدہ کرنے کا خیال بھی دل میں نہیں گزرتا -

علی بے (مسکرا کر) - نافذ بے بھی عجیب خوش قسمت شخص ہیں - کاش کہ میری بھی لوگوں کو ایسے ہی ضرورت ہوتی!

اب میں بھی جانے کے لئے اُٹھی اس لئے کہ دن بھر کے کام کے بعد بہت تھک گئی تھی اور سونے کے پہلے ایک گھنٹہ چپ چاپ اپنے کمرے میں بیٹھنے کو بھی جی چاہتا تھا - نصر اللہ پاشا سے رخصت ہونے کو گئی اور اُن کے کوٹ کے کنارے کو بوسہ دیا - اُنہوں نے نہایت محبت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مسکرا کر کہا :-

"بیٹی تم نے کیسی اچھی رنگت پائی ہے - گلاب کی طرح سرخ ہو رہی ہو"

میں اور بھی زیادہ شرما گئی اور اس خیال سے کہ میری گھبراہٹ اُن پر ظاہر نہ ہو مُنہ پھیر لیا اُسی وقت میری اور ادہم بے کی آنکھیں چار ہو گئیں - اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ بڑے غور سے میری طرف دیکھ رہے تھے لیکن کچھ بولے نہیں اور میں اسی شش و پنج میں وہاں سے رخصت ہوئی -

باب سوم

دوسرے روز شام کو نافذ بے حرم سرا میں مطلق نہ آئے - علی بے سے معلوم ہوا کہ شہر میں

کہیں اُنکی دعوت تھی - کچھہ دن بعد نافذ بے روز شام کو باہر رہنے لگے اور اگر مکان پر کھانا کھاتے بھی تھے تو فوراً اُس کے بعد پیر اسپ چلے جاتے تھے اور دن کے وقت عموماً سر عسکریت میں رہا کرتے تھے - یہ دیکھکر اُن کی بہنوں کو سخت رنج ہوتا تھا - ولیہ خانم ہنسی ہنسی میں شکایت بھی کرتی تھیں کہ انا طولیہ کے میں سخت خلاف ہوں اس لئے کہ وہاں رہنے کی وجہ سے نافذ بے میں بجائے خوش طبعی اور مذاق کے میرے شوہر کی طرح مدبرانہ سنجیدگی اور مستقل مزاجی آگئی ہے - اور وحیدہ خانم روز خود نافذ بے کی خوشامد کیا کرتی تھیں کہ گھر میں رہیں لیکن بیکار - تھوڑے دن تک یہی حالت رہی یہانتک کہ اب عجیب عجیب باتیں نافذ بے کے متعلق مشہور ہونے لگیں تنجہ سے معلوم ہوا کہ ایک روز ادہم بے اپنی والدہ سے کہہ رہے تھے کہ نافذ بے کی صحبت آج کل ایسی خراب ہو گئی ہے کہ اُس سے اُنہیں سخت نقصان پہونچیگا - پھر کچھہ روز بعد سنا کہ نافذ بے نے قمار بازی شروع کر دی تھی اور بہت مقروض ہو گئے تھے - یہ خبر مجھے شائستہ سے ملی تھی اور اُس نے ادہم بے اور علی بے کو اس کی نسبت گفتگو کرتے سنا تھا - مجھکو اس قسم کی باتیں سُن سُن کر سخت افسوس ہوتا تھا اور یہی فکر رہتی تھی کہ کہیں نصر اللہ پاشا کو یہ حال معلوم ہو گیا تو کیسی ہوگی - ایک روز سہ پہر کے وقت میں کھڑکی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ نصر اللہ پاشا کی کشتی دکھلائی دی - مریم نے جو کہ میرے پاس کھڑی تھی گردن بڑہا کر دیکھا اور کہا -

" کیا نافذ بے آرہے ہیں ؟ پاشا صاحب نے حکم دیا ہے کہ آتے ہی اُنکو میرے پاس بھیج دو - معلوم نہیں کیا کہیں گے "

میں - پاشا صاحب کہاں ہیں ؟

مریم - ملاقات کے کمرے میں - بلا لیہ سے نافذ بے کے بلانے کو کہا تھا -

اُس روز اور کوئی کیفیت نافذ بے کی نسبت معلوم نہ ہوئی اس لئے کہ اُن میں اور اُن کے

والدہ میں جو گفتگو ہوئی اُسکا حرم سرا میں کسی کو علم نہ تھا - لیکن شام کے وقت ادہم بے روز کی بہ نسبت زیادہ سست معلوم ہوتے تے اور بجاے کچہ لکہنے کے جیسا کہ معمول تہا کہڑکی کے قریب کتاب لے کر بیٹہ گئے حالانکہ روشنی سے اِس قدر فاصلہ تہا کہ پڑہنا بالکل ناممکن تہا - نصر اللہ پاشا بہی نہایت خاموش تے اور اخبار بینی میں اسقدر غرق رہے کہ ہم لوگوں کی طرف مطلق التفات نہ کیا - انہیں دونوں پر کچہ منحصر نہیں اُس روز سب کے سب خاموش اور پریشان معلوم ہوتے تے حتی کہ ولیہ خانم کی بہی یہی حالت تہی اور بجاے اس کے کہ روز کی طرح بچوں کے ساتہ کہیل کود میں مشغول ہوں لاپروائی سے محض وقت کاٹنے کی غرض سے ستار ٹنٹناتی رہیں - ہاں صرف خانم آفندی جیسا کہ ہر شب کو اُن کا قاعدہ تہا اپنے ہی خاص کوچ پر رونق افروز تہیں اس کوچ پر بڑے بیش بہا سمور کے ٹکڑے پڑے ہوئے تے جنکی وجہ سے وہ تخت کی طرح شاندار معلوم ہوتا تہا - خانم کی نگاہ زمین پر جمی ہوئی تہی ایک ہاتہ میں تسبیح اور دوسرے میں سلگا ہوا سگرٹ تہا میں انہیں کے قریب لمپ کے سامنے بیٹہی ہوئی ایک پلنگ پوش پر سنہرے گل بوٹے کاڑہ رہی تہی جسے وہ اپنی بیٹی کے لئے بہیجنا چاہتی تہیں - اسی حالت میں میں نے دیکہا کہ وہ ادہم بے کی طرف نہایت متفکر ہو کر دیکہ رہی ہیں - میں نے جو اُدہر نگاہ کی تو معلوم کیا کہ ادہم بے کی نظر مجہ پر تہی اور نہایت دردمندانہ طریقہ سے مجہے دیکہ رہے تے میں ابہی اسپر غور کرنے نہیں پائی تہی کہ ہال سے قہقہہ کی آواز آئی اور ذرا دیر کے بعد نافذ بے مسکراتے ہوئے اندر آئے - حسب معمول اپنی والدہ کے رخسار اور ہاتہ کو بوسہ دیکر باپ کے قریب بیٹہ گئے اور اخبار پڑہنے لگے - لیکن دو چار منٹ کے بعد نصر اللہ پاشا سے نہایت متعجب ہو کر یوں ہمکلام ہوئے :-

" میری فوج کے چند افسر جرمن کی فوج کے معائنہ کے لئے بہت جلد بہیجے جانیوالے

ہیں حالانکہ اناطولیہ سے آئے ہوئے انہیں صرف پانچ مہینے ہوئے ہیں انصاف تو یہ چاہتا ہے کہ ان بیچاروں کو ابھی تھوڑے دن اور یہاں رہنے دیا ہوتا۔

نصر اللہ پاشا۔ (نافذ بے کی طرف کسی قدر سرد مہری سے دیکھ کر)۔ لیکن تمہیں کس بات کا خوف ہے؟ تم تو اسٹاف میں ہو اس لئے تمہیں کوئی نہیں بھیج سکتا۔

نافذ بے (آہستہ سے)۔ بجا ہے۔ لیکن جناب اگر کوشش فرمائیں تو میرا جانا ممکن ہے۔

نصر اللہ پاشا (غور سے دیکھ کر) کیا تمہاری یہی مرضی ہے؟

ولیہ خانم (ستار چھوڑ کر) ممکن نہیں یہ تمہیں کیا سوجھی ہے؟ اماں جان۔ بے آفندی وحیدہ آپ بھی میری مدد کیجئے۔ دو مہینے تو منہ پھولا رہا اب یہاں سے جانے کا ارادہ ہے کیا خوب!

خانم آفندی۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہرگز نہیں جانے پائیں گے۔ کیوں بیٹا تم خوب جانتے ہو کہ یمن کی آب و ہوا سب صوبوں سے زیادہ خراب ہے اور خصوصاً وہاں کا موسم گرما تو نہایت ہی برا ہوتا ہے اس زمانہ میں ہیضہ بری طرح پھیلتا ہے تمہیں یہاں سے جانے کا کیوں اتنا شوق ہے۔

نصر اللہ پاشا۔ یہاں کی قمار بازی سے تو وہاں کا جانا ضرور اچھا ہے۔ لیکن انکی خلاف مرضی میں انہیں یہاں سے نہیں نکالنا چاہتا۔ وہ خود تصفیہ کر لیں کہ کونسی بات بہتر ہوگی۔

میں نے نافذ بے کی طرف نظر کی لیکن چونکہ ایک ہاتھ اُن کا چہرے کے سامنے تھا اسلئے اُس کی کیفیت نہ معلوم ہو سکی ولیہ خانم کی طرح میں بھی چاہتی تھی کہ وہ نہ جائیں لیکن میں

کس شمار میں تھی اور میرا اختیار ہی کیا تھا۔
خانم آفندی اُٹھیں اور میز کے پاس جاکر نصر اللہ پاشا سے کسی قدر کانپتی ہوئی آواز میں یوں مخاطب ہوئیں:۔
"میں نہیں چاہتی کہ نافذ بے پھر یہاں سے جائیں۔ جب تک وہ اناطولیہ میں رہے شاید کبھی ہی اطمینان کے ساتھ میں نے سانس لی ہو برابر فکر اور تردد میں وہ زمانہ گزرا۔ اب یمن جائیں گے تو میں کیسے جیوں گی اور میری کیا حالت ہوگی۔ اُس بیچارے پر اتنی سختی نہ کیجئے کچھ ہی قصور اس نے کیوں نہ کیا ہو تاہم ایسا خراب کبھی نہیں ہو سکتا جس کی وجہ سے وہ ایسی سزا کا مستوجب ہو یعنی یہ کہ ایسی جگہہ آپ اُسے بھیجیں جہاں کہ موت اُس کے لئے تیار کھڑی ہے۔
نافذ بے۔ لیکن میں خود جانا چاہتا ہوں۔ اباجان سے اس سے کوئی تعلق نہیں یہ تو میری استدعا تھی کہ وہ کوشش کر کے یہ جگہہ مجھے دلادیں (اور پھر باپ کی طرف پھر کر) کیوں آفندیم آپ کوشش فرمائیں گے نا؟
نصر اللہ پاشا (آہستہ سے) نہیں نہیں چاہتا کہ تمہاری ماں کے سامنے تمہاری خیر و عافیت کا میں ذمہ دار بنوں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ کوئی خوف کی بات نہیں ہے لیکن خدانخواستہ اگر یمن کی آب وہوا موافق نہ آئی تو میں اس تکلیف و مصیبت کا بانی سمجھا جاؤں گا۔
نافذ بے (اُٹھ کر اور ماں کے شانے پر جھک کر۔ اُس وقت کس قدر خوبصورت معلوم ہوتے تھے) پیاری اماں جان! اس میں خوف کی کون سی بات ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ میرے تین دوست وہاں سے واپس آئے ہیں اُنہیں کسی قسم کی تکلیف گرمی کے موسم میں نہیں ہوئی۔ ماں جانی نا! مجھے جانے دیجئے صرف چار مہینہ کی بات ہے

کئے تو اخبار میں جو خبر اسکے متعلق چھپی ہے اُسے پڑھکر سنادوں۔

خانم آفندی۔ میں ایک نہیں سننے کی۔ تم یہیں رہو۔ اب تم کو ایک جگہ جم کر رہنا چاہئیے میں نہیں چاہتی کہ سر عسکریت کی عمدہ نوکری اس طرح حماقت سے کھو دو۔

نصر اللہ پاشا کسی قدر مسکرائے اور پھر مہربانی سے کہنے لگے :۔

"نافذ۔ اب اصرار کرنا فضول ہے تمہاری ماں ہرگز نہ مانیں گی۔ اس لیئے باقی خوشامد اور پیار کسی اور موقعہ کے لئے رکھ چھوڑو جبکہ تمہیں اور کسی چیز کی ضرورت ہو اور یمن جانیکا ارادہ فسخ کردو۔ میں کبھی نہیں سمجھتا تھا کہ تم اس علت کو بغیر یہاں سے گئے ہوئے نہ چھوڑ سکو گے مجھے سخت تعجب ہے کہ تمہارے پاس اور کوئی علاج نہیں اور یہاں سے بھاگنے میں صرف تم اپنی سلامتی دیکھتے ہو"

خانم آفندی (کسی قدر ترشی سے) : علت کیسی ؟

یہ سنکر نافذ بے کا چہرہ کسی قدر سرخ ہوگیا اور خانم آفندی نے ادہم بے کی طرف کچھ عجیب انداز سے دیکھا۔

نصر اللہ پاشا (لاپروائی سے) یہی پیرامیں دربدر پھرنے کی جسکی وجہ سے وکیہ اسقدر اُداس اور غمگین رہتی ہیں۔ نافذ ! جاؤ شطرنج لے آؤ ایک بازی کھیلیں۔

شطرنج ادہم بے کی کرسی کے پیچھے رکھی ہوئی تھی۔ جب نافذ بے اُسے لینے کے لئے بھائی کے پاس سے گذرے تو اُن سے کچھ آہستہ سے کہا جس کے جواب میں ادہم بے نے صرف اپنے شانے ہلائے۔ نافذ بے ذرا دیر کھڑکی کے پاس ٹھہرے اور جب روشنی میں واپس آئے تو بہت زیادہ متفکر اور مغموم معلوم ہوتے تھے

نافذ بے۔ آؤ وکیہ کوئی اچھی سی دلچسپ چیز بجاکر سناؤ اور وحیدہ تم ذرا باجے کے ساتھ گاؤ۔ چونکہ تمنے مجھکو یہاں رہنے پر مجبور کیا ہے اس لئے میرا دل بہلانا ضرور چاہیئے

ساتھ ہی وہ پیادے بھی نکالتے جاتے تھے لیکن ایسی لاپروائی سے کہ انکو خود نہیں معلوم تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں - بہرحال شطرنج شروع ہوئی اور ادھر انکی بہنوں نے گانا شروع کیا - اس طرح کوئی پندرہ منٹ گذرے ہونگے - میں دل ہی دل میں غور کر رہی تھی کہ نافذ بے کو کس قسم کی تکلیف تھی جس کی وجہ سے وہ مکان سے جانا چاہتے تھے اور ابھی اسکا خاطر خواہ جواب نہیں سوجھا تھا کہ نصر اللہ پاشا نے سامنے سے شطرنج ہٹادی اور اپنی لڑکی سے کہنے لگے

" آج سب کو کیا ہوگیا ہے ؟ تم دونوں آج نہایت بے دلی سے گا رہی ہو اور نافذ بھی بہت بُری طرح سے کھیل رہے ہیں - یہ کام کی بات نہیں - تم میں سے ایک جاؤ اور لونڈیوں کو بُلا لاؤ کہ آکر ناچیں - پیاری ہاجرہ! جاؤ پوشاک بدل آؤ تمہاری طرح یہاں کوئی بھی نہیں ناچ سکتا"

جب میں تعمیل حکم کے لئے جانے لگی تو نافذ بے شطرنج لئے ہوئے میرے پاس سے گذرے اور ہماری آنکھیں چار ہوئیں - اُن کی نگاہ میں کچھ ایسا اثر تھا کہ شرم سے میرے چہرے کا رنگ پیشتر کی طرح گلگوں ہوگیا اور میں جلدی سے کمرے کے باہر چلی گئی - لیکن نافذ بے بھی میرے پیچھے پیچھے آئے اور جب میں ہال میں پہونچی تو وہ میرے بالکل قریب تھے -

نافذ بے - بوا اور لونڈیوں سے کہدو اباجان آج ناچ دیکھنا چاہتے ہیں -

پھر میری طرف مڑکر عجیب رکاوٹ سے پوچھا -

" کیا تمہارا بھی ناچنے کا ارادہ ہے ؟ "

میں - جی ہاں - کیا آپنے پاشا صاحب کا حکم نہیں سُنا ؟

نافذ بے - میں نے کبھی تمہیں ناچتے نہیں دیکھا لیکن خیال کر سکتا ہوں کہ بڑی نزاکت اور دل ربائی سے ناچتی ہوگی خصوصًا اُس شخص کے لئے جو -

اتنا کہکر وہ یکایک خاموش ہوگئے اور میری طرف نہایت افسردگی سے دیکھنے لگے -

نافذ بے (تھوڑی دیر بعد) میری تو خدا سے دعا تھی کہ میں اُسوقت تک مکان نہ آیا
ہوتا جب تک کہ تمہاری شادی نہ ہولیتی اور تم یہاں سے ہمیشہ کے لئے چلی نہ گئی ہوتیں - اماجان
اب تم کو زیادہ روز یہاں نہیں رکھیں گی - تم اپنی شادی جلد کرلو - کاش تمہاری شادی
ہونے تک میں اناطولیہ ہی میں رہا ہوتا تو ایسی حماقت ہرگز نہ کی ہوتی جیسی کہ اب کی ہے
میں نے اپنے آپ کو اتنا موقع نہ دیا کہ اُنکی گفتگو پر غور کرتی کیوں کہ مجھے خوف تھا کہ نافذ بے کے
الفاظ کہیں ایسے معنی پیدا نہ کردیں جنہیں میں پوری طرح سمجھنا نہیں چاہتی تھی - اس لئے
میں نے جلدی سے بات چیت شروع کردی -

میں - میں بڑی خوش ہوں کہ آپ نہیں جاتے -
اسقدر کہنے پائی تھی کہ نافذ بے کے چہرے سے خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے -
میں نے شرما کر نظر نیچی کرلی -

نافذ بے - کیا سچ کہتی ہو ؟ تو جانے کے بعد میں تمہیں یاد آتا ؟

میں (بے بس ہو کر) ہم سب کے سب ضرور آپ کو یاد کرتے - ادہر آپ کے زیادہ باہر
رہنے سے والدہ خانم سخت غمگیں رہتی تھیں -

نافذ بے (میری طرف جھک کر) - اور تم ؟ کیا تمہاری بھی یہی خواہش تھی کہ میں مکاں پر
زیادہ رہتا ؟ کیا تمنے کبھی اپنے دل سے پوچھا تھا کہ میں کیوں اتنا باہر رہتا ہوں ؟ -
میں جواب دینے نہ پائی تھی کہ ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور ادہم بے آموجود ہوئے -
نافذ بے نے متنفر ہو کر اُنکی طرف دیکھا دونوں کی خشم آلودہ آنکھیں چار ہوئیں - لیکن وہ ہمکلام
نہ ہوئے - ادہم بے اوپر چلے گئے اور نافذ بے ڈرائنگ روم میں واپس گئے - میں ادہم بے
کے پیچھے پیچھے گئی اور اپنے کمرے میں داخل ہوگئی - ناچ شروع ہونے کے پہلے
اگر میں جانا چاہتی تو صرف اس قدر وقت باقی تھا کہ کپڑے بدل سکتی تھی لیکن اُس وقت

میں نے اس کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور ایک کرسی پر بیٹھکر نافذ بے کی گفتگو پر غور کرنے لگی پہلا شک جو میرے دل میں گزرا تھا اُسے تو میں نے کسی طرح بڑی فکر اور بحث کے بعد رفع کیا۔ اس سے تو اب کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا تھا کہ نافذ بے مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے لیکن ساتھ ہی اس عقیدہ پر بھی نہایت ثابت قدمی سے جمی رہی کہ یہ محض اُن کا دورہ خیال تھا جو ہمیشہ قایم نہیں رہ سکتا اور بہت جلد کافور ہو جائیگا۔

میں یہی سوچتی تھی کہ میں ہوں کیا؟ نافذ بے کی کھلائی کی نواسی۔ اور اس لئے مجھے یقین نہیں ہوتا تھا کہ وہ مجھے چاہتے ہونگے۔ دوسرے اُنکی نگاہ اور بات چیت بھی صاف صاف نہیں بتلاتی تھی کہ اُنکے دل میں کیا ہے۔

نافذ بے کے خیالات کے متعلق یہ تصفیہ کر کے میں اپنے دل کی کیفیت دریافت کرنے کے لئے تیار ہوئی۔ اُس روز تمام دن میں اسی فکر میں تھی کہ نصر اللہ پاشا اور نافذ بے کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اور جس کا ذکر مریم نے کیا تھا اُس کا کیا نتیجہ ہوا اور شام کو اُنکے یمن جانے کا حال سنکر تو میرے دل کی یہ حالت ہوئی کہ گویا کسی نے من بھر کا پتھر اُسپر رکھدیا جس کے بوجھ سے اُس کے کچلنے میں بہت تھوڑی کسر رہگئی تھی۔ میرے دل میں اب یہ سوال پیدا ہوا کہ بجائے نافذ بے کے ادہم بے کے جانے کا اگر ذکر ہوتا تو کیا اسی قدر تب بھی میرے دل پر اثر ہوا ہوتا؟ اور مجبوراً یہ ماننتے ہی بنی کہ نافذ بے کے چار مہینے کے لئے جانے کا سنکر جو کیفیت میری ہوئی تھی وہ قطعی طور پر صرف اُس حالت میں ہونا ممکن تھی کہ ادہم بے کسی خوفناک پُر از خطر اور دور و دراز سفر پر بیس برس کیلئے جاتے۔ اس کے بعد تو شک و شبہ کا کوئی موقعہ ہی نہ رہا نافذ بے کسی نگاہ سے مجھے دیکھتے ہوں میں تو دل و جان سے اُن پر فریفتہ تھی اور غالباً تمام عمر ایسی ہی رہونگی۔ اس امر کا یقین ہوتے ہی میں نے اپنا منہ ہاتھوں سے چھپالیا اور بیساختہ رونے لگی۔ میرے لئے

یہ بڑی شرم کی بات تھی اِس سئے کہ اکثر عشق و محبت پر خانموں اور لونڈیوں کو گفتگو کرتے میں نے
سنا تھا اور اُن سب کی راے تھی کہ جو عورت مرد پر عاشق ہو اُس میں مطلق شرم وحیا نہیں ہوتی -
حتی کہ ایک بیاہی ہوئی عورت اپنے شوہر سے بھی اظہار الفت و محبت کرے تو اپنے ہمجلیسوں کی
نظروں میں کسی قدر ہلکی ہوجائیگی - اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک نوجوان ناکتخدا لڑکی کی نسبت
ایسی حالت میں کیا راے ہوگی - میں نے اور ایک بار اپنی طبیعت کو سمجھانے کی کوشش کی کہ
میں غلطی پر ہوں اور میرے دل میں نافذبے کے متعلق سواے شکرگزاری اور احسان مندی کے
خیالات کے اور کسی قسم کا خیال نہیں لیکن یہ معاملہ اب حد سے زیادہ تجاوز کرگیا تھا میری طبیعت نے
نہ مانا اور میں اپنی کوشش میں ناکامیاب رہی - ہاے میں نے محبت کا اقرار کیا کیا کہ اس
موذی عشق کے لئے اپنے دل کے دروازے کھولدئے اُسی وقت ایک آن واحد میں اُسنے
پورا قبضہ کرلیا - اگر خانموں کو یہ حال معلوم ہوا تو کیا کہیں گی ؟ جس حقارت اور بےقدری
کی نظر سے وہ مجھے دیکھیں گی اُس کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے پھر گئی اور میں اسی
خیال میں غرق تھی کہ باجے کی آواز میرے کان میں آئی - لونڈیوں نے ناچ شروع کردیا تھا اور
گو میں ازحد چاہتی تھی کہ نہ جاؤں اور اپنے ہی کمرے میں رہوں تاہم جس حیثیت سے کہ میں اُس خاندان
میں رہتی تھی میرا شریک ہونا ضروری تھا - جلدی سے اُٹھکر بڑی تیزی سے میں نے پوشاک بدلی اور
دوڑکر نیچے اوتری - باجا بجانے والے اپنے خوبصورت لباس میں ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے
لوہاور تنہا پیاڑی ناچ ناچ رہی تھی اور باقی لونڈیاں کھڑی ہوئی تہیں - گو لوہاور کے خوبصورت ہونے
میں مجھے کبھی انکار نہ تھا تاہم اس وقت اُسکا حُسن اور بھی دوبالا ہوگیا تھا - ناچ کی پوشاک
اُسے بہت ہی بھلی معلوم ہوتی تھی - اوپر کے جسم کا سفید باریک لباس - البیلے پن سے ایک
خوبصورت شال کمر سے لپٹی ہوئی جوکہ پیک حسن کیلئے تازیانہ بن رہی تھی - مخمل کا خوش نما پائجامہ
ٹخنوں کے پاس سنہرے فیتے سے بندھا ہوا - اِن سب نے ملکر اُسکے سڈول رسیلے جسم کو عجیب دلفریب

بنا رکھا تھا۔ مرغ دل کے گرفتار کرنے کیلئے دام زلف اسقدر دراز کہ جب اُس نے ناچنے والیوں
کی رسم کے مطابق اپنے گیسو کھولے تو زانوؤں کا بوسہ لیتے تھے۔ ناچ میں وہ بانکپن کہ آتش رشک
میرے دل میں سلگنے لگی۔ لیکن ابھی اُسے اچھی طرح محسوس کرنے بھی نہیں پائی تھی کہ بالکل سرد
ہو گئی اور میں کمرے کے دوسرے حصہ کی طرف مخاطب ہوئی۔ نصر الصد پاشا اپنی بی بی کے پاس
کوچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ نا فذبے ولیہ خانم کی کرسی پر جھکے ہوئے کھڑے تھے۔ اُنکے لبوں پر تبسم تھا
اور ظاہرا اُس وقت وہ اپنی تکلیفوں کو بالکل بھولے ہوئے تھے۔ ذرا آگے بڑھکر وحیدہ خانم
اپنے سب سے چھوٹے بچے سے کھیل رہی تھیں اور اُنکے شوہر جو کہ ناچ شروع ہونے
کے بعد آئے تھے کھڑکی کے پاس کھڑے ہوئے ادہم بے سے باتیں کر رہے تھے۔

نافذ بے (مجھسے مخاطب ہو کر اور مسکرا کر) تمنے آنے میں بے انتہا دیر کی۔ سب نا امید
ہو چلے تھے کہ اب تم نہ آؤگی۔ لو فوراً شروع کر دو اور تم اور بوہادر ملکر ناچو

میں بوہادر کے ساتھ ہو گئی لیکن اُسوقت مجھے ناچنے میں کسی قدر شرم اور ہچکچاہٹ
معلوم ہوتی تھی۔ پہلے بھی اکثر میں ناچی ہوں لیکن آج ہر ایک انداز اور ادا نرالی تھی اور ہر ایک
حرکت کے کچھ علیحدہ ہی معنی معلوم ہوتے تھے پھر نافذ بے کی تھوڑی دیر کی گفتگو بھی مجھے
یاد تھی۔ بوہادر ناچتے وقت میری ہم آغوشی سے قصداً بچتی رہی اور زیادہ نزدیک نہیں
آتی تھی حالانکہ جس قسم کا ناچ ہم ناچ رہے تھے اُس میں یہ ایک ضروری امر تھا۔ یہ دیکھ کر
مجھے بھی دنیا کی ظاہرداری اور دورنگی کا خیال ہوا اور سوچنے لگی کہ اگر عشق و محبت کا محض ذکر
کرنا شرم کی بات ہے تو پھر یہ ہے کہ محض دکھانے کے لئے ناچ کے قاعدوں کے
مطابق اس قسم کی الفت و پیار کی ظاہرداری کیوں برتی جائے۔ اس لئے جب اور لونڈیاں
ناچنے کے لئے ہماری شریک ہوئیں تو مجھکو بے انتہا خوشی ہوئی۔ اور اس مخمصہ سے مجھے
نجات ملی۔ لیکن شرم سے اُسوقت میرا چہرہ تمتمایا ہوا تھا اور اس قدر جلد جلد رنگ بدلتا تھا کہ

جب میں لوبا ور کے ہمراہ دف لے کرنا چنے گانے والوں کے لئے روپیہ جمع کرنے لگی تو
خانم آفندی کی نظر مجھہ پر پڑی اور میری حالت دیکھکر پوچھنے لگیں :-
"کیوں بیٹی خیر تو ہے - مکھڑا اسقدر سرخ کیوں ہے ؟ شاید ناچتے ناچتے تھک زیادہ گئی ہو"
میری اُس وقت یہ کیفیت تھی کہ یہ بھی یاد نہیں میں نے کیا جواب دیا دبی آواز سے کچھہ
کہکر خاموش ہوگئی اور ادہم بے کے سامنے دف پیش کی اُنھوں نے بلاکسی طرف دیکھے
ہوئے ایک اشرفی اُس میں ڈالدی لیکن علی بے نے مسکراکر کہا :-
"ناجرہ ہاتھ پھیلاتے شرماتی ہیں (پھر میری طرف دیکھہ کر) میری خدا سے دعا ہے کہ تم کو کبھی مانگنے
کی ضرورت نہ ہو اور اگر ہو بھی تو اسی طرح مذاقیہ جیسے کہ آج لیکن ایسی حالت میں ذرا اس کا
خیال رہے کہ چہرے سے اسقدر شرم نہ ٹپکتی ہو جتنی اس وقت"
میں ہنسنے لگی اس لئے کہ علی بے کے ساتھہ میں نہایت بے تکلفی سے گفتگو کیا کرتی تھی
ہم دونوں میں بڑی دوستی تھی اور جس روز سے میں اناطولیہ سے آئی تھی تب ہی سے
ہمارا بھائی بہن کا سا برتاؤ تھا -
میں - لیکن آپ کے آگے ہاتھ پھیلانے میں مجھے مطلق عار نہیں چونکہ مجھکو کامل
یقین ہے کہ آپ سے کچھہ نہیں ملنے کا -
علی بے - (ہنسکر) - وہ دہوکا کھایا - میرے پاس اس وقت ایک ہی اشرفی ہے جو کہ
تمھاری نذر ہے - لیکن بڑی عنایت ہو اگر لوبا ور کو میرے پاس نہ آنے دو کیونکہ میں اُسے
کچھہ نہیں دینے کا اور ایسے موقع پر وہ کچھہ ایسی حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے کہ مارے
شرم کے پسینے پسینے ہوجاتا ہوں - مگر خیر تو ہے ؟ آج وہ بے طرح غصہ میں بھری
ہوئی معلوم ہوتی ہے -
میں نے متعجب ہوکر لوبا ور کی طرف دیکھا اسلئے کہ اُسوقت وہ مجھکو بڑی خشم آلودہ

نگاہ سے دیکھ رہی تھی۔ مجھے شبہ ہوا کہ شاید میں جو علی بے سے باتیں کر رہی تھی اسلئے اُس کو رشک ہوا ہو۔ مگر اگر جو دیکھتی ہوں تو نافذ بے بھی مجھ ہی پر نظر جمائے ہوئے ہیں میں شرما کر کسی قدر پردے کی آڑ میں ہو گئی۔

میں۔ مجھے نہیں معلوم۔ بوہا در حسین ہے کہ نہیں؟

علی بے۔ ہاں بُری نہیں ہے لیکن تندخو بہت معلوم ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو گویا میں عورتوں کو پہچانتا ہی نہیں۔ مجھکو بیچارے نافذ پر نہایت رحم آتا ہے اگر انہوں نے اُس سے شادی کر لی تو بڑی مٹی پلید ہوگی۔

میں (کسی قدر تعجب کے ساتھ)۔ آپ کی کیا راے ہے؟ کیا نافذ بے اُس سے شادی کریں گے؟۔

علی بے۔ میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا اور جہانتک مجھے معلوم ہے خود نافذ بے نے اس کے متعلق کوئی راے قایم نہیں کی ہے۔ اناطولیہ جانے کے پہلے وہ ضرور بوہا ور سے بہت ہی خوش تھے اور یہ تم بھی جانتی ہو کہ اُنہوں نے ٹھان لی ہے کہ بلا لڑکی دیکھے ہوئے کہیں شادی نہ کرینگے۔ اس صورت میں یہ ضرور ہے کہ سواے لونڈی کے اور کون اُن کو ملے گی۔

بوہا ور (علی بے سے مخاطب ہو کر)۔ آپ کو مطلق لحاظ نہیں ہے اس طرح ہاجرہ کو باتوں میں نہ لگایا کیجئے۔ ناچنے والیاں چلی جا رہی ہیں اور ان کو ابھی ایک حبہ بھی نہیں ملا۔ (میری طرف پھر کر) جو کچھ ملا ہے جلدی سے اُنہیں دیدو ورنہ وہ سمجھیں گی کہ تم آپ اُسے رکھنا چاہتی ہو۔

میں نے کمرے میں چاروں طرف نظر کی تو دیکھا کہ نصر اللہ پاشا جانے کے لئے اُٹھ رہے ہیں جلدی سے آگے بڑھ کر میں نے سلام عرض کیا اور اپنے کمرے میں چلی آئی سو وہاں

پہونچ کر بیسیوں بار اپنے دل سے سوال کیا کہ نافذ بے کو مجھ سے سچی محبت تھی یا نہیں یا مجھ سے بھی وہ اسی طرح پیش آتے تھے جیسا کہ بوہادر کے ساتھ شروع شروع میں برتاؤ کرتے تھے اور جس کا نتیجہ ایسا خراب ہوا - اسی شش و پنج میں مجھے نیند آگئی اور میں بے خبر سو گئی - دوسرے روز علی الصباح ایک لونڈی نے مجھے آکر جگایا اور یہ خبر سنائی کہ نصر اللہ پاشا تین روز میں دیہات جائیں گے اس لئے ہم سب کو وہاں جاکر مکان وغیرہ کی صفائی کرنی چاہیئے - یہ سنتے ہی میں اُٹھ بیٹھی اور جلدی سے کپڑے پہن نیچے جا پہونچی - دیکھا تو لونڈیاں سب تیار تھیں اور ولیہ خانم جو ہمارے ہمراہ جانے والی نہیں نافذ بے کی مدد سے اپنی نقاب ٹھیک کر رہی تھیں - نافذ بے نقاب اپنی جگہ پر رکھنے کی سوئیاں لئے ہوئے کھڑے تھے اور جوں ہی ولیہ خانم نقاب کو اپنی طبیعت کے مطابق درست کر لیتی تھیں وہ اُسے پھر ٹیڑھا کر دیتے تھے -

میں باہر برآمدہ میں جاکر کھڑی ہو گئی اور اپنے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگی - تھوڑی دیر بعد نافذ بے اپنی بہاوج سے علیحدہ ہو کر میرے پاس آئے - میں نے آنکھ اُٹھا کر بڑی لجیائی ہوئی نگاہ سے اُنہیں دیکھا - نہایت ہی غمگیں اور افسردہ معلوم ہوتے تھے حالانکہ ابھی پانچ منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ میں اُنہیں ہنستا چھوڑ کر آئی تھی - آئے تو سہی لیکن جنگلے سے لگ کر اس طرح کھڑے ہو گئے گویا اُنہوں نے مجھے دیکھا ہی نہیں - میں نے مکان میں جانے کے لئے قدم اُٹھایا تو وہ پھر کر میری طرف مخاطب ہوئے اور نہایت تندی سے پوچھا :-

"کہاں جاتی ہو؟ للّٰہ میرے ساتھ اس طرح پیش نہ آیا کرو - تم تو اس طرح مجھ سے جان چراتی ہو جیسے کوئی بچوں یا بدمعاشوں سے بچتا ہو - انصاف شرط ہے - کم از کم اتنا تو ضرور کرو کہ میری نسبت اپنی رائے اُس وقت تک خراب مت کرو جب تک تم کو اُس کے

خلاف کوئی ثبوت نہ ملے - ادہم بے بہی آخر انسان ہی ہیں یہ کچہہ ضرور نہیں کہ بغیر کسی قسم کے ثبوت کے جو کچہہ وہ کہیں اُسے سچ سمجہہ لو"

مین متحیر ہو کر کہڑی ہو گئی اور پہر جہانتک رعب و شان سے ممکن ہو سکا جواب دیا -

میں - جو کچہہ آپ اپنی زبان سے اپنی نسبت فرمارہے ہیں میرا کبہی ایسا خیال نہ تہا اور نہ ہے اور نہ ادہم بے نے کبہی کوئی بات آپ کے خلاف مجہسے کہی - دوسرے وہ آپکا ذکر مجہسے کرنے ہی کیوں لگے ؟

نافذ بے - (کچہہ سوچتے ہوئے) درست ہے - تم "کیوں" نہ کہوگی تو اور کون کہیگا ؟ (پہر میری طرف غور سے دیکہکر) لو سچ بتاؤ - کیا واقعی ادہم بے نے تم سے نہیں کہا ہے کہ مجہہ سے ہوشیار رہنا ؟

میں (گرم ہو کر) - ہرگز نہیں - اور میں آپ سے پوچہتی ہوں کہ وہ کیوں ایسا کرنے لگے ؟ کیا کوئی نقصان آپ مجہے پہونچانا چاہتے ہیں ؟ •

یہ سنتے ہی نافذ بے کا چہرہ یکایک خوشی سے منور ہو گیا -

نافذ بے - اچہا اُنہوں نے کچہہ نہیں کہا ہے تو تم کیوں اس قدر مجہسے بہاگتی ہو ؟

یہ سوال سنکر میں شرما گئی اور حسب معمول میرا چہرہ رنگ بدلنے لگا - نافذ بے کو یہ کیفیت دیکہہ کر ظاہراً صبر اور اطمینان ہوا اور خوشی سے باچہیں کہل گئیں پہر جنگلے سے لگ کر کہڑے ہو گئے اور میرے جواب کا انتظار نہ کرکے جس سے معلوم ہوتا ہتا کہ وہ نہیں چاہتے تہے کہ اُنکے سوال کا میں جواب دوں اس طرح ہمکلام ہوئے :-

"کل رات جو تمہاری نسبت میرے دل میں خیالات تہے اُن کا ابہی میں نے ذکر کیا ہے یا نہیں ؟ نہیں - تو لو اب سن لو - بقول شخصے - ع

آفتِ جاں ہتا ترا اے سرو گل اندام رقص

جیسا میں سمجھتا تھا کس دلربائی سے رات تم ناچتی تھیں ! ہر ایک ادا میں کس غضب کا جادو بھرا تھا اور کیا کچھ افسوں گری تھی ! کیا تمہیں سحر و جادو میں بھی کچھ دخل ہے ؟ ساحرہ تو نہیں ہو؟ کاش کہ ہوتیں تو جو جو دقتیں مجھے درپیش ہیں وہ سب کس آسانی سے طے ہو جاتیں !" آخری الفاظ کسی قدر افسردہ دلی سے کہے گئے تھے لیکن ایک لحظہ بعد اُن کا چہرہ پھر بشاش ہو گیا اور کہنے لگے :-

" آج سب لونڈیوں کے ساتھ تم جا رہی ہو - میں چاہتا ہوں کہ وہ تمکو کام کرنے پر مجبور نہ کریں - تم لونڈی نہیں ہو اس لئے انصاف یہی چاہتا ہے کہ تم سے کام نہ لیا جائے "

میں - (کسی قدر نفرت کے ساتھ) کیوں ؟ کس لئے کام نہ لیا جائے ؟ اگر میں اس وقت تک اپنے گانو میں ہوتی تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہاں بیکار بیٹھی مکھیاں مارا کرتی ؟

نافذ بے (نہایت شگفتگی سے ہنسکر) - نہیں نہیں - وہاں تو غالبًا ابتک تمہاری شادی بھی ہو گئی ہوتی اور شکم پروری کے لئے بڑی محنت کرنی پڑتی - لیکن اگر ایسا ہوا ہوتا تو ہم دونوں کے حق میں غالبًا بہت ہی اچھا ہوتا -

میں نے دل میں تصفیہ کر لیا تھا کہ اُنکی اس قسم کی باتوں کا مطلق لحاظ نہ کروں گی اس لئے بڑے ذوق و شوق سے میں نے صرف یہ کہا :-

" ہمارا گاؤں نہایت ہی خوبصورت ہے کبھی آپ اُس طرف تشریف لیگئے ہیں ؟

نافذ بے - کہہ نہیں سکتا - کس طرف یہ گاؤں ہے ؟

میں - (گرمجوشی سے) اُسے کیش آغاز کہتے ہیں اور وہ ٹھیک کوہ قبجت کے دامن میں واقع ہے -

نافذ بے صحیح ہے - ایک بار وہاں جانے کا مجھے اتفاق ہوا ہے - میری پلٹن جب

زمانہ میں آئیڈین میں مقیم تھی تو میں نے ایک ہفتہ کی رخصت شکار کھیلنے کے لئے لی تھی اور ایک شب اُسی گاؤں میں قیام کیا تھا۔

میں۔ اسے کتنا عرصہ ہوا؟

یہ سوال میں نے اِس وجہ سے کیا کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید میرے وہاں سے آنے کے پہلے نافذبے اُس گاؤں میں گئے ہوں اور مجھے ایسا یاد بھی ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ میرے وہاں رہتے چند فوجی افسرات کو گاؤں میں ٹھہرے تھے اور دوسرے روز علی الصباح چلے آئے تھے۔

نافذبے۔ کوئی دو برس ہوئے۔ میں ایک شیخ کے مکان پر سویا تھا جو وہاں مدرس تھے وہ بزرگ بھی اپنی وضع کے ایک ہی شخص تھے اور بڑی خوبی کے آدمی تھے۔

میں (خوشی سے)۔ یہ شیخ سلیمان تھے۔ اگر انکو معلوم ہوجاتا کہ آپ کون ہیں تو محض اس وجہ سے کہ آپکے ذریعہ سے اُنہیں میری خیر وعافیت دریافت ہوسکے گی وہ نہایت ہی خوش ہوگئے ہوتے میں کسی طرح اُنہیں خط بھیج سکتی تو کیسا اچھا ہوتا!

نافذبے (شفقت سے میری طرف دیکھکر)۔ ہاں۔ ہاں۔ لکھو۔ میں اپنے کسی ساتھی افسر کے پاس آئیڈین بھیجدوں گا اور وہ وہاں سے اُن بزرگ تک پہونچا دینگے۔

میں۔ (نہایت مشکور ہوکر) کیا واقعی آپ میرا خط بھیجدینگے؟ کس زبان سے آپکی عنایتوں کا شکریہ ادا کروں۔ آپ میرے بڑے مہربان حال ہیں۔

نافذبے نے منہ پھیر لیا اور جو تبسم کہ اُنکے لبوں پر اُسوقت تھا غائب ہوگیا۔

نافذبے (آہستہ سے) کیا سچ کہتی ہو؟ مجھے تو خوف ہے کہ میری مہربانیاں کہیں کسی کے رنج ومصیبت کا باعث نہوں۔ لو پیاری خدا حافظ! تمہارے ساتھی وہ آرہے ہیں۔

یہ کہکر نافذبے نے میرا سر پیار سے چھوا اور رخصت ہوئے۔ میں اسوقت فرط خوشی سے مدہوش تھی۔ خدا نے وہ دن دکھایا کہ میں اپنے پرانے رفیقوں کو خط لکھ سکونگی۔ خیال ہی خیال میں

میں نے ایک نہایت خوشنما اور دلچسپ تصویر کھینچی - میرا خط پاکر لوگوں کا تعجب کرنا ہمسایوں کا اُسے سننے کیلئے جمع ہونا اور پھر اُسکے ہر فقرے پر رائے زنی اِن سب سے دل مالا مال تھا اور اُس روز تمام دن اسی خیال میں محو رہی کہ جب خط لکھنے بیٹھوں گی تو کسقدر خوشی مجھے ہوگی -

اُس روز ہم لوگوں نے دیہات جا کر وہاں کے رہنے کا مکان صاف کیا - کام سے فارغ ہوکر سہ پہر کے وقت باغ میں جا کر بیٹھے تاکہ واپس آنے سے پہلے کسیقدر آرام کرلیں - لیکن یوہاور باغ کے دروازے ہی پر کھڑی رہی اور بیٹھی نہیں - اُسکا چہرہ زرد ہو رہا تھا اور اُسکی آنکھوں میں بڑے بڑے سیاہ حلقے پڑے ہوئے تھے -

یوہاور (میرے قریب آکر اور خلاف معمول نہایت مہربانی سے) - کیوں ہاجرہ شہر سے تو ہمکو جلد آنا ہے چلنے سے پہلے حمیدہ سے ملوگی یا نہیں ؟

میں - (نہایت اشتیاق سے) حمیدہ کے دیکھنے کو دل تو بہت چاہتا ہے لیکن معلوم نہیں خانم آفندی اجازت دینگی یا نہیں -

یوہاور - ضرور خوشی سے اجازت دینگی میں اُنسے کہوں گی لیکن شرط یہ ہے کہ مجھے بھی تم ساتھ لے چلو اِس لئے کہ میں بھی ذرا باہر جانا چاہتی ہوں -

میں - (خوش ہوکر) - بیشک ساتھ لے چلونگی اِس لئے کہ خانم آفندی مجھے ہرگز اکیلا نہیں چھوڑنے کی -

قنچہ - ہم میں سے چار پانچ اور ملکر جا سکتے تو کیسا اچھا ہوتا مدت سے میں بھی باہر نہیں نکلی ہوں -

یوہاور - (قنچہ کی طرف بڑی رکھاوٹ سے دیکھکر) یہ ممکن نہیں - اس ہفتہ کیلئے تم خزینہ دار ہو[۵۱]

---

۵۱ خزینہ دار اُستا امیر ترکی خاندانوں میں وہ عورت ہے جسکے سپرد علاوہ اور کاموں کے حرم سرا کے خرچ و اخراجات کی نگرانی وغیرہ بھی ہوتی ہے اصل میں تو حرم سرا کا انتظام مکان کی خانم کے متعلق ہوتا ہے لیکن خزینہ دار اُسکی مددگار

ہوا کرتی ہے-

اور ابھی سب صندوق ویسے ہی بند کرنے کو پڑے ہیں۔ اس صورت میں تمہیں باہر جانے کی اجازت کیونکر مل سکتی ہے؟

شائستہ (مسکراکر)۔ لیکن مجھے تو کچھ کرنا نہیں ہے۔ ہاجرہ مہربانی ہو جو مجھے ساتھ لے چلو۔

لوہادر (غصہ ہوکر) بس یہی تو بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔ جہاں کسی نے کوئی تجویز کی اور دوسرے اس میں شریک ہونے کے لئے مستعد ہو گئے۔ خانم آفندی نہیں چاہتیں کہ سب کے سب ایک ساتھ جائیں اس سے مکان میں نظر بد آنے کا خوف ہے۔

شائستہ (طنزاً)۔ اسقدر لال کیوں ہوتی ہو اگر تمنے کوئی خفیہ منصوبے باندھے ہیں تو میں ہرگز بارج ہونا نہیں چاہتی۔ چین سے جاؤ میں تمہیں ساتھ لیجانیکی تکلیف ندونگی۔

لوہادر۔ (چہرہ کسیقدر تمتایا ہوا) اس حماقت کے کیا معنے؟ تمہارا دل چاہے چلو مجھے کیوں انکار ہونے لگا؟

شائستہ۔ نہیں میں نہیں جاتی۔ کوئی اندھا نہیں ہے جو اتنا بھی نہ پہچانے کہ میرا جانا لوگوں کو بُرا معلوم ہوگا۔

لوہادر نے جواب ندیا اور چلی گئی۔ اُسکے جاتے ہی اُسکے ساتھیوں نے قہقہہ لگایا۔

شائستہ (میری طرف مخاطب ہوکر) کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

میں۔ (لاپروائی سے)۔ مجھے ٹھیک نہیں معلوم۔ غالباً حمیدہ کے ہاں۔

مریم۔ نہ۔ کبھی نہیں۔ میں جانتی ہوں کہاں جاؤگی۔

بنذزر۔ تم تو سب کچھ جانتی ہو۔ اچھا بتاؤ کہاں؟

مریم۔ کسی شیخ کے پاس تعویذ کے لئے۔

میں۔ تعویذ کسے چاہئیے؟ مجھے یا لوہادر کو؟ اور اُسے لیکر کیا کرینگے؟

مریم - پہنچگے - تم نہیں - بوہاور - تاکہ نافذ بے اُس سے محبت کریں اور شادی کرلیں -
قنجہ - (ہنسکر) - خوب سمجھیں - میرے نزدیک تمہارا قیاس صحیح ہے - بیچاری پانچ مہینے سے بہت ہی اوداس رہتی ہے اِس لئے نہایت قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے یہ آخری تدبیر کامیابی کی سوچی ہے -
شائستہ - ہاجرہ کیا واقعی کسی شیخ کو تم جانتی ہو؟
میں - ہاں ایک سے واقف ہوں ؟
شائستہ - کیسا شخص ہے ؟ کبھی اُس نے تمہاری نسبت بھی کوئی پیشین گوئی کی ہے ؟
میں نے سب حال اپنی نانی کی علالت کے وقت شیخ موسیٰ کے ہاں جانے اور اُنکی بات چیت کا کہہ سنایا - جسوقت میں یہ بیان کر رہی تھی بوہاور بھی آگئی اور میری باتیں سننے لگی
بوہاور (کچھہ سوچتی ہوئی) - تمہاری نسبت جو الفاظ شیخ موسیٰ نے استعمال کئے وہ نہایت تعجب خیز ہیں - اُنکا کیا منشا ہوسکتا ہے ؟
اس درمیان میں ولیہ خانم بھی آگئیں اور میری کہانی سنی -
بوہاور - میرے نزدیک تو اُن کا یہ مطلب تھا کہ کوئی شخص تم سے شادی کی خواہش کرے گا اور تم انکار کروگی معلوم نہیں وہ کون ہوگا - اور تم کو کس وجہ سے اُسکے ساتھہ شادی کرنے سے انکار ہوگا -
مریم - بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے اور کیونکر ممکن ہے - ہاجرہ سے پوچھے ہی گا کون - اُنکی شادی کا بندوبست تو بالکل خانم آفندی کے ہاتھہ میں ہوگا -
ولیہ خانم (مسکراکر) درست ہے اور میرے نزدیک تو دولہا بھی ٹھیک کرلیا گیا ہے لیکن شاید ہاجرہ کو وہ پسند نہ ہو -

بندزر - (بڑی حقارت سے) پسند کیوں نہوگا؟ اگر شادی ہوجائے تو ہاجرہ کو اپنے تئیں نہایت خوش قسمت سمجھنا چاہیے اور بہت خوش ہونا چاہیے :-

شائستہ (ہنسکر) - شادی کی حسرت تو تمیں ہے اور شادی ہونے سے خوش بھی تم اُسیقدر ہوگی - ولیہ خانم! خانم آفندی سے ضرور کہہ دیجئے کہ اس بیچاری کو جس طرح ہو بیاہ دیں ورنہ کبھی نہ کبھی یہ ضرور کچھ گل کھلائے گی -

بندزر نے شرماکر منہ پھیر لیا - تھوڑا عرصہ ہوا کہ وہ اپنی چال میں کامیاب ہو ہی چکی تھی یعنی علی بے اُسکی آواز پر عاشق ہو گئے تھے لیکن بخیر گذشت -

ولیہ خانم - (ہنسکر) یہ تو نہ کہو - بندزر بیچاری کیا موقوف ہے اگر موقعہ ملے اور خانم آفندی اتنی نگرانی نکریں تو تم سب کی سب خوب گل کھلاؤ اور رنگ لاؤ - مگر بات رہی جاتی ہے سچ تو ہے شیخ موسےٰ کا کیا مطلب تھا - جو معنی لوہا ور نے لگائے ہیں اُنکے سوا میری سمجھ میں ہی کچھ نہیں آئے

قنچہ (شرارت سے) - شاید یہ معنی ہوں کہ کوئی بڑا آدمی - مثلاً نافذ بے - ہاجرہ سے شادی کی درخواست کرے گا اور وہ انکار کریں گی -

یہ سنکر لوہا ور ایسی اوچھل پڑی جیسے بچھو نے نیش مارا ہو اور میں نے بھی اپنی گھبراہٹ چھپانے کے لئے جلدی سے منہ پھیر لیا -

ولیہ خانم (متنفر ہوکر) - میرے شوہر کا نام کیوں نہیں لے دیتیں جسقدر نافذ بے سے ایسی اُمید ہوسکتی ہے اُتنی ہی اُن سے بھی -

قنچہ خاموش ہوگئی اور بجائے اِسکے کہ خوش طبعی سے ولیہ خانم کا جواب دے میری طرف ایک نظر دیکھکر بڑی سنجیدگی سے کہنی لگی :-

"میں تو صرف مذاق کرتی تھی - نافذ بے ایسی خواہش کب کرنے لگے - جو کشتی سامنے آرہی ہے اگر اسی میں ہم سب کو جانا ہے تو بس چلنے کی تیاری کرنی چاہیے"

ہم بخیریت مکان واپس آئے۔ اندر جاتے وقت قنجہ نے سرتاپا مجھے بڑے غور سے دیکھا لیکن کچھ کہا نہیں شب کے کھانے کے بعد وہ میرے کمرے میں آئی اور باتیں کرنے لگی۔ میں تکان کی وجہ سے اُس روز حرم سرا میں نہیں جاسکی اور جسوقت قنجہ آئی اپنے سر کے بال سلجھانے کی کوشش میں تھی جو کہ کل شب کے ناچ میں بیطرح اولجھ گئے تھے۔

قنجہ۔ ہاجرہ۔ تمہیں معلوم ہے کہ ادہم بے اور اُن کے بہائی میں آجکل سخت رنجش ہے؟

میں (بال سلجھانے سے ہاتھ روک کر) کیوں رنجیدہ ہیں؟ اس کشیدگی کی وجہ؟

قنجہ (میرے سوال کا جواب نہ دیکر)۔ ابھی کئی روز ہوئے اِن دونوں میں آپس میں کیسا میل جول اور محبت تھی لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج کل اُس میں لڑائی ہے۔ تم شاید نہیں جانتیں کہ ادہم بے کی شادی کے پہلے میں اُنکی لونڈی تھی اس لئے وہ مجھہ سے ابتک بے تکلفانہ گفتگو کرتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کل رات لڑائی ہوتے ہوتے رہگئی۔

میں نے پھر پوچھا "کیوں؟ لیکن وہ جواب دینے میں کسیقدر ہچکچائی پھر کہا "سچ تو یہ ہے" اور اتنا کہکر خاموش ہوگئی۔ پھر ایکبارگی کہنے لگی۔

"ہاجرہ۔ تم جانتی ہو کہ خود تمہارے ہاتھوں تم پر مصیبت آنے والی ہے اگر خانم آفندی کو خبر ہوجائے تو وہ کیا کہیں گی؟"

میں۔ (گھبراکر) کس چیز کی نسبت کیا کہیں گی؟

قنجہ۔ کیا تمکو کچھہ معلوم نہیں؟ ابھی تک نہیں سمجھیں؟

میں۔ کیا نہیں سمجھی؟

یہ سوال تو میں نے کیا لیکن دل یہی چاہتا تہا کہ قنجہ کو پکڑ کر اتنا جنجھوڑوں کہ "معمے" چھوڑ کر وہ صاف صاف کیفیت بیان کردے۔

قنجہ :- (مجھے اسقدر حیران دیکھکر اُسے یقین ہوگیا کہ اس معاملہ سے میں مطلق آگاہ نہ تھی) ۔معلوم ہوتا ہے کہ تم نہیں سمجھیں - لیکن اسکے ساتھ پیاری یہ بھی کہنے پر مجبور ہوں کہ اگر تم اتنا بھی نہیں پہچانتیں کہ کوئی مرد تم پر مرتا ہے اور جان دیتا ہے تو بڑی بیوقوف ہو - نافذ بے تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں - اور کل شب باتوں باتوں میں اُنھوں نے بھائی سے اس کا اعتراف بھی کیا -

یہ سنتے ہی میرے حواس جاتے رہے حتیٰ کہ میری سمجھ میں اتنا بھی نہ آیا کہ یہ خبر سنکر مجھے خوش ہونا چاہیئے یا رنجیدہ اور میری زبان سے بیساختہ صرف یہ الفاظ نکلے :-

"مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں !"

قنجہ - ہاں - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب تم پہلی مرتبہ یہاں آئیں تو اُنکی نظر تم پر پڑی اور رفتہ رفتہ وہ تم سے نہایت محبت کرنے لگے - ایک شب باغ میں اُنھوں نے تمہارا بوسہ لیا لیکن ادہم بے نے دیکھ پایا اور اُن سے شکایت کی اور سمجھایا کہ چونکہ تم سے شادی کرنا محال ہے اس لئے اس طرح تمہارے ساتھ پیش آنا بعید از شرافت ہے اُسوقت تک نافذ بے کی عقل ٹھکانے تھی سمجھے کہ ادہم بے سچ کہتے ہیں اور اس لئے تم سے بچنا شروع کیا لیکن مرضِ عشق بڑھتا ہی گیا - جتنا علاج کیا اُتنی ہی زیادتی ہوئی جسقدر تمہیں بھولجانے کی کوشش کی اُسی قدر تمہاری یاد ستانے لگی حتیٰ کہ قمار بازی بھی صرف تمہاری یاد دل سے دور کرنے کے لئے شروع کی لیکن وہ بھی بیکار - اُلفت تمہاری نہ گئی پر نہ گئی ؎

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر	مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

میں نے اپنا منہ ہاتھوں سے چھپا لیا - افسوس میں منہ دکھانے کی نہ رہی ! جو کچھ بدنامی نافذ بے کی قمار بازی کی وجہ سے ہوئی میں ہی بدنصیب اُسکی بانی تھی ! جو آوارگی اُنھوں نے اختیار کی تھی وہ مجھ ہی کمبخت کی وجہ سے ! ہزاروں باتیں نافذ بے کی مجھے اُسوقت یاد آگئیں

خصوصاً اگلی شب اور آج صبح کی گفتگو۔ وہ سچ کہتے تھے میں نے انہیں بہالیا ہے۔
لیکن اس میں میرا کیا قصور تھا؟
مجھسے اب اور زیادہ ضبط نہ ہوسکا اور پوچھا" اور دونوں بھائیوں میں رات کیا گفتگو ہوئی؟"
قنجہ۔ جب نصر اللہ پاشا نے ادہم بے سے نافذ بے کے مقروض ہونے کی کیفیت بیان کی تو ادہم بے نے بھائی کے بچانے کے لئے تمہارے معاملہ کا بھی اشارۃً ذکر کردیا۔ اس لئے جبکہ نصر اللہ پاشا اور نافذ بے سے اس قرض کی نسبت گفتگو ہوئی۔ تو نصر اللہ پاشا نے دو ایک لفظ ایسے کہے جن سے نافذ بے کو معلوم ہوجائے کہ ادہم بے کی طرح وہ بھی اس راز سے واقف تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نافذ بے بھائی سے سخت ناراض ہوگئے اور کل شب اُن سے صاف کہدیا کہ تم سے شادی کریں گے اور دلیل یہ پیش کی کہ جس حالت میں ایک کنیز سے شادی کرنا معیوب نہیں ہے تو تمہارے ساتھ شادی کرنے میں کیا قباحت ہوسکتی ہے۔
یہ سنکر اور بھی میرے ہوش اُڑ گئے اور چونکہ میں اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ امر محال تھا اسی لئے قنجہ کو یوں سمجھانے لگی۔" میرے نزدیک نافذ بے کو بھائی سے ضد ہوگئی ہے ورنہ انکا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مجھسے شادی کریں۔"
قنجہ۔ (سر ہلاکر) کہہ نہیں سکتی۔ لیکن میری رائے تو یہ ہے کہ جسطرح اُنہوں نے گفتگو کی اُس سے پختہ ارادہ تم سے شادی کرنے کا معلوم ہوتا تھا تم اُنکی عادت سے واقف نہیں ہو کوئی اُن کی مخالفت کرتا ہے تو اُنکو اور بھی ضد ہوجاتی ہے ادہم بے جو اس عادت کو جانکر اُنکے چٹکیاں لیتے ہیں اچھا نہیں کرتے اُنکے لئے یہ بالکل نازیبا ہے کل ہی اُنہوں نے اِس رُکھاوٹ اور حقارت سے باتیں کیں کہ نافذ بے مارے غصہ کے قریب قریب بدحواس ہوگئے اور جانے سے پہلے بھائی سے کہا ابی آپ اس سے کسی طرح انکار نہیں کرسکتے کہ میں نے حتی الامکان اُن

دقتوں سے بچنے کی کوشش کی جوکہ میں جانتا تھا میرے اس ارادہ پر قایم رہنے سے پیش آئیں گی - میں تو وطن تک چھوڑنیکو موجود تھا - اور محض والد کی خوشنودی حاصل کرنیکی غرض سے اس سے بھی زیادہ تکلیف اپنے اوپر گوارا کر سکتا تھا لیکن یہ مجھہ سے برداشت نہیں ہو سکتا کہ جہاں ہاجرہ سے میں نے کوئی بات کی اور آپ نے میری گوشمالی شروع کر دی - حالانکہ علی بے گھنٹوں اُس سے علیحدہ بات چیت کرتے ہیں اور کوئی کچھہ نہیں کہتا - مجھے ابھی ٹھیک نہیں معلوم کہ وہ بھی مجھے چاہتی ہے یا نہیں - لیکن اگر اُسے واقعی مجھہ سے محبت ہی تو میں ضرور شادی کرونگا - بس ختم شد"

میں - (اشتیاق سے) - ادہم بے نے کیا جواب دیا ؟

گو میں آسانی سے سمجھہ سکتی تھی کہ نافذ بے کی گفتگو ادہم بے کو کسقدر مہمل معلوم ہوئی ہوگی تاہم دونوں بھائیوں کی پوری بات چیت سننا چاہتی تھی -

قنچہ - اُنھوں نے کسی قدر کانپتی ہوئی آواز سے کہا " تم نے یہ بھی سوچ لیا ہے کہ اگر اس بات پر تم اڑے رہے تو تمھاری وجہ سے اُس لڑکی کو کتنی اذیت پہونچیگی - والدہ تمکو تو کچھہ نہ کہیں گی پورا غصہ اُس بیچاری پر اُتریگا - اُس یتیم کو بچانے والا کوئی بھی نہیں ہے - تم جانتے ہو کہ جس سے ایک مرتبہ والدہ ناراض ہوجائیں اُسکے ساتھہ کس سختی سے پیش آتی ہیں - اور اُسے تکلیف دینے میں کوئی بات نہیں اُٹھا رکھتیں - اِس لئے وہ شخص جسکی وجہ سے ہاجرہ اماں جان کی مورد عتاب ہو میرے نزدیک اس قابل ہے کہ اُسے وہاں تک دُرے لگائے جائیں کہ جاں بلب ہوجائے اور قسم ہے اپنے والد کے سر کی کہ اگر یہ کام میرے سپرد کیا جائے تو میں بڑا خوش ہوؤں " میں نے دیکھا کہ نافذ بے کا چہرہ کسی قدر زرد ہوگیا اور وہ کچھہ کہنے ہی کو تھے کہ دبیہ خانم آگئیں اور دونوں بھائی علیحدہ ہو گئے - پیاری ہاجرہ اب تم کو سمجھہ لینا چاہیئے کہ جو کچھہ ادہم بے نے کہا ہے وہ بالکل صحیح ہے - خانم ایک لفظ بھی ملامت کا اپنے بیٹے کو نہ کہیں گے صرف تم پر بات آئیگی اور تمکو الزام لگائینگی کہ نافذ بے پر

جادو کر دیا۔ جب میں سوچتی ہوں کہ غصہ میں کیا کچھ وہ نہیں کرسکتی ہیں تو میرا رُواں کھڑا ہوجاتا ہے
دل کانپنے لگتا ہے۔ جیسا میں اُنہیں جانتی ہوں تم نہیں جانتیں۔ جو کیفیت میں نے
اُن کی غصہ کی حالت میں دیکھی ہے تم نے نہیں دیکھی۔ سیکڑوں قصے اُنکی سختیوں کے
ایسے بیان کروں کہ خوف سے تمہیں رات بھر نیند نہ آئے۔ لیکن اتنا کہدینا کافی ہے اور بس
اسی سے سمجھ لو کہ اگر پاشا صاحب اُنکی روک تھام کے لئے نہوں اور پاشا صاحب کا اُنہیں
خوف نہو تو کوئی لونڈی اُنکے پاس کام کاج کے لئے نرہے اور ہم سب کی سب بھاگ جائیں
مگر اس معاملہ میں پاشا صاحب مطلق دخل نہ دینگے اس لئے میری صلاح مانو اور حتی الامکان
نافذ بے سے بچو۔

میں۔ ضرور۔ اور میں تو اب بھی ایسا ہی کرتی ہوں۔ پیاری قنجہ میں اس میں بالکل بے قصور
ہوں مجھے تو اسکا گمان بھی نہ تھا کہ نافذ بے مجھے یوں چاہنے لگیں گے۔

قنجہ۔ مجھے تو پورا یقین ہے لیکن اور کوئی اسے نہیں ماننے کا۔ خانم سے لیکر بچے تک
سب یہی کہیں گے کہ شروع ہی سے تم نے یہ جال بچھایا ہوگا۔ میں تو دل سے چاہتی ہوں
کہ اور کسیکو اسکی خبر نہو اور یہ معاملہ آگے نہ بڑھنے پائے ورنہ سخت مصیبت کا سامنا ہے۔

میں۔ پاشا صاحب نے جو اسکا ذکر سنا تو کیا کہا؟

قنجہ۔ میں ٹھیک نہیں جانتی۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی صورت میں نافذ بے کی اس قسم کی
دیوانی باتوں کو منظور کریں۔ لو اب خدا حافظ میں رخصت ہوتی ہوں اس لئے کہ ادہم بے کے
کمرے میں ابھی مجھے جانا ہے۔ لیکن ہاں ایک بات رہگئی معلوم نہیں کہ بوبادر بھی ان سب
باتوں سے واقف ہے یا نہیں۔ جہانتک میرا خیال ہے اُسے علم نہیں ورنہ کل تمہارے
ساتھ جانے کیلئے اُس نے ہرگز نہ کہا ہوتا۔ اُس کے سامنے قدم پھونک پھونک کر
رکھنا اس لئے کہ سب سے بڑی دشمن تمہاری وہی ہے۔

اتنا کہکر اور نہایت پیار سے میرا بوسہ لیکر نیک بخت قنجہ مجھسے رخصت ہوئی۔ اُسکے جاتے ہی میں کرسی سے اُٹھی اور چارپائی پر بڑی یاس کی حالت میں بیٹھ گئی اس سے زیادہ اور کرہی کیا سکتی تھی میرا بس ہی کیا تھا نافذ بے پر ضرور جان دیتی تھی لیکن خواب میں بھی کبھی یہ خیال میرے دل میں نہیں گزرا تھا کہ اُن سے شادی کروں گی۔ یہ بات تو ہمیشہ دائرہ امکان سے مجھے باہر معلوم ہوتی تھی اور میں اُسے ویسا ہی بے سروپا جانتی تھی جیسا کہ اوہم بے سمجھتے ہونگے لیکن دونوں بھائیوں کی گفتگو سنکر میں اور بھی دل وجان سے نافذ بے پر فدا ہو گئی تھی۔ میں کیا اور میری اصل کیا جو مجھ ناچیز کے لئے وہ اپنا اسقدر نقصان کرنے اور سب کچھ ترک کرنے پر آمادہ اور مستعد تھے اب تک تو میرے نزدیک وہ دنیا کے تمام مردوں سے صرف زیادہ شریف اور بہتر معلوم ہوتے تھے لیکن آج سے اُنہوں نے میرے خیالات میں وہی اوج پایا اور میں اُنہیں سچا ہیرو سمجھنے لگی۔ جب اُنکی گفتگو یاد کرتی تھی میرے دل کو اُن پر کچھ اس قسم کا اور اس درجہ ناز ہوتا تھا کہ مصداق اس کے کہ ہر چیز کی زیادتی خراب ہوتی ہے اُس کی شدت سے کسی قدر تکلیف ہونے لگتی تھی اور پھر اپنی ناچیزی سامنے آجاتی تھی۔ یہی سوچتے سوچتے میں کھڑی ہو گئی اور آئینہ کے پاس جاکر اپنے آپ کو محض عیب جوئی کی نظر سے دیکھنے لگی۔ لو ہاورسے میں ہرگز زیادہ حسین نہ تھی۔ میری نیلگوں آنکھیں۔ چھوٹا نقشہ اور دُبلا پتلا جسم اُس کی ٹپکتی جوانی کے مقابلہ میں بالکل ہیچ تھا باایں ہمہ نافذ بے مجھے چاہتے تھے اور اس قدر کہ تمام خاندان کی مخالفت کرنے کو تیار تھے۔ یہ سوچکر خوشی بھی اتنی ہوئی کہ جامہ میں پھولی نہیں سماتی تھی اور تھوڑی دیر کے لئے اس دلفریب خیال میں ایسی محو ہو گئی کہ اُسوقت دنیا ومافیہا کی مطلق خبر نہ رہی۔ لیکن نہایت ہی تھوڑی دیر کے لئے۔ اس لئے کہ یہ ممکن نہ تھا کہ ہم دونوں کی شادی ہوتی اور یہ پہلے ہی ارادہ کر چکی تھی کہ حتی الامکان نافذ بے کو اُنکے ارادے سے باز رکھنا چاہیئے۔ نانی جان سے جو وعدہ میں نے کیا تھا وہ ابتک میرے دل

پر نقش تھا یعنی میں قسم کھا چکی تھی کہ کبھی کوئی امر خانم آفندی کے خلاف مرضی نہ کروں گی۔ حالانکہ اسوقت یکایک بلا اپنے کسی فعل کے میں اس جرم کی مرتکب ہوا چاہتی تھی۔ یہ ممکن نہ تھا کہ وہ مجھکو بے قصور سمجھتیں قنچہ نے سچ کہا تھا کہ پورا الزام میرے ہی سر آئیگا۔ ایک ترکی مثل ہے کہ "مرد کتّے کی مانند ہے۔ جبتک اُسے چمکاری ندو تمہارے پاس نہیں آنے کا" اس لئے سب یہی کہیں گے کہ میں نے ہی نافذ بے کو پرچایا ہوگا۔ اب میں جو اس اپنی بیجا اور بے موقع محبت کے یقینی خراب نتائج پر غور کرنے لگی تو میرا دل بھر آیا اور آپ کو چارپائی پر ڈالکر آنسوؤں کا دریا بہانا شروع کیا۔ اتنا روئی کہ ہچکی بندھگئی اور بیتاب ہوکر چلا اُٹھی:۔

"نانی جان۔ نانی جان۔ تم مجھے تنہا کیوں چھوڑ گئیں۔ ہائے میں اب کیا کروں" یہ کہہ ہی رہی تھی کہ پڑوس کی مسجد سے موذن نے لا الہ الا اللہ کی صدا بلند کی میں نے نہایت یکسوئی سے اُن مقدس الفاظ کو سنا جس سے مجھے کسیقدر تسلی ہوئی پھر نہایت خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عاجزی کی۔ اور اُس کے فضل وکرم کے لئے دعا مانگی۔ اس سے میرا دل بالکل ٹھہر گیا اور کھڑکی کے پاس جاکر جھک کر باہر دیکھنے لگی۔ چاندنی چاروں طرف چھٹکی ہوئی تھی اور حرم سرا کا باغ کچھ اس دلفریبی کے ساتھ فرحت بخش تھا کہ اس نظارہ نے اور بھی میری طبیعت سنبھال دی۔ میں خاموش کھڑی ہوئی تھی اور رات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا بڑی دلفریبی اور عجیب نازوادا سے میری گرم پیشانی کا رہ رہ کر بوسہ لے رہی تھی کہ باتوں کی آواز میرے کان میں آئی۔ میں ہوشیار ہوگئی اور نیچے نظر کی تو دو شخصوں کو باہر برآمدے میں آتے دیکھا۔ یہ دونوں سگرٹ پی رہے تھے اور میں نے فوراً پہچان لیا کہ ایک علی بے تھے اور دوسرے نافذ بے۔ ترکی آداب کے مطابق بیٹا باپ کے سامنے تماکو نہیں پی سکتا ہے اس لئے ظاہرا یہ دونوں صرف سگرٹ پینے کے لئے باہر آئے تھے۔

میں ذرا پیچھے ہٹ گئی اِس لئے کہ دونوں ٹھیک کھڑکی کے نیچے تھے اور چونکہ اُس وقت ہر طرف خاموشی تھی اپنے کمرے سے میں اُنکی گفتگو صاف سُن سکتی تھی۔

علی بے کہہ رہے تھی "مشفق من تم ہاجرہ سے شادی نہیں کرسکتے۔ میرے نزدیک ادہم بے کی راے باصواب ہے"۔

میں نے نافذ بے کا جواب نہیں سنا اس لئے کہ اسوقت دونوں ٹہلتے ہوئے کسی قدر دور چلے گئے تھے لیکن ایک لحظہ نہیں گذرا تھا کہ وہ لوٹے اور اِس مرتبہ نافذ بے کسی قدر آزردہ خاطر ہوکر کہہ رہے تھے:۔

"مجھے وہ اچھی معلوم ہوئی۔ اگر اُنہوں نے سمجھا کہ اس معاملہ کو مجبہ ہی پر چھوڑ دیا ہوتا تو بات ہی کیا تھی کوئی اس سے بھی دشوار امر ہوتا تو میں اُس میں کامیاب ہوگیا ہوتا اور اُس خیال کو اپنے دل سے دور کردیتا۔ لیکن اُنہوں نے تو بیجا طور پر کچھہ اس طریقہ سے ایک خوبصورت جوان لڑکی اور ایک خوبصورت (یہی لفظ میری نسبت بھی اُنہوں نے استعمال کیا) مرد کی شناسائی کی بُرائیاں بیان کیں۔ اُسکے نتایج بد کا خوف دلایا اور لڑکی پر جو مصیبت آئیگی اُسکی تصویر کھینچی کہ اُنکے خوش کرنے کو میں ہاجرہ سے جان تو چھوڑتا ہوں لیکن اُسکے خیال میں ایسا محو رہتا ہوں کہ اگر اُنہوں نے دخل نہ دیا ہوتا تو اُس کا نصف خیال بھی مجھے نہ ہوتا"

میں اب اور زیادہ سننا نہیں چاہتی تھی اِس لئے کھڑکی بند کرنے کو ہاتھ بڑھایا لیکن اُسیوقت کسی کی آہٹ معلوم ہوئی اور میں نے دیکھا کہ علی بے اور نافذ بے جو کہ اُس دم ٹھیک میری کھڑکی کے نیچے ایک بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے فوراً کھڑے ہوگئے اور اپنے سگرٹ پھینک دئے۔

نصر اللہ پاشا۔ تم دونوں یہاں ہو! باغ میں کیسی اچھی ٹھنڈک ہے! کمرے میں تو مارے گرمی کے دم رُکتا ہے۔ نافذ۔ یوسف پاشا کے لڑکے نے قضا کی۔ کل تم اُنکے جنازے

میں شریک ہوسکو گے یا نہیں ؟ کل مجھے بہت کام ہے اور اُدھر دفتر سے اسقدر دیر سے آتے ہیں کہ ٹھیک وقت پر شریک جنازہ نہو سکیں گے ۔

نافذ بے ۔ آفندیم ۔ اگر جناب چاہیں تو میں جا سکتا ہوں ۔

نصر اللہ پاشا ۔ مہربانی ۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ تم جاؤ یوسف پاشا میرے پرانے دوست ہیں میں نہیں چاہتا کہ اُن کو یہ خیال کرنے کا موقع ملے کہ میں مصیبت اور تکلیف کے وقت اُن کا شریک نہیں ہوں ۔

یہاں تک گفتگو ہونے پائی تھی کہ میں نے کھڑکی بند کردی اور چارپائی پر لیٹ کر جو کچھ کہ نافذ بے اور علی بے کی بات چیت سنی تھی اُسے بھول جانے کی کوشش کرنے لگی ۔
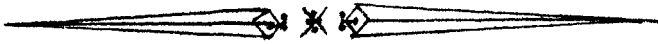
اُس شب کو مجھے اچھی طرح نیند نہ آئی اور علی الصباح ابھی کپڑے پہن رہی تھی کہ میرے
کمرے کا دروازہ کھلا اور بوباور آموجود ہوئی۔

بوباور۔ خانم نے حمیدہ کے ہاں جانے کی اجازت دیدی ہے جلدی کپڑے پہن لو بس
ابھی چلتے ہیں۔

میں نے نہایت خوشی سے اپنی رضامندی ظاہر کی اسلئے کہ اپنے ارادے کے مطابق
اس ذریعہ سے کم ازکم ایک ہی روز کے لئے نافذ بے کی نظر سے دور رہونگی۔ بوباور فوراً
چلی گئی۔ اور میں ابھی نقاب بھی چہرے پر نہیں ڈالنے پائی تھی کہ وحیدہ خانم تشریف لائیں۔

وحیدہ خانم (نہایت مہربانی سے) میں سنتی ہوں تم آج باہر جانے والی ہو۔ اس لئے
میں نے خیال کیا کہ چلکر تمہارا بناؤ سنگھار کردوں۔ میرے پاس آکر بیٹھو تو تمہاری نقاب
درست کردوں۔

میں نے تہ دل سے اُن کا شکریہ ادا کیا اور بیٹھ گئی۔ میرے سر کے بال ٹھیک کرتے کرتے
اور خوبصورتی سے نقاب لگاکر وحیدہ خانم یوں مخاطب ہوئیں۔

ہاجرہ۔ آج میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں لیکن ایسا نہو کہ کسی کو یہ معلوم ہو کہ تمکو اس کا علم
ہے۔ حمیدہ کے بیٹے داؤد نے اماں جان کے پاس تمہارے شادی کا پیغام بھیجا
ہے اسلئے کل جب بوباور سے تمہارے حمیدہ کے ہاں جانے کا حال معلوم ہوا تو والدہ
نے والد سے دریافت کیا کہ ایسی حالت میں تمہارا وہاں جانا مناسب ہے یا نہیں۔ والد

نے بلا تامل کہا کہ اس میں کوئی ہرج نہیں چونکہ منگنی ابھی تک نہیں ہوئی ہے اور نہ کسی قسم کی رسم ادا ہوئی ہے۔ آج بوبا در حمیدہ سے جاکر یہ بھی کہے گی کہ آیندہ ہفتہ میں انگوٹھی چھلا لیکر آئیں"

میں گھبراکر اچھل پڑی اور کانپتی ہوئی آواز میں نہایت حیرت سے کہا " انگوٹھی چھلا؟"

وحیدہ خانم۔ ہاں ٹھیک تو ہے۔ ہاجرہ۔ خیر باشد تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ تمہاری نانی کی بھی خوشی تھی اور اُن میں اور حمیدہ میں یہ بات قریب قریب طے بھی ہوچکی تھی۔

میں نے اپنا منہہ ہاتھوں سے چھپالیا اور خاموش رہی۔ مجھے اِس معاملہ میں کسی طرح دخل نہیں ہوسکتا تھا لیکن یہ سوچکر کہ چاہتی تو میں اور کسی کو تھی اور شادی کسی اور کے ساتھ ہونے والی تھی میری روح کانپی جاتی تھی۔

وحیدہ خانم۔ (تلخی سے) خدا کے لئے کسی اور کے سامنے اس طرح نہ پیش آنا ورنہ لوگ سمجھیں گے کہ داود کے ساتھ تم شادی کرنا نہیں چاہتی ہو اور ذرا غور تو کرو کہ اس میں کتنی بدنامی ہوگی۔ لو بس سر اُٹھاؤ کہ میں تمہارے بال پھر درست کردوں۔ پیاری ہاجرہ یہ سراسر تمہاری بیوقوفی ہے کسی نہ کسی دن آخر تم بیاہی ہی جاؤگی۔ ذرا اپنی صورت تو آئینہ میں دیکھو۔ اِس صورت پر بھی حمیدہ تم کو پسند نہ کرے تو اُس سے بڑھکر اُلٹی سمجھ کی اور کوئی ساس دنیا میں نہ ہوگی۔

میں نے تعمیل حکم کی اور آئینہ دیکھنے لگی۔ وحیدہ خانم نے میری چوٹی گوندھنے سے پہلے سامنے کے بال ایک طرف کسی قدر پھیلے کردئے تھے اور اسی جانب ایک خوبصورت کنگھی ترچھی لگاکر اُسپر ایک سفید نقاب عجیب بانکپن سے باندھ دی۔ اُس روز میں واقعی بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتی تھی اور اس خیال سے شرم کے مارے میرا چہرہ سرخ و سفید ہو رہا تھا اس کے بعد وحیدہ خانم نے میری گلابی رنگ کی ریشمی پوشاک

سامنے سے ہٹیک کی - پیٹی لگائی اور فرغل پہنا کر رخصت ہوا ہی چاہتی تھیں کہ
بوہاور آئی -

کچھ دیر بعد ہم دونوں ایک ساتھ مکان سے روانہ ہوئے اور مردانخانہ تک خاموش چلے
گئے جہاں کہ سب غلام صحن میں جمع تھے - اُن میں سے ایک نے ہنسکر بوہاور سے
سرکیشین زبان میں کچھ کہا لیکن وہ اسقدر اپنے خیالات میں محو تھی کہ سنا نہیں -
غلام - (ہنسکر اور ترکی زبان میں) - جانمن کیا اپنی زبان بھول گئیں یا اتنا دماغ ہوگیا ہے کہ
مجھ جیسے غریب سے ہمکلام ہونے میں ہتک عزت سمجھتی ہو؟
دوسرا غلام (ایک سیاہ چشم اور بلند قامت شخص جسکی نسبت میں نے حرم سرا میں
سنا تھا کہ بوہاور کا رشتہ کا بھائی تھا -) بوہاور کا مزاج پہلا سا نہیں رہا اور سچ بھی ہے کہ جس
حالت میں وہ ایسے بڑے شکار کی فکر میں ہو جیسے نافذ بے تو ہم بیچاروں سے کیوں بات
چیت کرنے لگی - کیوں پیاری کب تک پاشا صاحب کی بہو بننے کی امید ہے؟
بوہاور (نہایت تلخی سے) جب تم اُنکے داماد بنوگے جس قدر تمہارے داماد بننے
کی امید ہے اُسیقدر میرے بہو ہونے کی - شاکر آغا ہمارے ساتھ چل سکتے ہو؟ مجھے
تم سے کچھ کہنا ہے -
شاکر آغا - ابھی تو ممکن نہیں اسلئے کہ پاشا صاحب ہنوز مکان میں ہیں - اُن کے
باہر تشریف لیجانے کے بعد آسکتا ہوں بتلاتی جاؤ کہ تم سے کہاں آکر ملوں -
بوہاور - ہم آیا صوفیہ جارہے ہیں - پُل پر تمہارا انتظار کرینگے -
شاکر آغا - بہتر - تو اب دوڑ جاؤ - پاشا صاحب کے لئے شفقت گاڑی تیار کرنے کو
کہہ رہا ہے -
میں - (ملاشا - سڑک پر پہونچکر) - بوہاور تم نے اس شخص کو ساتھ چلنے کے لئے

کیوں بلایا ؟

لوہاور (تیز ہوکر) کیوں کیا ہرج ہے ؟ میرا بھائی ہے اُس سے ہر وقت بات کر سکتی ہوں۔

میں - سچ کہتی ہو لیکن مجھکو یہ حق حاصل نہیں۔

لوہاور - جی ہاں! تم تو ایسی باتیں کرتی ہو جیسے تمہارے گانوں میں عورتیں مردوں سے بات چیت ہی نہیں کرتیں۔

میں نے کچھ جواب نہ دیا اسلئے کہ لوہاور سچ کہتی تھی - لیکن پھر بھی یہ خیال مجھے ستاتا رہا کہ شاکر آغا کو بلانا نامناسب تھا - بہرحال لوہاور کے کام میں میں نے اور زیادہ مزاحمت نہ کی اسلئے کہ میں دیکھ چکی تھی کہ ایک گھر کی لونڈیاں اور غلام آپس میں بات چیت کر سکتے تھے - یہ خانہ بدوش لڑکیاں بوجہ اور کوئی غمگسار نہونے کے غلاموں سے ہمیشہ اُنس رکھتی تھیں اور جو تعلق کہ آپس میں ایک جگہ خدمت کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے اُسکو خوشی سے قایم رکھنے کی کوشش کرتی تھیں - پُل تک تو لوہاور اور میں خاموش چلے گئے لیکن پانچ منٹ نہیں گزرنے پائے تھے کہ شاکر آغا آملے اور وہاں سے ہم یکجا روانہ ہوئے - تھوڑی دیر تک لوہاور سرکیشین زبان میں شاکر آغا سے گفتگو کرتی رہی - نافذبے کا نام کئی مرتبے اُنکے درمیان آیا جسکی وجہ سے مجھے ذرا تردد پیدا ہوا چونکہ ممکن تھا کہ میری نسبت جو اُسے شبہ تھا اُس کا ذکر وہ کرتی ہو - لیکن بہت جلد دونوں ترکی زبان میں بات چیت کرنے لگے جو کہ میری راے میں سرکیشین زبان کی بہ نسبت زیادہ آسانی سے بولتے معلوم ہوتے تھے۔

شاکر آغا - (آہستہ سے) - میں نہیں کہہ سکتا کہ اِس معاملہ میں تمہاری مدد کرنا ممکن ہے یا نہیں - اُس قسم کی عورتوں سے میں کبھی نہیں ملا - لیکن ہاں بخت ایک مرتبہ ایک ایسی عورت کا ذکر کرتا تھا اور وہ غالباً

ات[له] میدان میں رہتی ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ اُسے کچھ آتا بھی ہے یا نہیں۔

میں (یہ دیکھکر کہ جو گفتگو ہو رہی تھی وہ قصداً میرے سنانے کو تھی)۔ کس چیز کا ذکر ہو رہا ہے؟

لوہاور۔ میں کسی عاملہ کے پاس جانا چاہتی ہوں اور شاکر آغا ایک سے واقف بھی ہیں۔ چلو سب ایک ساتھ جائیں۔ کیوں شاکر آغا ات میدان میں رہتی ہے نا؟ یہ مقام زیادہ دور تو نہیں ہے؟

شاکر آغا۔ بہت نزدیک ہے۔ ہاجرہ خانم تمہاری کیا رائے ہے۔ چلیں؟

میں۔ اگر لوہاور یہی چاہتی ہیں تو خیر۔

میں وہاں جانا نہیں چاہتی تھی لیکن چونکہ لوہاور کی یہی آرزو تھی اسلئے ہم ات میدان کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ عاملہ سر عسکریت کے پیچھے ایک چھوٹے سے مکان میں رہا کرتی تھی اور حالانکہ پہلے شاکر آغا نے اُسکے مکان کے پتہ سے لاعلمی ظاہر کی تھی لیکن راستہ سے خوب واقف معلوم ہوتا تھا حتی کہ مکان کے دروازہ پر پہونچکر چھڑی سے دستک دی ایک ضعیفہ نے دروازہ کھولا اور اُس عاملہ کے پاس ہمکو لے گئی۔ وہ اُسوقت انگیٹھی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ لیکن ہمیں دیکھکر کھڑی ہو گئی اور آگ پر تھوڑا لوبان ڈالدیا۔

لوہاور (میرے کان میں)۔ پہلے تم اپنی قسمت آزمائی کرو اور آئندہ کی کیفیت

[له] ات میدان اصل میں اُس قدیم سرکس اور تماشہ گاہ کا نام ہے جو قسطنطنیہ میں پُرانے زمانے سے ہے اس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء کو بعد فتح قسطنطنیہ جب سلطان محمد ثانی شہر میں داخل ہوا تو اُسکی نظر اس عمارت کے اُس ستون پر پڑی جو کہ تین پیچیدہ سانپوں کی شکل کا تھا اور اپنے گُرز سے ایک سانپ کا مُنہ توڑ ڈالا۔ اسی نام سے آجکل ایک محلہ مشہور ہے۔ مترجم

اس سے دریافت کرو۔

لیکن میں نے انکار کیا اسلئے کہ اگر وہ اپنے فن میں کامل نہ تھی تو اس سے کچھہ پوچھنا عبث تھا اور اگر وہ اس علم سے واقف تھی تو میں نہیں چاہتی تھی کہ بوہادر کے سامنے کوئی ایسی بات کہہ بیٹھے جسکا پوشیدہ رکھنا میرے لئے لازم تھا۔

بوہادر آپ آگے بڑہی اور کہا "میں کچھہ اپنی نسبت پوچھنا نہیں چاہتی صرف یہ چاہتی ہوں کہ جس طرح میری مرضی ہو اُس طرح ایک معاملہ پیش آئے اُسکی نسبت میں تم سے تخلیہ میں کچھہ کہونگی"

الغرض دونوں مجھہ سے کسی قدر دور ہوگئیں اور بہت دیر تک آہستہ آہستہ باتیں کرتی رہیں وہ عاملہ اُس گفتگو کے بعد کمرے سے چلی گئی اور بوہادر شاکر آغا سے مخاطب ہوئی اور سرکیشین زبان میں گفتگو کرنے لگی۔ میں اُسنے اور کسی قدر علیحدہ ہوگئی اور دل ہی دل میں نہایت افسوس کرنے لگی کہ میں ناحق وہاں گئی اسلئے کہ صاف ظاہر تہا کہ بوہادر نافذبے کی محبت کے لئے تعویذ لکہا رہی تہی۔ مگر اپنے دل کو یہ کہکر سمجھایا کہ اس میں اپنی بہتری تہی کیونکہ اگر نافذبے اُس تعویذ کے اثر سے بوہادر کو چاہنے لگے تو اُنکی کوئی مخالفت نہ کریگا گو ضرور ہے کہ مجھے یہ حالت دیکھکر سخت صدمہ ہوگا۔ میرے لئے تو بہر صورت یہی حشر ہونا تہا۔ اسلئے کسی قسم کا رنج کرنا فضول تہا۔ تہوڑی دیر بعد وہ عاملہ کوئی چیز ہاتہ میں لئے ہوئے آئی اور بوہادر سے کہنے لگی :۔

"لو یہ سرخ کاغذ تو اُن کے دروازہ کے سامنے دفن کردینا۔ جتنا زیادہ اُسپر سے گذریں اچھا ہے"

اسقدر کہنے پائی تہی کہ بوہادر نے اُسے آہستہ بولنے کے لئے اشارہ کیا جسپر کہ اُسنے ایک سفید کاغذ اور ایک موم بتی اور بوہادر کو دی اور چپکے چپکے اُنکے استعمال کی نسبت

ہدایت کی۔ بوباور نے دو اشرفیاں اُسے دیں اور ہم رخصت ہوئے۔
سڑک پر پہونچتے ہی بوباور نے بتی اور دونوں کا غذ شاکر آغا کو دیدیئے وہ اُنہیں لیکر علیحدہ ہو گئے بوباور اور میں حمیدہ کے مکاں کی طرف روانہ ہوئے۔
بیچاری حمیدہ ہمیں دیکھکر نہایت ہی خوش ہوئی اور محمود نے مجھے اپنے کمرے میں بلاکر بڑی محبت سے پیار کیا۔
محمود (مجھے نہایت فخر سے دیکھکر) ہاجرہ تم کسقدر خوبصورت ہو گئی ہو! ایک شخص تو تم کو دیکھکر بیولانہ سمائے گا۔ ہاجرہ وہ دن یاد ہے جبکہ تم اپنے گانوں سے میرے ساتھ آئی تھیں؟ اسوقت تم کتنی چھوٹی سی تھیں۔ اور اس وقت تو پوری سلطانہ معلوم ہوتی ہو۔
میں محمود کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور اُدھر بوباور حمیدہ کو خانم کا پیغام پہونچا رہی تھی لیکن نہ معلوم اسوقت یہ پیغام مجھے کیوں اسقدر ناگوار نہیں معلوم ہوا جتنا کہ پہلے۔ محمود اور حمیدہ کا مجھے دیکھکر اتنا خوش ہونا اور از حد میری خاطر تواضع کرنا اور محبت سے پیش آنا اِن باتوں نے مجھے اپنی سابق زندگی اور اپنا پُرانا مکان یاد دلا دیا اور میرے دل پر کچھ اس قسم کا اثر پیدا کیا کہ میں سوچنے لگی کہ اگر صرف نافذ بے کی یاد نہ ستاتی اور اُنہیں کسی طرح بھول سکتی تو داؤد کی بی بی ہو کر میں ناخوش نہ رہتی۔
میں نے داؤد کو نہیں دیکھا اسلئے کہ اُسکی والدہ نے ہمارے آنے سے اُسے مطلع کر دیا تھا جسکی وجہ سے وہ باہر ہی رہا۔ لیکن سہ پہر کے وقت حمیدہ کی یہ رائے ہوئی کہ سیر کے لئے باہر چلنا چاہیئے اور جب ہم مکان سے نکلے تو داؤد سامنے کے قہوہ خانہ سے برآمد ہو کر کسی قدر فاصلے پر ہمارے پیچھے پیچھے نگرانی کے لئے ساتھ ہو لیا۔ میں نے کئی بار داؤد کی طرف چپکے سے دیکھا۔ باپ کی طرح اُسکے چہرے سے

بھی مہربانی اور نیکی کے آثار عیاں تھے اور اُسی کی مانند کمزور بھی تھا لیکن آنکھوں سے چالاکی ظاہر ہوتی تھی اور بھویں بہت موٹی تھیں۔ پل پر پہونچکر وہ اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا کہ اگر ایوب٭ سلطان جانیکا ارادہ ہو تو کشتی مل سکیگی۔ بوہا ورخوشی سے راضی ہوگئی اور ہم لوگ کشتی میں سوار ہو کر ایوب سلطان پہونچے۔ داؤد برابر کشتی کے دوسرے کنارے پر رہا اور میں نے دیکھا کہ جب کبھی میں اپنی چھتری کسی قدر اُٹھاتی تھی تو وہ پھر بار نظر بچا کر میری طرف دیکھ لیتا تھا۔

قبرستان پہونچکر ہم سب علیحدہ علیحدہ ہوگئے اور چونکہ گرمی نہایت سخت تھی میں اپنے ساتھیوں کو پھرتا چھوڑ کر ایک کونے میں گھاس پر لیٹ گئی۔ اُس روز قبرستان میں بڑا مجمع تھا اور تعجب کی بات یہ تھی کہ میں نے بہت سے ایسے لوگ دیکھے جو معمولی درجے کے لوگوں سے بڑھکر تھے۔ تھوڑی دیر تک میں آس پاس کی قبروں کے کتابے پڑھتی رہی لیکن بہت جلد میرے خیالات پھر اپنی ہی حالت پر آجمے اور میں اسی فکر میں غرق ہوگئی۔ نہیں معلوم کتنی دیر میری یہ حالت رہی لیکن ایک ایسی آواز نے مجھے ہوشیار کر دیا جس سے میں واقف معلوم ہوتی تھی۔ پھر کر جو دیکھتی ہوں تو نافذ بے سلطان کے ایک ایڈی کانگ کے ساتھ پھر رہے ہیں۔ فوراً مجھے نصر اللہ پاشا کی گذشتہ شب کی گفتگو یاد آگئی یعنی یوسف پاشا کا لڑکا یہاں دفن ہونے والا تھا اور نافذ بے شریک جنازہ ہونے کے لئے آئے تھے۔ میں جانتی تھی کہ ایوب سلطان آنے میں کوئی ہرج نہ تھا لیکن ساتھ ہی یہ خیال بھی تھا کہ نافذ بے سے اگر ملاقات نہوئی ہوتی تو بہتر ہوتا۔ نافذ بے اور وہ ایڈی کانگ

٭ ایوب سلطان ایک خوبصورت گانوں کا نام ہے جو کہ حوالی قسطنطنیہ میں واقع ہے اس کے قریب ہی سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کی قبر ہے۔

مترجم

میرے نزدیک سے گذرے تو میں کھڑی ہوگئی اور اپنے ساتھیوں کو ادھر اُدھر دیکھنے لگی لیکن صرف داؤد نظر پڑا جو کہ چند قدم کے فاصلے پر ایک درخت سے لگا کھڑا تھا اور ظاہرا میری نگرانی کر رہا تھا۔ مجھے اُس سے کلام کرنے سے سخت نفرت معلوم ہوتی تھی لیکن اُسوقت ایسی مجبوری کی حالت تھی کہ تمام تہذیب اور تنفر کو بالائے طاق رکھکر میں اُس کے پاس گئی اور اُس کے بازو کو چھوا۔

میں۔ اور سب کہاں ہیں ؟

اور میرے تمام چہرہ پر خون دوڑ گیا۔

داؤد (میری طرح شرماکر) مجھے معلوم نہیں کیا تم اُن سے ملنا چاہتی ہو؟

میں۔ جی ہاں۔ نافذبے بھی یہاں ہیں۔ بہتر ہے کہ وہ ہمکو دیکھنے نہ پائیں۔

داؤد۔ تو میں والدہ وغیرہ کو بلا کے لاتا ہوں۔ کیا نافذبے تمہیں یہاں دیکھکر ناراض ہوں گے ؟

میں۔ نہیں ناراض تو نہیں ہونگے۔ لیکن بات یہ ہے کہ کوئی آقا نہیں چاہتا کہ اُسکی کنیز باہر جائے۔ اسلئے کہ بعض وقت ایسی ٹیڑھی آن پڑتی ہے کہ اگر کوئی اجنبی شخص کہیں اُس کنیز سے کچھ کہہ بیٹھے تو آقا کے خلافِ طبع ہوگا اور وہ اپنی مرضی کے مطابق اُس اجنبی کو کچھ نہ کہہ سکیگا۔

میرا جواب قابلِ اطمینان نہ تھا اور مینے دیکھا کہ وہ اُسے اچھی طرح سمجھا بھی نہیں لیکن اُسنے اسی کو کافی سمجھا کہ میں اُسکی والدہ اور بوباور کو بلانا چاہتی تھی اسلئے کوئی سوال نہ کیا۔

داؤد (ادھر اُدھر دیکھکر اور کسیکو نہ پاکر)۔ معلوم نہیں دونوں کس طرف چلی گئی ہیں۔ میں ابھی تلاش کر کے لاتا ہوں۔

وہ تو اُدھر گیا اور ادھر پیچھے سے کسی نے میرا نام لیکر پکارا۔ دیکھوں تو نافذبے ہیں

اُن کے چہرہ سے ناراضی پائی جاتی تھی اور اُن کی آنکھیں غصہ سے چمک رہی تھیں -

نافذ بے (ڈپٹ کر) یہ کون شخص تھا اور تم یہاں کیسے آئیں ؟

میں (ڈر کر) آپ کی والدہ نے ہمیں حمیدہ کے ہاں جانے کی اجازت دی تھی ہم یہاں پھرنے کے لئے آئے ہیں -

نافذ بے - تم نے میرے پہلے سوال کا جواب نہیں دیا - وہ کون شخص تھا جس سے تم ابھی بڑے اختلاط سے باتیں کر رہی تھیں ؟

میں - (نہایت مسکینی سے) یہ حمیدہ کا لڑکا داؤد تھا - بوبا ور اور حمیدہ کے بلانے کیلئے میں اُسے بھیج رہی تھی -

نافذ بے - لیکن تم بوبا ور اور حمیدہ سے علیحدہ کیوں ہوئیں ؟ کس لئے ایک مرد کے ساتھ یہاں تنہا پھریں اور ایسے گستاخ اور شوخ مرد کے ساتھ جنہے کہ تمہارے ساتھ شادی کا پیغام بھیجا ہو ؟

نافذ بے کا طرز کلام مجھے بہت ہی بُرا معلوم ہوا - اُنکے خاندان کے مجھ پر کچھ ہی احسان کیوں نہ ہوں اُنہیں کوئی حق نہ تھا کہ مجھ سے لونڈی کی طرح پیش آتے -

نافذ بے (ذرا ٹھہر کر) تو کیا میں یہ سمجھوں کہ یہ شخص تمہارا پُرانا دوست ہے ؟ کیا تمہاری رضامندی کا پہلے سے اُسے یقین تھا جو اس بیوقوف بقال کے لڑکے نے تم سے شادی کا پیغام بھیجا ؟

اُنکے حقارت آمیز لہجے اور لفظ بقال کے استعمال سے جو کچھ ترشح ہوتا تھا اُسے سوچکر میرے دل پر سخت چوٹ لگی اور میں نے بھی اُنہیں کی طرح مغرورانہ انداز سے اُنکی طرف نظر کی -

میں - اگر وہ بقال کا لڑکا ہے تو آپ شاید بھول گئے کہ میں بھی ایک لوہار کی بیٹی ہوں

میں خوب جانتی ہوں کہ میرا کیا رتبہ ہے اُسے بڑہانے کا مجھے کبھی حوصلہ نہیں ہوا۔
یہ نہایت احمقانہ جواب تہا لیکن اُسوقت غصے میں مجھے کچھ نہیں دکھائی دیتا تہا۔
نافذ بے (سرد مہری سے)۔ یہ ٹھیک ہے ۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ تم میں اتنی سمجھ ہے کہ اپنا بہلا بُرا سمجھ لیتی ہو ۔ صرف اتنا خیال رہے کہ جب تک ہمارے مکان میں رہو اس بات کا لحاظ و پاس رکھو کہ کوئی ایسی بات نہ ہو جس میں ہماری ننگ وناموس ہو۔ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے مکان کی ایک جوان لڑکی اپنے یار سے ایوب سلطان آکر اسطرح ملاقاتیں کرتی ہے تو ہماری کسقدر بدنامی ہو!
میں اُسوقت اسقدر غصہ میں بہری ہوئی تہی کہ اپنی صفائی میں ایک بات بہی میری زبان سے نکل نہ سکی ۔ اس لئے ہم دونوں تھوڑی دیر تک خاموش رہے ۔
نافذ بے (نہایت غصہ سے)۔ میں سخت احمق اور پاگل تہا جو تمکو دوسری سرکیشین لڑکیوں سے زیادہ شریف اور پاکدامن سمجھا ۔ لیکن آج معلوم ہوا کہ اُنمیں اور تم میں صرف اتنا فرق ہے کہ تم عیاری میں اُن سے بہی زیادہ پختہ ہو ۔ اگر تمہیں میرے محبت آمیز برتاؤ سے کسی قسم کی امید پیدا ہوئی ہو تو اُسے دل سے دور کردو اسلئے کہ میں نہیں چاہتا کہ داؤد جیسے شخص کو میرے نام کی ہنسی اُڑانے کا موقع ملے ۔
یہ باتیں سنکر مجھکو اتنا سخت صدمہ ہوا کہ اپنے آپ کو ضبط نہ کرسکی اور جواب دینے کی جرأت ہوئی ۔
میں (آہستہ سے)۔ آقاے من آپ کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ میرے ساتھ اس قسم کے الفاظ زبان پر لائیں ۔ اور جس چیز کے دل سے دور کرنے کو آپ فرماتے ہیں میں اُسے بخوشی بہول جاؤں گی اس لئے کہ جب سے مجھے اس کا علم ہوا ہے کہ آپ کے خیالات میری طرف کیسے ہیں تب سے خوشی کی بہ نسبت مجھے رنج اور

صدمہ زیادہ ہوا ہے۔

جواب دیتے وقت میں نافذبے کی طرف نہیں دیکھہ رہی تھی اس لئے یہ نہ معلوم ہوا کہ میرے الفاظ کا اُن پر کیا اثر ہوا۔ اور چونکہ اُسی وقت بوہاور اور حمیدہ بھی آگئیں ہماری بات چیت ختم ہوگئی۔

حمیدہ نے نافذبے کو دیکھتے ہی اُنکی بلائیں لیں اور بڑی آؤ بھگت شروع کی لیکن اُنہوں نے (حالانکہ ہمیشہ کے بڑے خوش خلق تھے) اُسوقت خلاف معمول اِن باتوں کا خیال نہ کیا اور بوہاور سے کہا:۔

"گھر جاؤ دیر ہو رہی ہے۔ اب بھی مکان پہونچتے پہونچتے رات ہو جائے گی"

یہ سنکر میں فوراً چلنے کے لئے مڑی اور میرے ساتھی میرے پیچھے ہو لئے۔ لیکن نافذبے کے بے موقع آجانے کی دبی زبان سے شکایت کرتے جاتے تھے۔ میری حالت اُسوقت ناگفتہ بہ تھی مجھکو ایسا صدمہ پہونچا تھا کہ اُنکی گفتگو میں شامل ہونے کو دل نہیں چاہتا تھا اور قباتاش پہونچنے تک میں بالکل خاموش رہی۔ یہاں پر ہم کشتی سے اُترے اور پیدل چلنے کے لئے تیار ہوئے۔ بوہاور داؤد کا شکریہ ادا کر رہی تھی کہ میری اور داؤد کی آنکھیں چار ہوئیں اُسوقت کچھہ اس انداز سے اُسکی نگاہ مجھہ پر جمی ہوئی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی چیز کے دریافت کرنے کی فکر میں ہے۔ میں سمجھتی تھی کہ نافذبے کی گفتگو کی وجہ سے جو جوش میری طبیعت نے کمایا تھا اُسکے کچھہ نہ کچھہ آثار اب تک میرے چہرے سے عیاں ہوتے ہونگے اس لئے یہ سوچکر کہ کہیں داؤد نے کچھہ نہ سمجھہ لیا ہو میرا چہرہ شرم سے زرد ہو گیا۔ لیکن اسمیں تو مجھے ضرور کامیابی ہوئی کہ میرے ہر عاشق کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ میں اُسکے رقیب کو چاہتی تھی۔

نافذبے کی کشتی ہم سے آگے نکل چکی تھی اور چونکہ چار آدمی اُسے چلاتے تھے

اس لئے وہ ہمارے مکان پہونچنے کے پہلے ہی ہال میں موجود تھے۔ چونکہ کھانے کا
وقت نزدیک تھا اور سب لونڈیاں اُسکے انتظام میں مصروف تہیں اور گھر کی بیبیاں
ابہی تک اوپر ہی تہیں نافذبے تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔ میں اور بوہادر جو اُس کمرے
میں داخل ہوئے تو اُنھوں نے میری طرف نگاہ بہی نہ کی صرف بوہادر کو روکا اور نہایت
تلخی سے کہا:۔

"آج صبح میں نے سر عسکریت کے قریب تمہیں شاکر آغا کے ساتھہ دیکھا اور پھر شام کو تم
داؤد کے ساتھہ ایوب سلطان گئی تہیں۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ اس قسم کا چال چلن میں اپنے
والد کی لونڈیوں میں جائز رکھونگا؟"

بوہادر کے چہرے پر گبراہٹ سے مردنی سی چھا گئی اور اپنے آپکو سنبھالنے کے لئے
کرسی پکڑکر کھڑی ہوگئی۔

بوہادر۔ خداوند۔

اسیقدر کہنے پائی تہی کہ میں نے اُسکے چہرے سے معلوم کیا کہ وہ شاکر آغا کو قصداً اپنے
ساتھہ لے جانے سے انکار کرے گی اور یہ کہے گی کہ اتفاقیہ راہ میں مل گئے تھے لیکن
نافذبے کی نگاہ اُسے آگاہ کر رہی تہی کہ جھوٹ بولنا بے فائدہ ہے اور اِس لئے وہ
خاموش ہوگئی۔

نافذبے (ناخوش لہجہ میں)۔ جھوٹ کہنے کی تکلیف نہ اُٹھاؤ۔ دوپہر کے وقت
شاکر آغا سے میں نے پوچھا تہا اُنھوں نے سب کیفیت تمہارے آنے جانے کی
کہہ سنائی ہے۔ تم خوب جانتی ہو کہ اگر والدہ سے میں اس کی اطلاع کردوں تو وہ تم کو
اسقدر پٹوائیں کہ تم قریب المرگ ہوجاؤ۔ لیکن چونکہ اس معاملہ میں تمہارا اتنا قصور نہیں ہے
میں صرف تمہاری وجہ سے اسکی خبر نکروں گا۔ اگر پھر تاجرہ عالموں کے پاس عشق و

محبت کے تعویذ لانیکو جانا چاہیں یا ایوب سلطان جاکر اپنے عاشق سے خفیہ طور پر ملاقات کرنا چاہیں تو تم اُنکے ہمراہ ہرگز نہ جانا۔ تم پر مجھے اختیار حاصل ہے جو کہ خدا کا شکر ہے ناجرہ پر نہیں۔

جیسے ہی یہ حیرت انگیز اتہام میں نے سنا میرے منہ سے بیساختہ چند کلمے تعجب کے نکل پڑے لیکن ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ کس صورت سے اس کا جواب دوں جو لوہاور کا راز افشا ہو کہ نافذ بے اُٹھے اور باہر چلے گئے۔

تھوڑی دیر تک کمال حیرت اور رنج سے میں بالکل بدحواس رہی۔ لوہاور میرے پاس کھڑی ہوئی تھی۔ لیکن اُسکے چہرے کا رنگ درست ہو گیا تھا جس سے پایا جاتا تھا کہ اُس کے دل سے کوئی بھاری بوجھ اُسوقت اُٹھ گیا۔ ساتھ ہی مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اُس سے کس قدر اُمید ہمدردی اور شرافت کے برتاؤ کی کرنی چاہیئے اس لئے یہ سوچکر کہ اُس سے کچھ کہنا سننا بیفائدہ تھا میں آہستہ آہستہ اپنے کمرے کی طرف چلی اور اندر جاکر ایک کوچ پر لیٹ گئی۔ رفتہ رفتہ یہ معمّا میری سمجھ میں آنے لگا اور میری آنکھیں کھلیں۔ شاکر آغا کو معلوم تھا کہ لوہاور نافذ بے کے لئے منگائی گئی تھی۔ غالباً لوہاور نے اُس سے نافذ بے کی طرف سے نا امیدی کا اظہار نہیں کیا تھا اس لئے ابتک وہ یہی سمجھتا تھا کہ اُسکے نوجوان آقا نافذ بے کی شادی لوہاور ہی سے ہوگی۔ پس اُسے ضرور یہ خوف ہوا ہوگا کہ سچ سچ کیفیت بیان کرنے سے نافذ بے لوہاور سے ناراض ہو جائیں گے۔ برخلاف اِس کے اگر میرے سر سب کچھ تھوپ دیا جائے تو نافذ بے کو چنداں خیال نہ ہوگا۔

نافذ بے نے اُس روز جو کچھ خیالات میری نسبت ظاہر کئے تھے اُنہیں سوچکر میں نے اپنا منہ ہاتھوں سے چھپا لیا اور زار و قطار رونے لگی۔ اِس کے ساتھ ہی میں نے

اپنے آپ کو سمجھایا کہ یہی سب سے بہتر ہوگا کہ میں اپنی صفائی نافذ بے سے نہ کروں۔ یہ خوب جانتی تھی کہ نافذ بے کی طبیعت ایسی ہے کہ جب کبھی انہیں موقع ملے گا وہ میرے زخموں پر نمک چھڑکنے سے باز نہ آئینگے اور اس کا برداشت کرنا سخت مشکل ہوگا۔ لیکن اتنا تو ہوگا کہ اس ٹیڑھی کھیر اور اُن خراب نتیجوں سے بچ جاؤں گی جو کہ اُنکے عاشقانہ برتاؤ سے ظہور پذیر ہوتے۔ غالباً تھوڑے عرصہ کے بعد وہ بھی مجھے منہ نہ لگائینگے اور میری زندگی اسقدر فکر میں نہ گذرے گی جس کا اس وقت خوف تھا۔

باوجود اتنے عاقلانہ اور مضبوط ارادوں کے جب میں کھانے کے کمرے میں جانے لگی تو میرا دل زیادتی رنج سے بیٹھا جاتا تھا۔ آج باہر دسترخوان پر کوئی مہمان نہ تھا اس لئے لطف اللہ پاشا بیٹوں کے ساتھ حرم سرا میں کھانا کھا رہے تھے۔ قریب جا کر میں نے پاشا صاحب کے کوٹ اور خانم آفندی کی گون کے کناروں کو بوسہ دیا۔ ادہم بے نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا جسے میں نے اپنے لبوں سے لگا لیا اور اسی طرح اور سب کے ساتھ بھی پیش آئی۔ لیکن جب نافذ بے کے قریب آئی تو انہوں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

نافذ بے (میری طرف سے منہ پھیر کر) ابھی پانچ منٹ ہوئے کہ تم سے ملاقات ہو چکی ہے۔

وحیدہ خانم ہنسنے لگیں اور دوسرے لوگ متحیر ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔

وحیدہ خانم۔ نافذ کو ہمارے رسوم سے سخت نفرت ہے۔ قسطنطنیہ واپس آتے وقت تین سے چھتے پیرس میں کیا رہے کہ اُنکے دماغ میں عجیب و غریب خیالات مستورات کی عزت اور توقیر کی نسبت سما گئے ہیں جنکو کسی طرح وہ دور نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے

کہ وہ کبھی نہیں چاہتے کہ اُنکے ہاتھ کا بوسہ لیا جائے۔

ولیہ خانم (کچھہ سوچکر) لیکن تعجب ہے کہ بے آفندی جو دس برس پیرس میں رہے ویسے ہی پکے ترک رہے اور اُن پر وہاں کی بود و باش نے مطلق اثر نہ کیا حالانکہ اُنکے چھوٹے بھائی کے خیالات تین ہی مہینے میں بالکل بدلگئے۔

ادہم بے کہلکہلا کر ہنسے۔ اُنکے چہرے سے فکر اور پریشانی کے آثار بالکل غائب ہوگئے تھے۔

ادہم بے (خوش طبعی سے)۔ اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھہ پر اِس قسم کی خارجی چیزوں کا اثر بہ نسبت دوسروں کے کم ہوتا ہے لیکن اگر تمہارا انشا تہا کہ میری تعریف کرو تو اُسکے لئے دوسری قسم کے الفاظ استعمال کئے ہوتے۔ آجکل کسی کو پکا ترک کہنا ایسا ہے جیسے سخت گالی دینا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ میرے خیالات کسی قدر پُرانی قسم کے ہیں اور خانم ہی نے پہلی مرتبہ اِس امر کا اظہار نہیں کیا ہے دوسروں کی بھی یہی رائے ہے کل میں ایک نوجوان شخص کو اپنے دفتر میں ایک حکم سمجھا رہا تہا سمجھا کر میں نے ادہر پیٹھہ پہیری اور اُدہر اُس نے اپنے ایک ساتھی سے دہیمی آواز میں جسے میں سُن سکتا تہا کہا "ادہم بے پکے پُرانی فیشن کے آدمی ہیں۔ حمال کی طرح ہمیشہ ترکی ہی زبان میں بات چیت کرتے ہیں حالانکہ فرانسیسی زبان ایسی اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب چاہتے ہیں تو نہایت خوبی اور پاکیزگی کے ساتھ بولتے ہیں"

علی بے۔ (مسکرا کر) پہر تم نے بھی اس کا کچھہ جواب دیا؟

ادہم بے۔ کچھہ نہیں۔ مجھکو کون سی غرض تہی کہ ایک حکم جسکے ترکی زبان میں لکھے جانے کی ضرورت تہی اُسے فرانسیسی زبان میں بتلاتا یا اس طریق عمل کے جا و بیجا ہونے کی نسبت بحث کرتا ورنہ اس کا نتیجہ صاف یہ ہوتا کہ جس کام کو میں جلدی سے انجام دلانا چاہتا تہا وہ اسی طرح پڑا رہتا اور اس بحث مباحثہ کے بعد بھی ہم میں سے کوئی قائل

ہوتا۔ گو میں اپنے احکام کی کسی نہ کسی صورت سے تعمیل کرا لیتا ہوں تاہم دفتر میں
میرے ساتھی بہت کم میری راے کی وقعت کرتے ہیں اور مجھ سے چنداں خوش نہیں ہیں
اور ناخوشی کی اصل وجہ یہ ہے کہ میں ذرا سخت گیر ہوں اور اُن کی بیہودہ باتوں کو نہیں سنتا
اسی طرح مجھے اُن لوگوں سے بہت کم ہمدردی ہے جو کہ شراب خواری قمار بازی اور دوسری
بیہودہ اور ذلیل حرکتیں کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اہل یورپ کے رسوم اور عادات کی
نقل کرتے ہیں تاکہ وقعت کی نگاہ سے دیکھے جائیں یا یہ خیال کرتے ہیں کہ تہذیب کے
یہی معنی ہیں کہ جہانتک جلد ممکن ہو انسان اُس کی وجہ سے تباہ اور برباد ہو جاے۔
میں تو نہایت کشادہ دلی سے اقرار کرتا ہوں کہ مجھ میں اتنی عقل نہیں جو سمجھ سکوں کہ بے ایمانی
اور ترقی ایک ہی چیز کا نام ہے۔

علی بے (مسکرا کر) مجھے تمہارے دفتر کے لوگوں کی حالت پر نہایت رحم آتا ہے
اُن بیچاروں کو یہ خبر ہی نہیں کہ اُن کی اس قسم کی بیجا حرکتوں سے کیا کچھ غصہ کا طوفان
تمہارے دل میں اُمنڈ رہا ہے اپنے نزدیک وہ سمجھتے ہونگے کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں
وہ سب قابل تعریف ہے اور اگر غلطی پر بھی ہیں تو اسلئے قابل معافی ہیں کہ جو کچھ کرتے
ہیں وہ گویا اُن خاص یوروپین اشخاص کی نقل کرتے ہیں جن سے اُن سے ملاقات ہے۔

نصر اللہ پاشا۔ ادہم جو کہتے ہیں وہ سب صحیح اور درست ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں
ہے کہ جو تعصب ہم لوگوں میں سو برس پیشتر تھا اُس حالت پر پھر واپس چلے جائیں
لیکن اسی کے ساتھ میرے نزدیک ترقی کے یہ معنے نہیں ہیں کہ اپنی قومیت اور زبان
کو اسقدر حقیر سمجھیں کہ اُنکا نام آنے سے شرما جائیں۔

علی بے (ہنسکر)۔ لیکن آفندیم ہماری زبان نے بھی تو ترقی کی ہے۔ مثلاً پہلے
ہمنے کبھی کوئی لفظ اپنی زبان میں ایسا نہیں سنا اور واقعی اس قسم کے لفظ کا

وجود ہی نہ تھا جیسا کہ لفظ آزر ہے جس سے مجموعی طور پر دیانت داری راست بازی حق شناسی اور حمیت مفہوم ہو لیکن جب سے ہمنے اس کا مرادف ترکی زبان میں ایجاد کیا ہے تب سے یہ ہر شخص کی زبان پر رہتا ہے۔

نافذ بے (طنزاً) پہ سچ کہتے ہو۔ پہلے یہ صفتیں بذات خود موجود تھیں اب صرف نام ہی نام رہگیا ہے۔ شاید اسے بھی تم ترقی سے منسوب کروگے۔

ادہم بے (مسکراکر) کیسی کٹھی ہوئی کہی ہے اور پھر اپنی ہی پارٹی (جماعت) کے خلاف! مجھے تو اُمید ہے کہ اب ہماری پارٹی میں شریک ہوجاؤگے۔

نافذ بے (برہم ہوکر)۔ دونوں پارٹیوں سے ایک بھی کسی قابل نہیں اور نہ اُنکے ممبروں میں سے کسی میں ذرہ بھر عقل وسمجھ ہے۔ میری سمجھ میں آجتک نہیں آیا کہ ان دونوں کا کیا منشا ہے۔ نوجوان ترکی جماعت کے طرفداروں کو اکثر اپنے مخالفین کے پنجۂ اختیار میں دیکھا ہے اور دوسرے بزرگ جو کہ کسی قسم کی تبدیلی کے خواہاں نہیں ہیں اور پرانی لکیر کے فقیر ہیں اکثر اپنے بیٹوں کو یورپ کے دوسرے شہروں میں تعلیم کے لئے بھیجتے ہیں جہانکہ نئے خیالات پیدا کرنے کا اُنہیں پورا پورا موقع ملتا ہے۔ پھر یہی بزرگ ان تعلیم یافتہ نوجوانوں کے شاکی رہتے ہیں کہ اُن کے پہلے سے خیالات نہیں رہے اور اُنہیں ملامت کرتے ہیں کہ عیسائیوں سے نفرت کیوں نہیں کرتے اور شخصی سلطنت کو بُرا کیوں کہتے ہیں۔

علی بے۔ میں بڑا خوش ہوں کہ آج تمہیں پالٹیکس (امور سیاسی) پر بحث کرتے سنا کیوں کہ اکثر میں اس فکر میں غلطاں وپیچاں رہا ہوں کہ تم کس جماعت میں شریک ہو۔ اب تو تم کو ضرور بتانا پڑے گا کہ آجکل کی پولٹیکل حالت کی نسبت تمہارے کیا خیالات ہیں۔

نافذ بے نے جواب نہ دیا اور ایک شفتالو کاٹ کر کھانے لگے۔

ولیہ خانم - آج بے طرح نافذ بے کی تیوری چڑھی ہوئی ہے لیکن خرابی تو یہ ہے کہ ایک مہینہ سے زیادہ ہوا کہ اِن کی یہی کیفیت رہتی ہے - پیارے ابا جان اور جو جی چاہے سو کیجئے لیکن انہیں دوبارہ اناطولیہ نہ بھیجئے گا اسلئے کہ دراصل یہ ہماری سزا ہوگی۔

نصر اللہ پاشا (بیٹے کی طرف دیکھکر) - نافذ تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں - کیا ایوب سلطان میں گرمی زیادہ تھی؟

نافذ بے - نہایت سخت - دوسرے قبر کی ڈاٹ ٹوٹ گئی تھی اسلئے تین گھنٹے کامل اُسکی مرمت کا انتظار کرنا پڑا۔

خانم آفندی (گھبراکر) - کیا تم برابر دھوپ میں کھڑے تھے - تمہارے چہرے سے تو پیارے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں درد سر ہے۔

نافذ بے (کسیقدر بے صبری سے) - نہیں اماں جان میں بالکل اچھا ہوں - صرف تھک گیا ہوں رات کو اچھی طرح نیند آگئی تو صبح تک بالکل طبیعت صاف ہوجائے گی۔

خانم آفندی (کھڑی ہوکر اور یقین نکرکے) خدا ایسا ہی کرے! تمہارا چہرہ اُترا ہوا ہے اور تم اچھے نہیں معلوم ہوتے۔

نافذ بے بھی جانے کے لئے کھڑے ہوگئے اور مڑے تو میں نے دیکھا کہ اُن کا چہرہ از حد زرد ہو رہا تھا اور آنکھوں کے نیچے بڑے بڑے حلقے پڑے ہوئے تھے اسوقت میں اُنکے سب قصور بھول گئی اور نہایت دردمندی سے اُنکی طرف دیکھنے لگی - ناطاقتی بھی زیادہ معلوم ہوتی تھی اس لئے کہ وہ بدشواری مُنہ بناکر کھڑے ہوئے

اور ہاتھ پیشانی پر رکھ لیا۔ جو ارادے اور منصوبے میں نے اس بارہ میں کئے تھے کہ نافذبے کے خیالات جو میری نسبت خراب ہو گئے تھے اُن کی تصحیح کے لئے کسی قسم کی کوشش نکروں گی وہ سب یہ حالت دیکھکر بھول گئی اور ملاپ کے لئے خود میں نے پیشقدمی کی۔ اس سے پہلے کہ جس لونڈی کا یہ کام تھا وہ آکر ہاتھ دُہلانے کا برتن لیکر کھڑی ہوتی میں نے آپ اُسے اُٹھا لیا اور نافذبے کے سامنے کیا اُنہوں نے نظر اُٹھا کر میری طرف دیکھا اور کسی قدر چین بجبیں ہوئے۔

نافذبے (سرد مہری سے بلا میری طرف دیکھے ہوئے) عنایت و مہربانی لیکن تم تھک گئی ہو۔ مریم یہ برتن ان سے لیلو۔

مریم نے تعمیل حکم کی اور وہ ہاتھ دھو ہی رہے تھے کہ میں اپنے آنسو چھپانے کی غرض سے جن سے کہ میری آنکھیں جل رہی تھیں کھڑکی کی طرف چلی آئی۔ افسوس ! نافذبے نے مجھے اپنی خدمت کے قابل بھی نہ سمجھا!

دوسرے دن ہم اسباب وغیرہ باندھنے میں مشغول رہے اور صرف شام کے قریب مجھے اتنا وقت ملا کہ گھر کی بیبیوں کے ساتھ باغ میں جا کر شریک ہوئی۔ ادہم بے اور نافذبے دونوں موجود تھے۔ نافذبے اپنے سب سے چھوٹے بھتیجے یوسف کو ایک درخت پر بٹھا کر پکڑے ہوئے کھڑے تھے۔ یوسف نہایت خوش ہو رہا تھا۔ اور ولیہ خانم اُسکی والدہ اُسکے گرنے کے خوف سے اُسیقدر پریشان تھیں۔

مجھے دیکھکر نافذبے مڑے۔ ہم دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔ لیکن اُنہوں نے بڑی حقارت سے نگاہ بچالی۔ میں نے نہایت افسوس کے ساتھ دیکھا کہ وہ بیمار معلوم ہوتے تھے۔ آنکھوں میں بڑے بڑے سیاہ حلقے پڑے ہوئے تھے۔ رخسارے تمتمائے ہوئے تھے اور پیشانی پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔

تلاش کر دو اور میں تمہیں خوش کرنے کو اُس سے شادی کروں گا۔
ولیہ خانم۔ مذاق تو ایک طرف لیکن سچ تو ہے تم اپنی والدہ سے شادی کے لئے کیوں نہیں کہتے یہی وقت ہے اب دوسرا وقت کون سا آئے گا۔ ابھی سے لڑکی کی تلاش شروع کر دیں۔
نافذبے۔ اُن کو اختیار ہے اگر دل چاہے تو ایسا کریں لیکن وہ بھی جانتی ہیں کہ میرے لئے لڑکی تلاش کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ خانم! میری طبیعت کے موافق لڑکی ملنا بہت مشکل ہے۔ ذرا وحیدہ سے تو دریافت کرنا۔ میرا خیال ہے ایک مرتبہ میں نے ایک فہرست اُنہیں دی تھی جس میں وہ تمام خوبیاں درج ہیں جو کہ میں چاہتا ہوں میری بی بی میں ہونی چاہئیں۔
وحیدہ خانم۔ (ہنسکر) جی مجھے نہیں دی تھی۔ آپ نے اِس معاملہ میں مجھے کبھی اپنا رازدار بنا کر عزت نہیں بخشی۔ غالباً یہ رازِ سربستہ ہاجرہ سے افشا کیا ہو گا کیونکہ ادھر تھوڑے عرصہ سے آپ دونوں خوب گُھلے ملے رہتے ہیں۔
میں نے جلدی سے وحیدہ خانم کی طرف دیکھا کیونکہ میرے دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید یہ اصل معاملہ کی طرف اشارہ تھا لیکن اگر اُنہیں ایسا خیال ہوا بھی ہوتا ہم وہ اسقدر ہوشیار تھیں اور اس خوبی سے بات پلٹ دیتی تھیں کہ اُنکے چہرے سے کسی قسم کے آثار اس گمان کی تائید میں ظاہر نہوئے۔ اُنکی طرف سے مطمئن ہو کر میں نے نافذبے کی طرف نظر کی۔ دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے ہوئے لیٹے تھے اور یوسف اُن کے پاس بیٹھا ہوا اُنکی گھڑی کی زنجیر سے کھیل رہا تھا۔ وحیدہ خانم کی گفتگو سے ظاہرا اُنکے دل میں بھی میری طرح شبہ پیدا ہوا تھا اور وہ اپنی بہن کی طرف نہایت غور سے دیکھ رہے تھے۔

نافذ بے - خیر اس سے کوئی غرض نہیں کہ پہلے میں نے کس سے اس کا ذکر کیا لیکن اگر تمہاری خوشی ہو تو اُن خوبیوں کو پھر بیان کر دوں -

وحیدہ خانم - ہاں ہاں ضرور - بس دیر نہ کیجئے ہم گوش دل سے سنیں گے -!

نافذ بے - اولاً - وہ نہایت حسین ہو جیسی - (اسقدر کہکر مقابلہ کے لئے اُنہوں نے چاروں طرف دیکھا لیکن بیری طرف قصداً نظر نہ کی) اچھا - جیسی ولیسہ - وجہ کیا کہ دنیا کی سب اچھی اچھی چیزیں صرف آبی کے حصہ میں آئیں ؟

وحیدہ خانم (ہنسکر) - ولیہ - لو اپنے دیور کا شکریہ ادا کرو - میں بیچاری کسی شمار میں نہیں نافذ کے خیالات کے مطابق میں کچھ بھی نہیں ہوں - بیچارے بے آفندی کی ہی کوئی پسند میں پسند ہے - کیا دیکھکر اُنہوں نے مجھ سے شادی کی -

نافذ بے - سچ کہتی ہو اس معاملہ میں تو مطلق تمیز بیچارے کو نہیں ہے لیکن اپنی وضع کے اچھے شخص ہیں - اگر میں انکی جگہ ہوتا تو پہلے خوب چھان بین کر لیتا تب شادی کی ہوتی خصوصاً نصر اللہ پاشا کے خاندان میں جسکے دو ایسے نمونے یعنی آبی کو اور مجھے وہ دیکھ چکے تھے -

وحیدہ خانم - میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی صاف صاف کہو غرض کیا ہے -

نافذ بے - میری پیاری بہن جس حالت میں کہ ایک ہی خاندان کے دو شخص ایسے ضدی ہوں جیسے کہ ہم دونوں بھائی ہیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ کچھ موروثی اثر ہے اور اسلئے ضرور ہے کہ اُس خاندان کی لڑکیاں بھی نہایت تند خو اور بدمزاج ہوں - میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم ایسی ہو لیکن پھر بھی ماشاء اللہ اپنی رائے کی بڑی پکی ہو اور اپنی

ہی بات بکھتی ہو - پس میں چاہتا ہوں کہ میری بی بی میں خود رائی مطلق نہ ہو - اُسے ایجیسا
کہ قصوں میں لکھا ہے ایسا ہونا چاہیئے کہ جب میں مکان سے باہر جاؤں تو میرے آنے
کا انتظار اس طور پر کرے کہ سر پر روٹی - ایک ہاتھ میں پانی اور -

ولیہ خانم - (ہنسکر) اور دوسرے میں لکڑی لئے کھڑی رہے) تاکہ تم اپنی مرضی کے مطابق
چاہے کھاؤ یا پیو یا اُسکی مرمت شروع کردو - عزیز من - اگر تمہارے لئے بی بی تلاش
کرنے میں یہ سب دقتیں ہیں تو والدہ بجا کرتی ہیں کہ اس کام سے جان چراتی ہیں اگر اسکا
انتظام میرے سپرد کیا جائے تو میں تو ضرور انکار کردوں -

نافذ بے - میں تو بڑا خوش ہوں اسلئے کہ تم پھر کبھی مجھے نہ چھیڑوگی (یوسف کی طرف
مخاطب ہوکر) کیوں شیطان ! اب تو تجھے تسلی ہوئی ؟ تو نے بڑا کام کیا -

یہ اسلئے کہ یوسف زنجیر پکڑ کے گھڑی گھمارہا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ چھوٹ کر ایک
نزدیک کے درخت میں بڑے زور سے جا لگی -

ولیہ خانم - مجھے سخت افسوس ہے - کیا ٹوٹ گئی ؟ کیسا شریر لڑکا ہے - لیکن تمنے
اُسے دے کیوں دی ؟

نافذ بے - پیاری خانم - میں کس طرح اُس لڑکے سے برآ سکتا ہوں ؟ آخر
تمہارا ہی تو بیٹا ہے اُسکے سامنے اپنی چیز کی حفاظت کرنا عبث ہے - گھڑی تو ٹوٹ
گئی لیکن مجھے اُمید ہے کہ تم اپنے شوہر کے ذہن نشین کردوگی کہ جب تک یہ مرمت ہوکر
آئے مجھے ایک نئی گھڑی دینی پڑے گی -

یوسف سے جو گھڑی چھین لی گئی تو وہ مُنہ بسور کر اور اُنگلی منہ میں لیکر چیخنے کے لئے
تیار رہوا -

نافذ بے - (جلدی سے) - نہیں نہیں - رو مت - جتنی گھڑیاں دل چاہے توڑ

ڈالو میں معاف کردوں گا لیکن جیجو نہیں - لو ادھر آؤ اگر یہی خوشی ہے تو گھڑی بھر بے لو میں ہر طرح تمہیں خوش کرنے کو موجود ہوں اگر تم چپ ہو جاؤ - میرا سر درد سے پھٹا جاتا ہے -

وحیدہ خانم - ہاجرہ لڑکے کو تم سے لو - جب کبھی اس پر شیطان چڑھتا ہے تو تم سے نہایت آسانی سے اتر جاتا ہے -

میں تعمیل ارشاد کے لئے بڑھی لیکن میرے پہونچنے سے پہلے ہی نافذ بے اُسے گود میں لیکر کھڑے ہو گئے -

نافذ بے (ادہم بے کے پاس جاکر) آپ سے سب ہٹیک رہتے ہیں امید ہے کہ اس لڑکے کو بھی خاموش کر سکئے گا -

اسوقت تک ادہم بے بڑے غور سے نافذ بے کی طرف دیکھ رہے تھے - یوسف کو لیکر اُسکی ماں کی گود میں بٹھا دیا اور مسکرا کر کہا :-

اگر "چاہتی ہو کہ اسکے ہاتھ پیر صحیح سالم رہیں تو دوبارہ نافذ کو نہ دینا - بڑی خیریت ہے کہ نافذ اپنے دل بہلانے کی چیزوں سے جلد تنگ جاتے ہیں "

نافذ بے - (رکاوٹ سے ہنسکر) - لیکن ابی ساتھ ہی یہ بھی تو فرمائیے کہ اُنکے پیر یا دل توڑنے کے پہلے ہی میں تنگ جایا کرتا ہوں -

ادہم بے نے جلدی سے میری طرف دیکھا اور بغیر جواب دئے اپنی والدہ کی طرف چلے گئے -

ادہم بے - (ماں کے پاس بیٹھکر) - کیوں اماں جان - جیسا کہ ارادہ تھا کل ہم سب چل سکیں گے نا ؟

خانم آفندی - ہاں ضرور اور میں تو بڑی خوش ہوں اسلئے کہ گو نافذ بے کہتا ہے میں بالکل اچھا ہوں لیکن معلوم نہیں کیوں زرد ہوا جاتا ہے تبدیل آب و ہوا سے اُسے

فائدہ ہوگا۔

نافذ بے۔(اپنی سابق جگہہ پر آکر اور اُسی طرح لیٹ کر جس سے معلوم ہوتا تہا کہ اُسوقت اُنہیں کہڑا ہونا بارگذرتا تہا) اماں جان مجہے کسی قسم کی شکایت نہیں ہو۔ہاں اِس سے انکار نہیں کرتا کہ اسوقت درد سر بہت سخت ہے لیکن اگر آپ اور والد اسی کو زیادہ سمجہیں اور گہبراجائیں تو مجبوری ہے۔

خانم آفندی۔ہاں کل تمہارے والد بہی تمہارے چلے آنے کے بعد کہتے تہے کہ خدانخواستہ تمہاری طبیعت کہیں خراب نہ ہوجائے۔

نافذ بے (جماہی روک کر)۔تب تو میرے حال پر اُنکی آجکل بڑی مہربانی ہے۔اُمید کرتا ہوں کہ ایسی ہی عنایت برابر رہے گی اور میری بیماری کا خوف اُنکے دل میں رہیگا کیونکہ اُس حالت میں وہ مجہسے اتنے ناراض نہوں گے جتنے اسطرف رہے ہیں۔

ولیہ خانم۔یہ تو سب کچہہ ہوا لیکن نافذ بے تمنے اُسدن کے جہگڑے کا ذکر نہیں کیا۔والد سے تم نے کیا کہا؟

نافذ بے۔کچہہ کہا ہوتا تو تم سے بہی کہدیتا۔میں تو صرف چپ چاپ نہایت ادب کے ساتہہ کہڑا رہا اور جیسا کہ مجہے چاہیئے تہا جو کچہہ اُنہوں نے فرمایا گوش دل سے سنا۔خدا نے اتنی عقل مجہے دی ہے کہ ایسے موقعوں پر جواب نہیں دینا چاہیئے۔

ولیہ خانم۔اچہا تو پہر والد نے تم سے کیا کہا؟ چونکہ میں نے اُنہیں کبہی غصّہ ہوتے نہیں دیکہا ہے اسلئے میں جاننا چاہتی ہوں کہ غصہ کی حالت میں وہ کس طرح پیش آتے ہیں۔

نافذ بے۔شاید تمہیں بہی کبہی اُنکے سامنے جانیکا ایسی حالت میں اتفاق ہوا ہوگا

محض تمہیں آگاہ کرنے کے لئے کہتا ہوں کہ نہ تو وہ چلائے نہ ڈپٹے اور نہ مجھ پر رکابیاں
اٹھا کر پھینکیں اور نہ پھر بیٹھکر روئے کہ اگر نشانہ اچھا لگا ہوتا اور رکابیاں میرے لگتیں تو
کسقدر چوٹ آتی۔

ولیہ خانم۔ (ہنسکر اور شرما کر)۔ بس اب بیوقوفی کی باتیں نکرو اب میں ایسا کب
کرتی ہوں ؟

نافذ بے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اس بارے میں تم نے ترقی کی ہے۔ شاید
اب نشانہ ایسا درست ہوگیا ہے کہ رکابیاں سیدھی لونڈیوں کے سر پر پڑتی ہیں اور
تمہیں رونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وحیدہ ! ولیہ خانم نے کتنوں کا سر
توڑا ہے ؟

وحیدہ خانم۔ (ہنسکر)۔ نافذ اب اور زیادہ مت چھیڑو۔ اُسوقت اُنکی عمر بہت کم تھی
مگر کیا واقعی والد تم پر بہت زیادہ خفا ہوئے ؟

نافذ بے۔ تم بغیر دریافت کئے نہیں رہوگی۔ لو اب سنو۔ اُنہوں نے کہا کہ میں
سخت احمق ہوں اور تجربہ سے مجھے ثابت ہوچکا ہے کہ اُنہوں نے بہت صحیح فرمایا
گو شروع شروع میں مجھے اس سے انکار تھا۔ آؤ چلو ملاقات کے کمرے میں چلیں
تھوڑی دیر میں کھانیکا وقت ہوجائیگا۔

جیسے ہی دونوں گئے وحیدہ خانم میری طرف مخاطب ہوئیں۔
ہاجرہ خیر تو ہے ؟ آج اسقدر خاموش کیوں ہو ؟
میں نے دھیمی آواز سے کچھ تھک جانے کی نسبت کہا اور میرا جواب بلا کسی جرح۔۔۔
منظور کر لیا گیا لیکن ساتھ ہی مجھے اس بات کا بھی یقین ہوگیا کہ نافذ بے اور میری
کشیدگی کا حال ممکن نہیں کہ پوشیدہ رہ سکے اسلئے کہ جب وہ حرم سرا میں ہوتے تے

تو ضرور تہا کہ یا تو میں خاموش رہتی یا مجبوراً اُنسے باتیں کرتی - خاموش رہنے میں تو کوئی ہرج
نہ تہا چونکہ وہ ہمیشہ خود ہی زیادہ باتیں کرتے تہے اور اُسوقت سب خاموش رہتے تہے
ہاں اُنسے گفتگو کرنے میں دقّت معلوم ہوتی تہی اسلئے کہ وہ دل میں ٹہانے ہوئے
تہے کہ مجہہ منہ نہ لگا سینگے -

باب پنجم

گو نافذبے برابر یہی کہتے رہے کہ میں بالکل اچہا ہوں اور کسی قسم کی شکایت مجہے نہیں
تاہم دیہات پہونچنے کے دوسرے روز وہ بیمار پڑے اور اُس روز اُن سے اُٹہا
بیٹہا نہ گیا - شام کے قریب بخار کی اسقدر شدت ہوئی کہ مجبوراً ڈاکٹر بلایا گیا - مریض کو دیکہکر
اُسکے چہرے سے پریشانی کے آثار ظاہر ہونے لگے اور نافذبے کو ایک قسم کی دماغی
تپ بتلائی جو کہ اُسکی راے میں غالباً ایوب سلطان میں زیادہ دیر دہوپ میں کہڑے رہنے
سے لاحق ہوئی تہی - ہم سب کو ایک ایک خدمت سپرد ہوئی اور دو چار روز کسی کو مطلق فرصت
نہ ہوئی - مکان میں عجیب طرح کی اُداسی چہا گئی تہی - شام کی وہ مزیدار نشست اور خوش
مزاجی کی گفت گو اور رقص و سرود سب کچہہ موقوف تہا - ولیہ خانم کی پر مذاق
طبیعت بہی کند ہو گئی تہی اور وہ اور وحیدہ خانم اور خانم افندی دن رات مریض کے پاس
رہتی تہیں - خانم آفندی کے استقلال و خودداری اور خشک آنکہوں سے ایسا معلوم ہوتا
تہا کہ اُنہوں نے اس بات کی قسم کہائی تہی کہ اُسوقت تک اظہار رنج و غم نہ کروں گی جب تک
کہ نافذبے روبہ صحت نہ ہو لیں - اُن کی اس خاموشی اور مستقل مزاجی کو دیکہکر میرے دل

میں اُنکی عزت اور وقعت اور زیادہ ہوگئی اور لونڈیاں بھی گھبرائی نہیں اور دلجمعی سے کام کرتی رہیں - رنج وہراس نے میرا دل پاش پاش ہوا جاتا تھا لیکن خوش قسمتی سے اتنی فرصت نہیں ملتی تھی کہ اپنے دل کے قصے پر غور کرتی - اپنی نانی کی بیماری میں مریض کی خدمت گزاری سے اتنی واقف ہوگئی تھی کہ نافذبے کی تیمارداری کا مجھی پر زیادہ بار پڑا - گو نافذبے بیہوش تھے تاہم میری وجہ سے اُنہیں آرام ملتا تھا اور اسوجہ سے خانم آفندی ایک لحظہ مجھے کمرے سے باہر نہیں جانے دیتی تھیں - یہ بھی میرے لئے شکرگذاری کا مقام تھا کیونکہ اگر میں تنہا رہتی تو ضرور پاگل ہوگئی ہوتی -

جو لوگ اپنے کسی پیارے عزیز کی علالت دیکھ چکے ہیں - جو کہ مریض کی حالت میں ہر نئی علامت کے ظاہر ہونے کی وجہ سے دریائے امید وبیم کے تلاطم میں غوطہ زن ہو چکے ہیں - جنہوں نے عالم یاس میں گھڑی کو چپ چاپ اپنا فرض ادا کرتے اور گھنٹہ پر گھنٹہ بجاتے دیکھا ہے اور اُسکی ہر آواز پر یہ خیال کیا ہے کہ وہ اُس پر ملال اور جانگداز وقت کی آمد آمد کی خبر دیتی ہے جس کے بعد مریض کو کسی کی خدمت وغیرہ کی ضرورت باقی نہ رہے گی - یعنی صرف وہ لوگ جنہوں نے شہباز اجل کو اپنے پر آسایش مکان پر منڈلاتے دیکھا ہے اور اُسے اپنے کام سے باز رکھنے کی ناقابلیت اور بیچارگی محسوس کر چکے ہیں سمجھ سکتے ہیں کہ جب تک ڈاکٹر نے نافذبے کی حالت قابل اطمینان اور خالی از خطر نہ بتلائی اُسوقت تک رات دن مجھے کس قدر دراز معلوم ہوتے ہونگے اور مجھ پر اُتنی مدت میں کیا کچھ نہ گذرا ہوگا اور میری کیا حالت رہی ہوگی -

گو مجھے اس بات کا اُسوقت مطلق خیال نہ تھا تاہم نافذبے نے ایک مرتبہ بھی بیہوشی کی حالت میں میرا نام نہ لیا اور نہ اُن دلی خواہشوں کی طرف مطلق اشارہ

کیا جو کہ ایک وقت اُنکے نزدیک سب چیزوں سے بالاتر تھیں۔ آخر ش ایک شب جبکہ نافذبے کی حالت سنبھلنے لگی تھی ہم نے خانم آفندی کو مجبور کیا کہ ایک گھنٹہ آرام فرمائیں۔ اُنہوں نے بمشکل منظور کیا اور چونکہ لونڈیوں کی طرف سے اُن کو پورا اطمینان نہ تھا اور سمجھتی تھیں کہ وہ ضرور شور و غل کریں گی اور نافذبے کے آرام میں خلل انداز ہوں گی مجھے مریض کی نگہبانی کے لئے چھوڑا۔

ابھی کوئی پندرہ منٹ بھی نہ گذرے ہونگے اور میں ہمہ تن اس خیال میں محو تھی کہ نافذبے کے اچھے ہونے کی کوئی امید ہو سکتی تھی۔ یا نہیں کہ دروازہ کا پردہ ہٹا اور ادہم بے دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوئے۔ مجھے بیٹھے رہنے کے لئے اشارہ کیا اور چارپائی کے پاس آکر اُس گھلے ہوئے جسم اور پوست و استخواں کو نہایت غور اور دردمندی کے ساتھ دیکھنے لگے۔ میری طرح اُنہیں بھی ابھی زندگی کے موت پر فتح پانے میں شک تھا کہ نافذبے کلبلائے اور آنکھیں کھولدیں۔ آج پہلی مرتبہ جب سے کہ بیمار ہوئے تھے اُنھیں معلوم ہوا کہ اُن کی یہ حالت ہے۔ ادہم بے کو اُنہوں نے نہیں دیکھا لیکن میری کرسی کی طرف نظر بڑھائی اور غور سے دیکھنے لگے۔

نافذبے (از حد پیار سے)۔ میری پیاری ہاجرہ کیا تم ہو؟ میں ضرور بیمار تھا اسلئے کہ نہایت تھکا ہوا اور بہت کمزور معلوم ہوتا ہوں۔ میری جان ادھر آؤ اور مجھے پیار کرو۔ میں کھڑی تو ہو گئی لیکن اس پس و پیش میں تھی کہ کیا کروں کہ ادہم بے میری طرف مخاطب ہوئے:۔

"ہاجرہ۔ نافذ جو کہتے ہیں کرو۔ اسوقت مریض کی طبیعت کے خلاف کچھ نہیں کیا جا سکتا ہے"

میں شرماتی ہوئی آگے بڑھی اور جھک کر نافذبے کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ میری رائے

میں تو جو پاس عزت و شرم مجھ میں تھا وہ اس دفعہ ہمیشہ کے لئے کھو بیٹھی لیکن
ادہم بے اور نافذ بے کی یہ رائے نہیں معلوم ہوتی تھی - جیسے ہی میں نے سر اُٹھایا ادہم بے
میری طرف جھکے اور آہستہ سے کہا :-
" ہاجرہ تم بڑی پیاری لڑکی ہو میں تمہارا نہایت ممنون ہوں - ایسے موقع پر مریض کا
کہنا نہ ماننے سے اُسکی جان کا خوف تھا "
بوسہ لیتے وقت نافذ بے کسی قدر مسکرائے لیکن پھر میری طرف غور سے دیکھنے لگے -
نافذ بے - (آہستہ سے) - میں تم سے ناراض تھا لیکن یہ بھول گیا کہ کس لیئے
آپی کتنے دن سے میں بیمار ہوں ؟ -
ادہم بے - عزیز من تمہیں بیمار ہوئے اتنے دن ہوئے کہ اسوقت تم کو چپ چاپ
پڑے رہنے کی سخت ضرورت ہے تاکہ تھک نہ جاؤ - بس اور زیادہ باتیں نہ کرو
اور سو جاؤ -
ادہم بے یہ کہتے ہی جاتے تھے اور ساتھ ہی نافذ بے کے تکیئے درست کر رہے
تھے - اُنہیں ٹھیک کر کے نافذ بے کو اُٹھایا اور پھر ایسی نرمی اور آہستگی سے
لٹا دیا کہ میں بھی اگر کرتی تو ایسا ہی کرتی -
نافذ بے نے خوش ہو کر بھائی کی طرف دیکھا - اور پوچھا :-
" آپی ! اور کیا کیا صفتیں آپ میں موجود ہیں جنکا ابھی تک مجھے علم نہیں ؟ مجھے کبھی
خیال بھی نہ تھا کہ آپ کی تیمار داری کی بھی ایک روز تعریف کرنی پڑیگی - لیجئے اب آپ کا حکم بجا
لاتا ہوں اور زیادہ بات چیت نہ کروں گا "
یہ کہکر اُنہوں نے کروٹ لی اور آنکھیں بند کر لیں - جس جگہ میں بیٹھی تھی ادہم بے وہاں
آئے اُنکے چہرے سے خوشی کے آثار پائے جاتے تھے -

ادہم بے (دہیمی آواز سے)۔ نافذ بے کی ابہی زندگی ہے۔ بچ گئے۔ پیاری ہاجرہ تم تو اب تہک گئی ہوگی اور سب کہاں ہیں؟

میں نے متعجب ہوکر ادہم بے کی طرف دیکھا اسلئے کہ آجتک اُنہوں نے کبھی اس قسم کے محبت کے الفاظ میری نسبت استعمال نہیں کئے تہے لیکن میں نے خیال کیا کہ نافذ بے کو روبہ صحت دیکھکر اُنہیں اتنی خوشی ہوئی تہی کہ ظاہرا یہ اُسی کا اُبال تہا۔

میں (آہستہ سے)۔ خانم افندی سو رہی ہیں۔

ادہم بے۔ تو میں ابہی جاکر وحیدہ کو بہیجتا ہوں۔ تمہیں بہی تہوڑا آرام کرنا چاہیئے۔ یہ کہکر ادہم بے رخصت ہوئے اور تہوڑی دیر بعد وحیدہ خانم آئیں۔ اُن کے اصرار سے میں بہی سونے کے لئے چلی آئی۔ نافذ بے کی حالت اچہی دیکھکر مجھے ازحد خوشی ہوئی اور اپنے خیال کیا کہ اچہی طرح اُن کی خدمت کرنے کے لئے تہوڑا آرام کرنا بھی ضرور تہا۔

دوسرے روز صبح آنکھ جو کُہلی تو میرے سر میں اس شدت کا درد تہا کہ میں چارپائی سے اُٹھ نہ سکی اور چونکہ قنجہ سے سنا کہ ڈاکٹر کی رائے تہی کہ نافذ بے اب بہت جلد اچہے ہو جائینگے میں نے خیال کیا کہ اگر پورے دن آرام کروں تو کسی قسم کی شکایت نہو گی۔ اسلئے دن بہر میں اپنے ہی کمرے میں رہی۔ شام کے وقت کسی قدر درد ہلکا ہوا تو نافذ بے کو دیکھنے کے لئے گئی۔ وہ اُسوقت سو رہے تہے اور خانم افندی اُنکے پاس بیٹھی ہوئی تہیں میں بہی اُنکے قریب خاموشی سے جا بیٹھی اور اُنہوں نے جہک کر مجھے پیار کیا۔ اس سے مجھے تعجب ہوا لیکن نافذ بے کی علالت کے زمانہ میں مجھ سے سب گہر کے لوگ نہایت محبت کرنے لگے تہے۔ پندرہ منٹ بعد نافذ بے نے آنکھیں کہولیں اور ہماری طرف دیکھا اور مجھے دیکھتے ہی منہ پہیر لیا جس سے ثابت ہوتا تہا کہ کل اُن کا حافظہ کیسا ہی خراب رہا ہو آج تو وہ بہت

ٹھیک معلوم ہوتا تھا۔

ولیہ خانم جو میرے بعد آئی تھیں نافذ بے کی طرف جھکیں اور بڑے اضطراب سے پوچھنے لگیں:۔

"کیوں پیارے نافذ۔ اب تو طبیعت پہلے سے اچھی ہے نا؟"

نافذ بے (تھکی ہوئی آواز سے) ہاں۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے لیکن کمزوری اتنی ہے کہ میں غالباً ایک جو ہے سے بھی بر نہ آ سکوں۔ ابی کہاں ہیں؟

ولیہ خانم۔ ابھی آئے نہیں۔ جاؤں بلا لاؤں؟

نافذ بے۔ نہیں تکلیف نہ کرو۔ لو وہ خود ہی آ گئے۔ ابی ادہر آئیے۔ ایک گھنٹہ سے میں آپکا منتظر ہوں۔

ادہم بے مریض کی طرف بڑھے۔ لیکن نافذ بے سے بات چیت کرنے کے پہلے میری طرف مخاطب ہوئے اور نہایت مہربانی سے کہا:۔

"آج دنکو تمہاری طبیعت اچھی نہ تھی۔ میرے نزدیک تو ہاجرہ تم نے ادہر اپنی برداشت سے زیادہ محنت کی ہے"

میں شکریہ ادا کرتی ہوئی نہیں نہیں کہہ رہی تھی کہ نافذ بے میری طرف تھوڑا ابہرے اور غور سے دیکھنے لگے۔

نافذ بے (گھرے پن سے)۔ کیوں تمہیں کیا ہوا؟ تمنے اپنی کیا حالت کر رکھی ہے؟

ولیہ خانم (جلدی سے) تمہاری علالت میں انہوں نے بڑی محنت کی ہے۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ والدہ نے انکے بغیر کیا کیا ہوتا ہم سے تو کچھ نہو سکتا اسلئے کہ گھبراہٹ سے ہمارے سب کے دماغ خراب ہو گئے تھے۔

نافذ بے۔ لیکن مجھے تو اسمیں کلام ہے کہ تمہارے دماغ ہے بھی جو خراب ہو جاتا۔

والدہ اور میں دونوں تمہیں اچھی طرح جانتے ہیں اسلئے انہیں تمہاری حالت پر مطلق تعجب نہو گا۔لیکن والدہ کے ہوش و حواس تو ضرور بیجا رہے ہونگے۔

ولیہ خانم۔کچھ شک نہیں۔بیچاری والدہ نے تو بہت ہی محنت کی۔ڈاکٹر کا حکم تہا کہ تمہارے آرام میں کسی طرح خلل نہ آئے اور چونکہ وہ جانتی تہیں کہ لونڈیوں سے کوئی کام بلا دوڑ دہوپ اور چیخ پکار کے ہونا ناممکن تہا اسلئے ہم سب کے اس کمرے میں آنے کی ممانعت کردی اور صرف ہاجرہ کو تیمار کہا جنہوں نے کہ نہایت خاموشی سے تمہاری خدمت گذاری کی۔

خانم آفندی۔ہاجرہ مریضوں کی خدمت نہایت عمدہ طور پر کرتی ہے۔حالانکہ تمہاری بیماری کیوجہ سے اُسے بہی اُتنی ہی فکر تہی جتنی ہم لوگوں کو تاہم وہ مطلق نہ گہبرائی اور نہایت استقلال کے ساتہہ کام کیا۔

نافذ بے۔(بہائی کی طرف مڑکر)۔میں چاہتا ہوں آپ مجھے کچھ پڑہکر سنائیں باتیں کرنے کی تو مجہمیں ابہی اچھی طرح طاقت نہیں ہے لیکن سننا چاہتا ہوں۔

ادہم بے میز کے پاس گئے اور ایک اخبار با آواز بلند پڑہنا شروع کیا نافذ بے نے تہوڑی دیر آنکھیں بند کرلیں لیکن پہر میری طرف دیکھنے لگے۔ظاہرا اخبار کی طرف اُن کا دہیان نہ تہا۔اسی درمیان میں نصر اللہ پاشا اور علی بے بہی آ گئے تہے اور مریض کی چارپائی کے پاس بیٹھے ہوئے تہے۔نافذ بے نے آدہے گہنٹہ بعد اپنے بہائی کو اخبار پڑہنے سے روک دیا۔

نافذ بے۔ابی! اب آپ تہک گئے ہونگے اور مجھے بہی نیند معلوم ہوتی ہے۔اماں جان میں اب اچہا ہوں اسلئے آپ بہی آرام فرمائیں۔کوئی ایسے کام کی ضرورت نہو گی جس کی وجہ سے شور و غل کرنے کا موقع ملے بس ایک لونڈی میرے پاس

رہنے دیجئے۔

خانم آفندی۔ نہیں۔ ہاجرہ رہے گی۔ آج دن بھر وہ آرام کرچکی ہے کسی کوچ پر یہاں لیٹی رہے گی۔

نافذ بے۔ (جلدی سے) میں ہاجرہ کو ہرگز نہیں رہنے دوں گا۔ وہ خود ایسی بیمار معلوم ہوتی ہیں کہ انکی خدمت کیجائے۔

نصر اللہ پاشا نے میری طرف نہایت مہربانی کی نظر سے دیکھا۔

نصر اللہ پاشا۔ نافذ سچ تو کہتے ہیں۔ ہاجرہ اس قابل نہیں معلوم ہوتی کہ بیٹھی رہے بوہا در سے یہاں رہنے کو کہو۔ کیا وجہ کہ وہ اپنے آقا کی خدمت نکرے اور آج شب کو تو نافذ کو کسی چیز کی ایسی ضرورت نہوگی۔

نافذ بے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شروع ہی سے بوہا در یہاں کیوں نرہی۔ آخر ہاجرہ نہوتیں تو بوہا در کو مجبوراً میرے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھنا پڑتا یا نہیں؟ دوسرے اسکے کیا معنی کہ بوہا در یا اور کوئی لونڈی بلا چیخ پکار اور دوڑ دہوپ کئے مجھے ایک گلاس پانی نہ دیسکتی یا میرا بچھونا درست نکرسکتی۔ یہ نہایت نامناسب ہے کہ ہاجرہ کو میری وجہ سے اتنی تکلیف دیجائے حمیدہ دیکھیں گی تو کیا کہیں گی؟

اس گفتگو کے بعد میرے چہرے کی زردی کے متعلق بحث کرنے کی ضرورت باقی نرہی اس لئے کہ نافذ بے کا کلام سنکر میرا رنگ بالکل سرخ ہوگیا۔ ادہم بے نے فوراً میری طرف نظر دوڑائی اور اُسوقت جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب نے میری اس حالت کو دیکھا۔ خانم آفندی نے بیٹے کی طرف چیں بجبیں ہوکر نظر کی۔

نافذ بے۔ اچھا اور میں کچھ نہ کہوں گا۔ لیکن ہاجرہ کو آپ یہ کام ندیں میں ہرگز نہیں چاہتا کہ میرے لئے انکی جان جاے۔ ہاجرہ! لو جاؤ اور سو رہو کہ تمہارے

چہرے کا رنگ بہ درست ہوجائے ورنہ اگر تم بیمار ہوگئیں تو تقاضائے انسانیت او مروت
یہی ہوگا کہ بطور شکر گذاری کے میں بہی تمہاری تیمارداری کروں حالانکہ مجہہ میں
اتنی لیاقت نہیں ہے کہ تمہاری طرح ایسی عمدگی کے ساتہہ اس کام کو انجام دیسکوں۔
خانم افندی نے مجہے جانے کے لئے اشارہ کیا اور میں نے تعمیل حکم کی - میری
اُسوقت عجیب کیفیت تہی اپنے کمرے میں پہونچتے ہی ایک کوچ پر لیٹ رہی اور رونا
شروع کیا - نافذ بے نے اُس روز بڑی عنایت سے مجہہ سے گفتگو کی تہی لیکن جس
حالت میں کہ ایوب سلطان والے واقعہ کے بعد میں دعا مانگ چکی تہی کہ خدا کرے وہ
مجہہ سے نفرت کرنے لگیں تو یہ نہایت ناموزوں اور نامناسب تہا کہ محض اسوجہ سے
میں رونے لگوں کہ نافذ بے کو اب میری طرف سے صبر ہوگیا تہا اور دل کو سمجہا چکے
تہے کہ میں دوسرے کی بی بی بنونگی - لیکن میں نے اپنی طبیعت کے سنبہالنے کی
مطلق کوشش نہ کی اور بیساختہ روتی رہی -

کئی روز گذر گئے اور کوئی نئی بات پیش نہ آئی - اُس دن سے نافذ بے کے پاس تنہا
رہنے کا مجہے پہر کبہی موقع نہ ملا - اِس لئے کہ اب وہ اچہے ہوتے چلے تہے اور گہر کے سب
لوگوں کی وہیں نشست رہتی تہی - مجہسے اتنے سید ہے ہوگئے تہے کہ معمولی اخلاق
سے میرے ساتہہ پیش آنے لگے تہے لیکن شاذ ہی کبہی مجہہ سے بولتے تہے حتیٰ کہ
ولیہ خانم بہی اسے تاڑ گئیں -

ولیہ خانم - پیارے نافذ - کوئی تمپر احسان کرتا ہے تو تم اُس کا شکریہ عجیب طریقہ سے
ادا کرتے ہو - جب سے اچہے ہوئے ہو شاید گنتی کی دس باتیں بہی ہاجرہ سے
تمنے نہ کی ہونگی - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے تمہاری خدمت کیا کی کہ تم اُن سے
اُسی کی وجہ سے ناراض ہوگئے -

خوش قسمتی سے اُسوقت نافذ بے کے پاس صرف ولیہ خانم اور میں دو ہی شخص تھے
خانم آفندی اور رحیدہ خانم کسی مہمان کے آجانے کی وجہ سے نیچے چلی گئی تھیں -
نافذ بے ایک کتاب پڑھنے کی کوشش میں تھے - لیکن ولیہ خانم کی بات سنکر
اُسے علیحدہ کردیا -

نافذ بے - پیاری بہن - تم غلطی پر ہو - مجھے ہاجرہ سے کسی قسم کا رنج نہیں ہے -
اور میں اُن کی عنایت کا مشکور ہوں -

ولیہ خانم - تو پھر پیشتر کی طرح آپس میں بات چیت کیوں نہیں کرتے ؟ تم دونوں کو
آپس میں گفتگو کرنے سے ایسی نفرت ہے جیسے دو اجنبی شخصوں کو -

نافذ بے - اجنبیوں کو نفرت کہاں ہوتی ہے ؟ بات چیت کرنا صرف خلاف وضع
سمجھتے ہیں - ورنہ مجھے تو بڑی خوشی ہو کہ اگر ممکن ہو سکے تو احمد پاشا کی لڑکی بجائے نیچے
ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کے میرے پاس آکر بیٹھیں -

ولیہ خانم - واقعی بڑی اچھی لڑکی ہے اگر تم چاہو تو تمہارے ساتھ شادی بھی
ہوسکتی ہے -

نافذ بے - عنایت - بس معاف فرمایئے - اگر اُنکے ساتھ آدھ گھنٹہ بات چیت
کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ مجھے اپنی آزادی کھونی پڑے گی تو میں ایسی ملاقات سے باز آیا -

ولیہ خانم - اگر تم اسوقت ڈرائنگ روم میں چلے جاؤ تو احمد پاشا کی لڑکی کیا کریں ؟ میں
تو چاہتی ہوں کہ تم جاؤ تو ذرا تماشہ دیکھیں - جس طرح دوسرے ملکوں میں مرد عورتیں باہم
مل جل سکتی ہیں اسی طرح یہاں بھی ہوتا تو بہتر تھا -

نافذ بے - کیسی بری بات زبان سے نکالتی ہو - ولیہ تم کو شرم نہیں آتی ! ایسا ہی
عورت ہو کر مردوں کی صحبت کا شوق ہے - تمہیں تو لاکھ لاکھ شکر کرنا چاہیئے کہ ایسا

نیک شوہر ملا ہے جو علی بے اور محبہ سے گفتگو کرنے کی تمہیں اجازت دیتا ہے اور تم ہو
کہ اور زیادہ لوگوں سے بات چیت کا شوق رکھتی ہو۔

ولیہ خانم۔ ہاں ایک طور پر تو اُنکی بڑی مہربانی ہے۔ یعنی یہ کہ علی بے کے سامنے مجھے
ہونے دیتے ہیں۔ کوئی اور شخص شاید ہی اسے جائز رکھتا۔ لیکن تمہارے معاملہ میں تو کوئی
بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ تمہارے بڑے بھائی کی بی بی ہوں۔ تم سے اگر پردہ کراتے
تو بیفائدہ انگشت نمائی ہوتی۔

نافذ بے۔ میرے نزدیک تو اُنکو اپنی خوبیوں اور لیاقت پر اتنا بھروسہ اور اطمینان
ہے کہ کسی قسم کی بدگمانی کو دل میں راہ نہیں دیتے وہ ضرور جانتے ہیں کہ تم کو اُن سے
اسقدر اُلفت و محبت ہے کہ علی بے اور اُن میں ہرگز مقابلہ نکرو گی۔

ولیہ خانم۔ (مُسکرا اور شرما کر) اگر تمہارا واقعی یہ خیال ہے تو میری طبیعت کی ضرور داد
دو گے اس لئے کہ وہ تم سب سے زیادہ حسین ہیں۔

نافذ بے۔ ادہم بے کو بیدخل کرنے کا ہم میں سے کسی کو بھی خیال نہیں ہے وہ
نہایت ہی خوش خلق خوش مزاج اور زندہ دل شخص ہیں۔ لیکن (ازراہ تمسخر) ولیہ بعض بعض
وقت جو بے التفاتیاں اُنہوں نے تمہارے ساتھ کی ہیں اور اُس کمی کو پورا کرنے کی غرض
سے جو میں نے تمہاری خدمت کی ہے۔ اُسکا صلہ یہ نہیں ہونا چاہیئے تھا کہ تم اُنہیں مجھے
زیادہ خوبیاں بتلاؤ۔

ولیہ خانم۔ (مُسکرا) میں نے یہ تو نہیں کہا کہ اُنمیں خوبیاں زیادہ ہیں بلکہ یہ کہ حسین
زیادہ ہیں۔ میں تمہاری شکل و صورت پر اعتراض کر رہی تھی نہ کہ قدرت کلام پر جس میں
کہ تم واقعی یکتا ہو ۵

اثر لبھانے کا نافذ ترے بیان میں ہے		کسی کے حسن میں جادو تری زبان میں ہے

اور یہی وجہ ہے جو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ ہاجرہ سے کیوں اسقدر کم بات چیت کرتے ہو سچ بتانا دونوں لڑے تو نہیں ہو؟

دو روز سے نافذ بے چارپائی چھوڑ کر کھڑکی کے قریب کوچ پر لیٹا کرتے تھے اور اسوقت بھی تکیوں کے سہارے سے کوچ پر بیٹھے ہوئے اپنی بھاوج کی طرف چشم نیم باز سے دیکھ رہے تھے۔ انکی یہ گفتگو سنکر تن کر سیدھے ہو بیٹھے اور کشیدہ ہوکر کہا:-

"لایعنی اور مہمل گفتگو تو کرو نہیں۔ ہاجرہ میری لونڈی نہیں اور نہ مجھے اُنکے فعل پر کسی قسم کا اختیار ہے۔ گو ہمارے مکان میں رہتی ہیں تاہم غیر ہیں اسلئے کوئی وجہ نہیں جو میں اُنسے لڑنے جھگڑنے کی تکلیف گوارا کروں"

ولیہ خانم متعجب ہوکر نافذ بے کو دیکھنے لگیں۔

ولیہ خانم- بھائی رنجیدہ کیوں ہوتے ہو جو کچھ میں نے کہا وہ اس غرض سے نہیں کہ تمکو رنج پہونچے۔ (پھر کسیقدر تیوری چڑھاکر) تمہاری یہ گفتگو اسقدر نامناسب ہے کہ اس سے زیادہ خراب الفاظ استعمال کرنا ممکن نہیں۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس قسم کے الفاظ تمہاری زبان سے نکلے؟

نافذ بے- اس میں شرم کی کون سی بات ہے۔ میرا صرف یہ مطلب ہے کہ ہاجرہ کے معاملات سے مجھے اتنی دلچسپی نہیں کہ میں اُنسے شکر رنجی کروں۔ اسمیں کون سی بات بیجا ہے؟

ولیہ خانم- (ناراض ہوکر) نافذ بے توبہ کرو بڑی شرم کی بات ہے اتنی خدمتگزاری کا کیا خوب ثمرہ ملا! میری قابل رحم ہاجرہ انکی باتوں کا تم کچھ خیال مت کرو میرے نزدیک تو یہ پاگل ہوگئے ہیں۔

مجھ میں اور زیادہ سننے کی طاقت نہ تھی اور وہاں سے چلے آنے کے لئے کھڑی ہی ہوئی

تھی کہ نافذ بے نے جواب دیا۔

نافذ بے - چونکہ ہاجرہ کو مجبوراً میری خدمت کرنی پڑی اس سے کوئی بات تمہاری گفتگو کی تائید میں پیدا نہیں ہوتی۔ میرے عزیز و اقارب کو میرا بہت ہی کم خیال تھا جو انہوں نے ہاجرہ کو میری تیمارداری کے لئے مامور کیا اور آپ ہاتھ باندھے بیٹھے رہے۔ مجھے اُن سے ایسی امید نہ تھی۔ میری رائے میں اگر کوئی عورت اُجرت پر میری خدمت کیلئے رکھ لی گئی ہوتی تب بھی ایک ہی بات تھی۔

میں نے فوراً دروازہ بند کر دیا اور جلد زینہ سے اُتر کر باغ کی طرف چلی گئی۔ ممکن ہے کہ کم عمر ہونیکی وجہ سے میں ناسمجھ زیادہ تھی لیکن ساتھ ہی پاس شرم و حیا بھی اسقدر تھا کہ نافذ بے کی گفتگو سے مجھے سخت صدمہ ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ اُس خاندان کی میں دست نگر تھی لیکن یہ سوچ کر دل میں نہایت چوٹ لگتی تھی کہ نافذ بے جنکو میں اتنا چاہتی تھی وہی سب سے پہلے مجھے یاد دلائیں کہ میرا تعلق اُنکے مکان میں کیا تھا اور ایسی حقارت سے میرے روبرو گفتگو کریں گویا کہ میں گونگی اور بہری تھی باغ میں جا کر میں بیٹھ گئی اور زار زار رو رہی تھی کہ کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی سر ہٹا کر دیکھا تو ادہم بے اور علی بے میری طرف آ رہے ہیں۔

ادہم بے (متعجب ہو کر) ہاجرہ خیر تو ہے کیا ہوا؟۔

میں - بے افندی کچھ نہیں۔

یہ کہتی ہوئی میں کھڑی ہو گئی اور جلدی سے آنسو پونچھ ڈالے تاکہ میرے رونے کا حال معلوم نہ ہو۔

ادہم بے - (دلجوئی سے) - کیا والدہ تم پر ناراض ہوئی ہیں؟

میں - یقین فرمائیے نہیں۔

ادہم بے - اگر والدہ ناراض نہیں ہوئیں تو حمیدہ ہوئی ہونگی - نہیں؟ (میرے سرہانے پہر) تو خانم ہونگی یا (ذرا خاموش ہوکر) نہیں تو نافذ؟

اُنہوں نے کچھ اس انداز سے گفتگو کی کہ میری آنکھوں سے پھر گنگا وجمنا جاری ہوگئیں اور میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کیا سمجھکر اُنہوں نے اس طرح مجھ سے کلام کیا نافذ بے نے تو کہیں اپنے دل کے شبہ اُن سے نہیں کہدیئے تھے؟ یا خود وہ کچھ تاڑ گئے تھے؟ میں نے دیکھا کہ علی بے کو یہ باتیں سنکر مزا آرہا تھا اسلئے ہاتھوں سے منہ چھپا کر میں نے ادہم بے کو جواب دیا -

میں - میں بالکل اچھی ہوں اور کسی قسم کی شکایت مجھے نہیں ہے -

ادہم بے - (میرے شانے پر ہاتھ رکھ کے اور ملائمت سے) - میری مسکین ہاجرہ ضرور نافذ نے تمہیں ستایا ہے - میں دیکھتا ہوں کہ جس روز سے تم حمیدہ کے ہاں گئی تھیں تب سے وہ یکایک تم سے متنفر ہوگئے ہیں - افسوس ہے کہ وہ مجھسے سب باتیں نہیں کہتے اسلئے مجھے معلوم نہیں کہ کیا وجہ ہے - تم بتا سکتی ہو کہ کیا سبب ہے؟

میں (سچائی سے) - مجھے معاف رکھیں - (یہ دیکھکر کہ وہ نہایت عنایت و مہربانی سے میری طرف دیکھہ رہے تھے مجھے ہمت ہوئی اور میں نے نہایت لجاجت سے دریافت کیا) میں کچھ عرصہ کے لئے حمیدہ کے ہاں جانا چاہتی ہوں آپ مجھے اجازت دلاسکیں گے؟ آپکے کہنے سے خانم آفندی ہرگز انکار نکریں گی -

ادہم بے نے کسی قدر متعجب ہوکر میری طرف دیکھا اور کہنے لگے :-

"میرے نزدیک تو یہ ممکن نہیں - چند اسباب اسکے مانع ہیں - مگر ہاجرہ تم ہیں کیوں چھوڑنا چاہتی ہو؟ کیا یہاں خوش نہیں ہو؟"

میں - (از حد شرماکر) بے آفندی! آپ ایسا ہرگز خیال نہ فرمائیں -

ادہم بے - تب اسلئے کہ نافذ سے بچنا چاہتی ہو؟ ہاجرہ! لو اب سچ سچ بتاؤ جس روز تم حمیدہ کے ہاں گئی تھیں اُس روز نافذ سے تم سے کہیں ملاقات ہوئی تھی؟

میں (دہیمی آواز سے) جی ہاں -

اور دل ہی دل میں کہہ رہی تھی کہ خدا کرے کوئی ایسی بات پیش آجائے جسکی وجہ سے اور زیادہ سوال ادہم بے نکر سکیں کاش اُسوقت زلزلہ یا طوفان ہی آگیا ہوتا یا کسی نے انہیں پکار ہی لیا ہوتا! لیکن کہاں - مطلع ویسا ہی صاف رہا - نہ زلزلہ آیا اور نہ کسی نے انہیں آواز دی -

ادہم بے - اُنہوں نے تم سے کیا کہا؟ کچھہ پوچھا - دریافت کیا؟

میں (کسیقدر تعجب کے ساتھہ) جی نہیں بے آفندی -

نافذ بے مجھسے کیا پوچھتے دریافت کرتے؟ ادہم بے نے کیا سمجھکر یہ سوال کیا؟

ادہم بے - تو پھر تم سے کیوں ناراض ہیں؟

میں خاموش رہی اور ادہم بے بھی ذرا دیر میری طرف چپ چاپ دیکھا کئے -

ادہم بے (میرے شانے پر ہاتھہ رکھکر اور نرمی سے) - ہاجرہ - میں تمہارے باپ کے برابر ہوں مجھسے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھو شاید کبھی نہ کبھی میں تمہارے کام آؤں تمہیں یاد ہے کہ نافذ نے یمن جانے کے لئے جب والد سے کہا تھا تو اُنہوں نے جواب میں فرمایا تھا کہ "تعجب ہے اس علت کا تمہارے پاس اور کوئی علاج نہیں اور صرف بھاگنے ہی میں تم اپنی سلامتی سمجھتے ہو" نافذ نے کبھی تم سے کہا کہ اس کا کیا مطلب تھا؟

میرا چہرہ سرخ ہونے لگا - آخرش یہ بات کُھلا چاہتی تھی -

میں - نہیں بے افندی - میں آپ کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ اُنہوں نے کبھی اسکا ذکر تک نہیں کیا -

ادہم بے - لیکن پہر بہی تم سمجہ تو ضرور گئی ہو گی؟ نافذ جو تم سے ناراض ہیں کیا اُسی معاملہ کے متعلق؟

میں - نہیں - ہاں ٹہیک نہیں معلوم - وہ اس لئے ناراض ہیں کہ میں ایوب سلطان کیوں گئی -

ادہم بے (تعجب کے ساتہ) کیا؟

میں نے کچہ جواب ندیا - بہلا یہ کیونکر کہہ سکتی تہی کہ خفگی کا اصل باعث یہ تہا کہ نافذ بے سمجہتے تہے کہ میں داؤد کو چاہتی ہوں -

ادہم بے - (کچہ دیر بعد) تم وہاں کس لئے گئی تہیں اور کس کے ساتہ؟

میں - بوبا در - حمیدہ اور میں سیر کے لئے گئے تہے اور - اور حمیدہ کا بیٹا داؤد ہمارے پیچہے پیچہے تہا کہ کوئی ہمیں ستائے نہیں -

ادہم بے - یہ تو کوئی بُری بات نہ تہی - اگر والدہ بے نے تمہیں حمیدہ کے ہاں ایک دن کے لئے اجازت دی تو یہ ضرور سمجہ لیا ہو گا کہ تمام دن تم گہر کے اندر بیٹہی نہ رہو گی - اور ضرور چلو پہرو گی - اور داؤد نے بہت خوب کیا جو تمہارے ہمراہ گئے - بس اسی لئے نافذ خفا ہو گئے -

میں - جی اسلئے کہ میں نے داؤد سے بات کی -

اتنا کہکر سوچنے لگی کہ یہ تو اپنے پیر میں آپ مینے کلہاڑی ماری - میرے تہکے ہوئے دماغ میں اُسوقت یہی بات آئی کہ جس طرح نافذ بے مجہہ سے بدظن ہو گئے تہے اُسی طرح ادہم بے بہی ضرور بدگمان ہو جائینگے اور نفرت کرنے لگیں گے - دل ہی دل میں یہ فیصلہ کر کے میں ادہم بے کے جواب کی منتظر رہی - دو چار منٹ وہ مجہے غور سے دیکہتے رہے -

ادہم بے - میں سمجھ گیا -

یہ کہکر وہ مکان کی طرف جانے کے لئے مڑے لیکن دو چار قدم جا کر پھرے اور جہاں
میں کھڑی تھی وہاں آکر جھک کر میرے رخسار کا بوسہ لیا -

ادہم بے - تم نے بہت اچھا کیا اور عقل کو کام میں لائیں - میں نہایت خوش ہوا -
داؤد سے جو تم ہمکلام ہوئیں اسمیں کوئی برائی نہ تھی - میرے نزدیک تو تم سے کبھی کوئی
نامناسب اور بیجا بات نہیں ہوسکتی - میں ابھی جا کر نافذ کو سمجھاتا ہوں - اُنکو کوئی حق
نہیں ہے کہ اپنی ناامیدی اور مایوسی کی جھنجھلاہٹ اور غصہ تمہارے سر اُتاریں -

میں نے اُنہیں روکنا چاہا لیکن اُنکے الفاظ کا جو دہشتناک اثر مجھپر ہوا تھا اُس سے
ابھی سنبھلنے نہ پائی تھی کہ وہ چلے گئے - کیا آج پھر میری وجہ سے دونوں بھائیوں میں
فساد ہونے والا تھا ؟ اسی سوال پر غور کر رہی تھی اور اس فکر میں تھی کہ ادہم بے کے پیچھے
دوڑ جاؤں کہ میرے قریب ہی ایک طرف سے کھلکھلا کر ہنسنے کی آواز آئی -

علی بے - (محظوظ ہوکر) ہاجرہ ادہر آؤ - اس قدر خوف زدہ مت ہو - اس مرتبہ دونوں
نہیں لڑینگے - غور تو کرو بیچارے نافذ کی کیا حالت ہے - یہ کوئی لڑانے کا موقع ہوسکتا ہے

میں گھبرا کر علی بے کی طرف پھری اسلئے کہ مجھے اُنکی موجودگی کا خیال مطلق نہیں رہا
تھا وہ مسکرائے اور کہنے لگے :-

" اگر کسی شخص کو کسی کے خفیہ حالات دریافت کرنے ہوں تو ادہم بے سے کہے - اول
درجہ کے مدبر ہونے کا اُنمیں مادہ ہے صرف افسوس ہے تو یہ کہ حالات معلوم کر کے وہ
ہمیشہ غلط نتیجے نکالتے ہیں "

میں نے کچھ جواب نہ دیا اور مکان کی طرف جلدی سے دوڑ گئی اس لئے کہ اُسوقت
میری حالت ایسی نہ تھی کہ علی بے کے مذاق کا جواب دیتی - دروازہ کے پاس پہونچکر

میں ٹھہر گئی اور اس معاملہ پر غور کرنے لگی لیکن خیالات اسقدر پراگندہ و پریشان تھے کہ اس مصیبت سے بچنے کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی کہ داؤد سے شادی کر لیتی اور اس سے میری روح کو سخت نفرت تھی - ابھی وہیں کھڑی ہوئی تھی کہ چند عورتیں خانم افندی کی ملاقات کو آئیں - اُنہیں ڈرائینگ روم میں بٹھا کر میں نافذ بے کے کمرے میں خانم افندی کو خبر کرنے کے لئے گئی - نافذ بے سو رہے تھے اور وہ تنہا اُنکے پاس بیٹھی ہوئی تھیں میں نے اپنا مطلب بیان کیا تو وہ اُٹھیں اور مجھے وہیں رہنے کے لئے اشارہ کیا

خانم آفندی - (دھیمی آواز سے) - تم یہیں ٹھہرو - شاید نافذ کی آنکھ کھلے اور انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو -

میں بیٹھ گئی لیکن نافذ بے کی صبح کی باتوں کا ابتک مجھے اتنا صدمہ تھا کہ دل سے یہی چاہتی تھی کہ اور کوئی اُنکے بیدار ہونے کے پہلے ہی چلا آئے کہ میں وہاں سے اُٹھ آؤں تنہا بیٹھے بیٹھے میں نے ایک بار اُنکے چہرے کی طرف نظر کی - بالکل زرد ہو گیا تھا اور وہ نہایت کمزور معلوم ہوتے تھے - اُن کا کھڑا نقشہ آسمانی رنگ کے مخملی پردے کے مقابل جس سے کہ کمرے کی روشنی رکتی تھی عجیب انداز کا معلوم ہوتا تھا - پیشانی کی کھال تنی ہوئی تھی کنپٹیوں میں گہرے گہرے گڑھے پڑے تھے رخسار اندر دبگئے تھے اور جبڑے کی ہڈیاں صاف علیحدہ معلوم ہوتی تھیں - ایک دُبلا ہاتھ سر پر تھا اور دوسرا کوچ کے کنارے لٹک رہا تھا - سانس اسقدر آہستہ آہستہ آتی تھی کہ اندھیرے میں اُنکا سینہ بالکل اُبھرتا نہیں معلوم ہوتا تھا - غرض کہ کوئی اُن کو اُسوقت دیکھکر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ زندہ ہیں - میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور یہی دل چاہتا تھا کہ کوچ کے پاس جا کر اُس ہاتھ کو جو کہ لٹک رہا تھا آنسوؤں سے تر کردوں - اللہ - اللہ نافذ بے کو میں کسقدر دل سے چاہتی تھی! کیسی میں اُن پر فدا تھی! اور ساتھ ہی یہ سوچکر دل پاش پاش ہوا جاتا تھا کہ اُنکی اسقدر تکلیف اور مصیبت کی

بانی میں آپ تھی!

اس قسم کے مجنونانہ خیالات کا میرے دل میں ہجوم ہو رہا تھا کہ یکایک نافذبے کلبلائے اور آنکھیں کھولدیں اور میری طرف متحیر ہو کر دیکھنے لگے۔ میں گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔

میں۔ آپ کی والدہ نے مجھے یہاں ٹھہرنے کے لئے کہا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں کسی اور کو بلا دوں۔

وہ میری طرف اسی انداز سے اور کسی قدر غور سے دیکھتے رہے۔ تب مجھے خیال ہوا کہ باغ میں جو میں نے آنسو بہائے تھے اُن کا نشان میرے چہرے پر ضرور ہوگا۔ ذرا دیر بعد نافذبے مسکرائے اور آہستہ سے کہا:۔

"اگر تمہیں یہاں رہنے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو تو اور کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے مہربانی ہو جو یہ پردے کھینچ دو۔ اندھیرے سے مجھے سخت نفرت ہے"

میں نے تعمیل حکم کی اور کھڑکیوں کے پردے کھینچ دئیے۔ کوچ کے اُسطرف جو کھڑکی تھی اُسکا پردہ ہاتھ بڑھا کر نافذبے پر جھک کر ہٹانا پڑا جسوقت میں جھکی نافذبے مجھے غور سے دیکھنے لگے۔

نافذبے۔ (نہایت روکھے پن سے) معلوم ہوتا ہے تم روئی ہو۔ ادہم بے کہتے تھے تم سے باغ میں ملاقات ہوئی اور تم نے اُنسے کہا کہ میری گفتگو سے تمہیں سخت صدمہ پہونچا ہے میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔ اسوقت میں جامۂ انسانیت سے باہر تھا۔

اُنکی بات چیت میں کچھ اس قسم کی رُکاوٹ تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جبراً محض ایک فرض ادا کر رہے تھے۔ میں اُسوقت پردہ ہٹا کر اُنکے پاس ہی کھڑی ہوئی تھی اور شرم سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

میں۔ (دبی زبان سے) آپ نے میرا کیا بگاڑا ہے جسے میں معاف کروں۔

اتنا کہنے پائی تھی کہ اُنہوں نے روک دیا اور اُسی رو کے پن سے کہنے لگے۔

"تم مطمئن رہو میری ذات سے آیندہ تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچے گی۔ اب جو سوچکر دیکھتا ہوں تو واقعی مینے نہایت بیجا کیا کہ ایسے معاملہ میں تم سے ناراضی ظاہر کی جسمیں کہ مجھے رنجیدہ ہونے کا کوئی حق نہ تھا۔ اگر ممکن ہو تو اُسے فراموش کردو تمہارا احسان ہوگا آیندہ ہم دونوں کو ایک دوسرے کا خیر خواہ رہنا چاہیئے"

یہ کہکر اُنہوں نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑہایا لیکن جب میں اُسے بوسہ دینے کے لیئے جھکی تو اُنہوں نے غصہ ہو کر کہینچ لیا۔

ناقدبے - یہ نہ کرو۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ آجتک میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کوئی عورت کسی غیر مرد کے ہاتھ کو کیوں بوسہ دے۔ تُو بیٹھ جاؤ اور اگر جی چاہے تو ذرا پنکہا جہلو بڑی گرمی ہے۔

میں نے پنکہا لیا اور چپ چاپ بیٹھ گئی۔ دل ہی دل میں سوال کر رہی تھی کہ آدھم بے نے کیا کہا جو ناقدبے اُسوقت اتنے بدلے ہوئے تہے۔ لیکن یہ یقینی طور پر نہیں کہہ سکتی تھی کہ اُن کی اس گفتگو سے بھی مجھے پہلے کی طرح رنج ہوا یا خوشی۔ اُنکے کلام سے کچھ ایسی رکاوٹ ٹپکتی تھی جس سے کہ بیشتر کیطرح مغائرت پائی جاتی تھی اور ظاہرا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ مجھے دوسرے شخص کی ملک سمجھنے لگے تہے۔ میں اُسوقت سمندر اُس پار کے مکانوں کو دیکھ رہی تھی جو کہ کھڑکی کے ٹھیک سامنے تہے۔ لیکن ناقدبے کی نظر مجھ پر جمی ہوئی تھی۔

ناقدبے دکھیانے ہو کر) کیا یہ عورتیں جو ملنے آئی ہیں آج یہیں کھانا کہائینگی۔

ظاہرا میرے وہاں رہنے سے وہ بہت خوش نہ تہے اور چاہتے تہے کہ اور کوئی آجائے۔ میں نے شرماکر اور نظر نیچی کئے ہوئے) کہئے تو لیہ خانم کو بلالاؤں۔ مجھے یقین

ہے کہ وہ جلدی آئیں گی -

نافذ بے - نہیں اُنکو تکلیف نہ دینا چاہیئے - آج صبح وہ یہیں تھیں - برابر یہاں رہنے سے طبیعت گبہرا جاتی ہوگی ابہی اُنہیں وہیں رہنے دو - لیکن معلوم نہیں علی بے کہاں ہیں -

میں - تہوڑا عرصہ ہوا میں نے اُنہیں کشتی میں جاتے دیکھا تھا لیکن ادہم بے غالباً اوپر ہیں -

نافذ بے - اُنہیں بہی تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے - بہرحال اُنہیں وہیں رہنے دو - جو کچھ اُنکی عنایت آج میرے اوپر ہوئی ہے وہ ایک مہینہ کے لئے کافی ہے - (بہر طنزاً) کہیں اور کوئی شکایت تو میری نہیں کر دی ہے جس کا مواخذہ ابہی باقی ہے ؟

میں نے نہایت غصہ کی نظر سے نافذ بے کی طرف دیکھا - کیا وہ سمجھتے تہے کہ میں نے جو کچھ ادہم بے سے کہا وہ اپنی خوشی سے کہا تہا ؟ اور پہر اس غرض سے کہ ادہم بے اُنہیں جاکر سمجھائیں ؟ نافذ بے نے ایکبارگی نظر اوپر کی اور کہلکہلا کر ہنس پڑے -

نافذ بے - میری پیاری ہاجرہ ! معلوم نہیں مجھے کیا ہوگیا ہے میں پہر تم سے معافی چاہتا ہوں - تعجب ہے کہ پانچ منٹ بہی ہم تم تنہا نہیں رہتے کہ میں کوئی نہ کوئی حماقت کر بیٹھتا ہوں - اچہا وہ کتاب جو رکھی ہے مجھے اوٹھا دو - میں خاموشی کے ساتھ اُسے بیٹھکر پڑہوں گا اور تمہیں دق نکروں گا -

میں نے چپ چاپ وہ کتاب اُنہیں دیدی اور ویلیہ خانم کے کاڑہنے کا کام اپنے آپ لے بیٹھی - پورے پندرہ منٹ میں اُس کام میں مشغول رہی ہوں گی کہ یکایک نافذ بے نے کتاب پہینکدی -

نافذبے۔ (گھبراکر) مجھ سے نہیں پڑھا جاتا۔ سر دُکھنے لگتا ہے۔ نیچے کون کون ہیں؟

میں۔ (کام سے نظر نہ اُٹھاکر) یوسف پاشا کی بی بی اور اُنکی بیٹی۔

نافذبے۔ اُنہیں آئے ہوئے تو مدت ہوگئی۔ امید تو ہے کہ جتنی باتیں اُنکے دلمیں رہی ہونگی اسوقت تک سب ختم کرچکی ہونگی۔

میں۔ (سوئی میں تاگا ڈالتے ہوئے) اور کوئی بھی آگیا ہے اس لئے کہ ایک کشتی میں نے ابھی آتے دیکھی۔

نافذبے۔ آج بیطرح لوگوں کی بھرمار ہے۔ خیر تو ہے اسکی وجہ کیا؟

میں۔ شاید آپ کی عیادت کو آتے ہیں۔

نافذبے (جماہی روک کر) اُنکی بڑی عنایت ہے خصوصًا جبکہ اُنمیں سے کسی نے آجتک مجھے کبھی دیکھا بھی نہیں۔

میں۔ یہ کہئے کہ آپ نے اُنہیں نہیں دیکھا۔ اُن سب نے آپ کو کھڑکی سے دیکھا ہے اور جانتی ہیں۔

نافذبے۔ ہاں ٹھیک ہے لیکن جیسا چاہیئے ویسا تو نہیں جانتیں۔ ایک شخص کو صرف پہچاننا اِس امر کے لئے کافی نہیں ہے کہ اِس قدر دہوپ اور گرمی میں لوگ اپنے مکان سے باہر نکلیں۔ لیکن شاید لوگوں کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے۔

میں۔ شاید۔

اِس قدر گفتگو کے بعد ہم دونوں پھر خاموش ہوگئے۔ زبردستی بات چیت کرنے کا نتیجہ یہی ہوا کرتا ہے اس لئے کہ بات کرنے والوں کو اس قسم کے کلام میں لطف تو آتا ہی نہیں ہے نافذبے بھی ظاہرا اسے خوب سمجھتے تھے اسلئے کہ ذرا دیر بعد وہ اُٹھ بیٹھے اور ہاتھ بڑہا کر گھڑی اُٹھائی۔

نافذ بے۔ ابھی صرف چار بجے ہیں! میرا تو خیال تھا کہ کم از کم ساڑھے پانچ ہونگے
اگر کسی شخص کی طبیعت کسی شے سے نہ اُکتاتی ہو تو وہ دماغی بخار کو آزمائے۔ طبیعت
گھبرا دینے میں لاثانی ہے۔ معلوم نہیں اور کتنے روز میں اس طرح تختہ بنا پڑا رہونگا۔ کیا
باشا صاحب کہیں باہر گئے ہیں؟

میں۔ (کھڑی ہو کر) شاید نہیں۔ جاؤں دیکھ آؤں؟

نافذ بے۔ (کسی قدر پس و پیش کے بعد) جاؤ نہیں۔ غالباً فرزندانہ طریق عمل و برتاؤ
کے یہ بات خلاف ہوگی کہ میں والد کو محض اپنی طبیعت خوش کرنے اور دل بہلانے
کے لئے بلاؤں۔ کیوں؟ ہے نا؟

میں۔ آپ صحیح فرماتے ہیں لیکن کوئی بات اس قسم کی آپ اُن سے دریافت کرا بھیجیں
کہ وہ خود تشریف لے آئیں۔ صرف ایک بہانہ چاہیئے ورنہ آنے کے بعد تو خود
وہ تشریف رکھیں گے۔

نافذ بے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ اُن سے دریافت بھی کراؤں تو کیا؟
یہ کہکر اُنہوں نے میری طرف دیکھا۔ اِس کے بعد ہم دونوں تھوڑی دیر تک خاموش رہے
اور جب خیال ہوا کہ کسقدر مہمل گفتگو کر رہے تھے تو کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

نافذ بے۔ (ابھی تک ہنستے ہوئے) عجیب بات ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے
سے جان چراتے ہیں اور یہی چاہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے بھی ساتھ نہ ہو۔ کیا
وجہ ہے کہ بجائے اِن فضولیات کے ہم آپس میں دوست نہ بنے رہیں؟ لو بس
بیٹھ جاؤ تو کچھ باتیں کریں۔

میں۔ (شرما کر) کیا باتیں؟

نافذ بے۔ میں خود نہیں جانتا۔ کیوں ناجیرہ! تم مجھ پر ہنس رہی ہو؟ واقعی میں

اسی قایل ہوں - لیکن بات یہ ہے کہ جب کسی کے دل میں کوئی ایسی بات ہو جسے وہ ظاہر کرنا نہ چاہتا ہو تو کسی دوسری چیز کی نسبت گفتگو کرنے میں دقت معلوم ہوتی ہے

میں - (ہنسکر) - میرے نزدیک تو کوئی دقت کی بات نہیں ہے - جب آپ ارادہ کر چکے ہیں کہ اُس خاص بات کو ظاہر نکریں گے تو پھر اور چیزوں کی نسبت گفتگو کرنا آسان ہے -

نافذ بے - خیر تو میرا یہ منشا نہیں ہے میں نے اپنے خیالات کو ذرا بھونڈے الفاظ میں ظاہر کیا - میرا یہ مطلب تہا کہ تم سے ایک سوال کرنے کے لئے میری جان جاتی ہے لیکن چونکہ کسی نہ کسی وجہ سے وہ سوال کرنے سے مجبور ہوں اس لئے اور کسی قسم کی گفتگو اچھی نہیں معلوم ہوتی -

میں یہ سنکر خاموش ہو گئی اس لئے کہ مجھے اب کچھہ کہتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا تہا اور دل سے چاہنے لگی کہ اس سے پہلے کہ نافذ بے کی اور میری گفتگو اور آگے بڑہے خانم آفندی تشریف لے آئیں تو بہت اچھا ہو -

نافذ بے - (کشیدہ ہو کر) - بس شرمانے لگیں ؟ اچھا میں کچھہ نہیں پوچھتا - ادہم بے تو میں ہو نہیں سکتا - اُن سے تم سب اپنے دل کی باتیں کہہ دیتی ہو اور واقعی اُنکی طرح اور کوئی رازدار ہونا ممکن نہیں - لیکن اتنا خیال رہے کہ کہیں پھر خفا ہو کر اُن سے میری شکایت نکر دینا - وہ پھر مجھے سرزنش کریں گے اور میں ابھی اتنا کمزور ہوں کہ مجھہ میں طاقتِ برداشت نہیں -

میں - (بگڑ کر) - آپ کیوں بار بار مجھے اس کا طعنہ دیتے ہیں ؟ مجھے آپ سے کبھی امید نہ تہی کہ آپ بے انصافی کو راہ دینگے - کیا واقعی آپکا یہ خیال ہے کہ ادہم بے آپکے پاس میری رضامندی سے آئے تہے ؟

نافذ بے - (نہایت حقارت کی نظر سے) - اگر نہیں تو پھر تم اُنکے پاس گئیں کیوں اور اُن

سے کیوں کہا کہ میرے ظلم سے بچنے کے لئے تم ہمارے مکان میں رہنا نہیں چاہتیں اور یہ کہ جب سے میں نے تمہیں داؤد سے ایوب سلطان میں باتیں کرتے دیکھا ہے میں نہایت بُرے طور سے تمہارے ساتھ پیش آتا ہوں؟

میرے الفاظ کو جو معنی پہنائے گئے اُنہیں سنکر مجھے اسقدر حیرت ہوئی کہ میرے منہ سے بات نہیں نکلتی تھی اور میری زبان لڑکھڑانے لگی۔ بدقت تمام میں نے پوچھا۔

"کیا ادہم بے نے آپ سے کہا ہے کہ میں نے یہ الفاظ استعمال کئے؟"

نافذ بے ۔ (اُسی انداز سے) ۔ تو کیا تم اُن سے انکار کرتی ہو؟ آگے چلکے اس سے بھی انکار کر دینا کہ تم نے ادہم بے سے یہ نہیں کہا کہ داؤد پر تم عاشق ہو ۔ بہرحال اسکی نسبت بہت باتیں ہولیں اب کبھی مجھے کوئی ایسی بات نہوگی کہ تم کو ادہم بے سے شکایت کرنیکا موقع ملے ۔ تاہم پھر کبھی اگر میری کسی حرکت سے تمہیں رنج پہونچے تو میں درخواست کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے صرف اُس ایک شخص سے میری شکایت کرنا جسے کہ میرے افعال اور حرکات پر ہر قسم کا اختیار حاصل ہے ۔ اور جسکی حکومت میں مانتا ہوں اور اُسکا مطیع و فرمانبردار بھی ہوں ۔ ہر چیز کا موقع و محل ہوا کرتا ہے اپنے طور پر اور اپنی جگہہ بھائی کی صلاح اور نصیحت نہایت عمدہ اور مناسب ہے لیکن ممکن ہے کہ وہ نصیحت ضرورت سے زیادہ سخت الفاظ میں کیجائے ۔ اسلئے بہتر ہو کہ ایسا شخص میری سرزنش کرے جو کہ میری حرکات ناشائستہ پر زیادہ تر انصاف کے ساتھ نظر ڈال سکے اور پاسداری کو راہ نہ دے اور خود اُسے اُس معاملہ سے کسی قسم کا تعلق نہ ہو ۔ جس انداز سے کہ ادہم بے نے مجھے باتیں سنائیں اگر اُسی طرح میرے والد نے تمہارے بارے میں مجھے کم ظرف وغیرہ بنایا ہوتا تو میں ضرور اقرار کر لیتا کہ یہ نہایت صحیح اور منصفانہ رائے ہے اور مجھے یقین ہو گیا ہوتا کہ واقعی اس رائے کے قایم کرنے میں اُنہوں نے کسی قسم کی ذاتی غرض سے کام نہیں لیا ہوگا ۔

میری آنکھیں غصے سے چمکنے لگیں اور میں نے بگڑ کر جواب دیا:-

"کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ جو بات تمام گھر کے لوگ بلا کہے سنے تاڑ گئے تھے ادہم بے اُسے بغیر کہے معلوم نہ کر لیتے؟ ایوب سلطان کے واقعہ کے بعد سے جو آپ میں اور مجھ میں برتاؤ رہا ہے اُس کے پہچاننے کے لئے زیادہ غور و خوض اور عقل دوڑانے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی"

نافذ بے - (نہایت برہم ہوکر) - نہیں تو! مجھے یہ معلوم نہ تھا - گذشتہ مہینے کے آگے مجھے ہرگز ایسا خیال نہ تھا کہ تم مجھسے نفرت کرتی ہو اور جانتا تھا کہ دوسرے بھی میری ہی طرح سمجھتے ہونگے -

میں نے اپنا منہ ہاتھوں سے چھپا لیا اور رونا شروع کیا اتنا روئی کہ میری ہچکی بندھ گئی اور کہا نہیں ہوا جاتا تھا - نافذ بے کی باتیں اسقدر تلخ تھیں کہ اُنکے ایک ایک لفظ نے تیر کا کام کیا تھا - میں بیٹھ گئی اور اپنی طبیعت سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی - لیکن بیکار اپنی کوشش میں ناکامیاب رہی اور روتی رہی حالانکہ یہ خیال کر کے غصہ بھی آتا تھا کہ نافذ بے مجھے روتا دیکھکر خوش ہوتے ہونگے -

یکایک کسی نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں پر رکھ دیا اور زبردستی اُنہیں میرے منہ سے ہٹا دیا - میں نے آنکھ اُٹھائی تو دیکھا کہ نافذ بے میرے پاس کھڑے ہوئے ہیں - چہرہ زرد ہے اور جس ہاتھ میں میرا ہاتھ تھا وہ آگ ہو رہا ہے - بس کلیجے پر چھُری سی چلگئی - غضب ہی ہو گیا ادہم بے اور میں دونوں ازسرِنو بخار آنے کے باعث ہوئے -

میں (ہچکیاں روکنے کی کوشش کرتی ہوئی) چلئے ہٹئے - فوراً جا کر لیٹئے - خدانخواستہ پھر آپ کی طبیعت خراب ہوئی تو آپ مجھ ہی کو اس کا بانی قرار دینگے -

نافذ بے - (مسکرا کر) نہیں - میں ایسا ہرگز نہ کرونگا بلکہ یہ کہونگا کہ یہ سراسر میرا ہی قصور